وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

مکمل اسلامی ماہ کے اعتبار سے
یادگار تجلیات کا حسین گلدستہ

جلد سوم

خطبات ندیم

ماہ جمادی الاول۔ جمادی الثانی کے
یادگار خطبات کا حسین گلدستہ

ترجمان اہلسنت جانشین حضرت دین پوری
خطیب اسلام حضرت مولانا
ابو محمد عبدالکریم ندیم مدظلہ

مرتب
مولانا شبیر حمید فاروقی

مکتبہ مدنیہ
بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور:
0301-7512074
0300-4944562

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطباتِ ندیم

خطبات ندیم مولانا عبدالکریم ندیم کی نظر میں

خطبات ندیم عزیزی محترم مولانا شبیر حیدر فاروقی کی محنت و کاوش کا ایک حسین شاہکار ہے۔ خطبات ندیم بندہ کی دعا کی ایک لڑی ہے جو اللہ تعالیٰ نے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کے ہاتھوں پروئی ہے۔ خطبات ندیم کی اشاعت میں سب سے بڑی سعادت کی بات یہ ہے کہ اس کی تکمیل و اشاعت رمضان المبارک کے بابرکت وباعظمت مہینہ میں ہے دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو خطبات کی دنیا میں وہ قبولیت دے جو رمضان المبارک کو باقی مہینوں پر حاصل ہے۔ میں اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں کہ مورخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کے خطبات کے جامع (مولانا شبیر حیدر فاروقی) نے میری تقاریر کو جمع کیا ہے۔ اس وقت ساڑھے تین صد کے قریب الحمد للہ بندہ کے مواعظ وخطبات جمع کئے جا چکے ہیں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس عارضی حیات مستعار میں ان تمام خطبات کو کتابی شکل میں کرنے کے لیے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کو اسباب مہیا کرے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادرم شبیر حیدر فاروقی جلال پوری کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور بندہ (مولانا عبدالکریم ندیم) کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبات ندیم

خطبات ندیم ابن عبدالکریم ندیم محمد احمد ندیم کی نظر میں

حضرت والد محترم کے تعلق داروں میں ایک نام مولانا شبیر حیدر فاروقی کا بھی ہے جو بہت ہی قابل اور علماء اور طلباء کے حلقہ میں محبوب ہیں مولانا شبیر احمد فاروقی بہت ہی باصلاحیت اور قلب سلیم کے مالک ہیں انہوں نے حضرت والد محترم کی کتب کی ترتیب وطباعت کا انتظام کر رکھا ہے۔ اور الحمد للہ بہت ہی اچھے انداز میں اس کو نبھاتے رہیں گے میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا شبیر حیدر فاروقی اور باقی حضرات جو اس کار خیر میں مصروف ہیں صحت وعافیت سے رکھے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

خطباتِ ندیم

توحیدِ باری تعالیٰ، شانِ انبیاءؑ، شانِ رسالتؐ، شانِ صحابہؓ، تذکرہ اولیاء اللہ کے

یادگار خطبات کا حسین گلدستہ

جلد سوم

ترجمان اہلسنت جانشین حضرت مفتی محمودؒ

خطیبِ اسلام

حضرت مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ

مرتب

مولانا [illegible]

ناشر

مکتبہ مدنیہ

[illegible] تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

0300-4944562

جملہ حقوق کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت محفوظ ہیں

نام کتاب............ خطبات ندیم (سوم)
از افادات............ خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم
ترتیب اول .... مولانا شبیر حیدر فاروقی
معاون............ حافظ مختار الحسن
اشاعت دوم............ 6 نومبر 2004
تعداد............ 1100 صفحات 400
قیمت ....

سٹاکسٹ
مکتبہ مدنیہ باالمقابل مدینہ مسجد ماڈل ٹاون بی بھاولپور
03017512074 03004944562

ملنے کے پتے

- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ❁ المیزان پبلشرز اردو بازار لاہور
- مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور ❁ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور ❁ مکتبہ العائشہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان ❁ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مجیدیہ کتب خانہ بیرون بوہر گیٹ ملتان ❁ ادارہ اشاعت الخیر ملتان
- مکتبہ صفدریہ جوہر چوک راولپنڈی ❁ مکتبہ عثمانیہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی ❁ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاون کراچی۔
- مکتبہ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد ❁ اشرفی کتب خانہ کراچی
- دارالاشاعت اردو بازار کراچی ادارۃ المعارف احاطہ دارالعلوم کراچی

انتساب

اس عظیم شخصیت کے نام اس کتاب کو منسوب کرتا ہوں۔

جن کا لگایا ہوا پودا جامعہ دارلعلوم مدنیہ بہاول پور سر سبز و شاداب ہے۔

............اس سے میری مراد

مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اور اس عظیم المرتبت ہستی کے نام جن کے سامنے دو زانو بیٹھ کر معلم الانشاء حصہ اول پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

............اس سے میری مراد

حضرت اقدس استاذ یم قبلہ مفتی عطاء الرحمان صاحب ہیں۔

جب وہ ہنستی مسکراتی شخصیت سامنے آتی ہے۔ تو ان کی زیارت سے قلب منور ہو جاتا ہے۔ اور خوشی سے دل باغ و بہار ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت ان کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر سلامت رکھے۔ اور ان کی ذمہ داریوں کو دیکھ کر حسد کرنے والوں کو ہدایت عطاء فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

حال مدرس جامعہ دار العلوم اسلامی مشن

بہاولپور

اجمالی فہرست خطبات ندیم سوم جمادی الاول والثانی

خطیب اور خطابت	مولانا شبیر حیدر فاروقی کے قلم سے	17
کچھ موتی بیٹے کے قلم سے	صاحبزادہ حافظ محمد احمد ندیم	21
حضور ﷺ کی صفات کریمہ	ماہ جمادی الاول	26
مسئلہ ختم نبوت ﷺ	ماہ جمادی الاول	51
سیرت مصطفیٰ ﷺ (الف)	ماہ جمادی الاول	78
سیرت مصطفیٰ ﷺ (ب)	ماہ جمادی الاول	111
صاحب حوض کوثر ﷺ (الف)	ماہ جمادی الاول	136
صاحب حوض کوثر ﷺ (ب)	ماہ جمادی الاول	168
فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم	ماہ جمادی الثانی	193
فضائل ومناقب اہل بیت رضی اللہ عنہن	ماہ جمادی الثانی	209
فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	ماہ جمادی الثانی	225
امامت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	ماہ جمادی الثانی	276
سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کا دور حکومت	ماہ جمادی الثانی	306
فضائل ومناقب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	ماہ جمادی الثانی	333
گستاخ نبی ﷺ کی شرعی سزا	ماہ جمادی الثانی	344

فہرست عنوانات خطبات ندیم سوم جمادی الاول والثانی

خطیب اور خطابت		مولانا شبیر حیدر فاروقی کے قلم سے	17
کچھ موتی میٹے کے قلم سے		ازقلم حافظ محمد احمد ندیم	21
حضور کی صفات کریمہ		ماہ جمادی الاول	
خطبہ	26	تمہید	26
سب محاسن آقا میں	27	روشن وچمکتا چراغ	28
آقا کی بے ادبی سے ایمان خارج	28	مقام حضور	29
محمد کے سارے اختیارات	30	ہر پیغمبر اپنی خوبیوں کا مالک	31
ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا	31	اچھا گواہ کون ہوتا ہے؟	32
اعتماد پر گواہی	33	قیامت کے دن ہماری گواہی	34
دو صفتیں بدرجہ کمال	35	اچھے اعمال، اور خوشخبری دینے والا	36
صفت نذیر	37	آنے والے انسانوں کو دعوت	39
زندگی کا ایک اک لمحہ دعوت	39	محمد کا حق دینا	40
شرکیہ جملہ کا ذہن سے محو ہونا	41	ہر جگہ اللہ کی ربوبیت کی صدائیں	42
مجھے بچانے والا	42	دس دس مرتبہ دعوت دینا	43
نبوت کی طاقت	43	مشن رسول کی اہمیت	44
دین کی دعوت اور امت کا وظیفہ	45	محمد چمکتا ہوا چراغ	46
نبوت محمد کا عکس	47	آفتاب نبوت	48

مسئلہ ختم نبوت		ماہ جمادی الاول	
خطبہ	51	تمہید	52
مسئلہ ختم نبوت ایمان کا ایک جز	52	معتدل مزاج کے حامل	53
امام صاحب کا فتوی کفر میں احتیاط	59	مدعی نبوت سے دلیل مانگنے والا	60
دلائل پیش کرنے کی ضرورت	61	نبی تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں	62
نبوت ہمیشہ نبوت کے خاندان میں	62	سادات گھرانے کی نسبت	63
حضور آخری نبی	65	نبی ورسول میں فرق	67
لفظ محمد کی خصوصیت	69	سیدنا عمر وعلی اور مقام نبوت	71
مسئلہ ختم نبوت اور آقا کی وضاحت	73	سیدنا صدیق اور منکرین ختم نبوت	74
نبوت کا دعوی کرنے والے	75	مرزا قادیانی ملعون	76
سیرت مصطفیٰ (الف)		**ماہ جمادی الاول**	
خطبہ	78	تمہید	79
پورا قرآن مصطفیٰ کی سیرت	79	سیرت ومنقبت کی بڑی کتاب	80
سلسلہ وحی کا انقطاع	80	کفار کے طعنے، والضحیٰ کا نزول	81
تغیر تبدل میں اللہ کی حکمت	82	وحی کے بوجھ کے حاملین	83
اللہ کا محبوب سے تعلق	84	آپ کے رب کی معیت	84
پیغمبر کی طرف لفظ مکروہ کی نسبت	85	مکی دور مشکل ومدنی فتوحات کا حامل	86
کفار کی باتوں سے دل برداشتہ	87	قیامت کے دن محبوب کی رضا	88
چھ چیزوں میں حضور کی افضلیت	89	آقا پر انعامات کثیرہ کی بارش	89
تسلی دینے کیلئے اللہ کے ۲ وعدے	90	آپ کی نبوت اور، اللہ کے سہارے	91

پوری کائنات کے سائبان	92	آقا کو یتیمی میں سہارے	92
لفظ ضال کے مختلف معانی	94	جوانی میں ہدایت کی شمعیں	96
رسول اللہ کا مربی	97	آقا کی وجہ سے اہل قافلہ کی ضیافت	98
کائنات کی دولت آقا کے صدقے	100	حضور کو سب سے بے نیاز کرنا	100
تین احسان اور تین حکم	100	یتیم کا مال کھانے والوں کا انجام	101
آقا اور یتیموں کی کفالت	102	یتیم کی کفالت سامان مہیا کرنا	104
سائل کے ساتھ نرمی سے پیش آنا	105	دین و دولت دونوں قسم کے سائل	106
قرآن میں ممانعت	108	اللہ کی طرف سے نعمتوں کو بیان کرنا	109
سیرت مصطفیٰ (ب)		**ماہ جمادی الاول**	
خطبہ	111	اشعار	111
تمہید	112	حضور کی ساری زندگی	112
سب کچھ عطا کریں گے	113	مانگنے میں تاخیر دینے میں نہیں	114
ساری کائنات کا اللہ کو راضی کرنا	115	ہر وہ چیز جس پر تو راضی	116
امت کا جہنم سے نکلنا	117	یہ جدائی برداشت نہیں ہو سکتی	118
ابو بکر جنت میں بھی حضور کا ساتھی	120	حضور کے مربی	121
آقا کے صدقے ہر چیز کی ترقی	122	آقا کا حسن اور چودھویں کا چاند	123
یہ حسین محمد تیرے حوالے	124	حسن اتنا کہ سورج مقابلہ نہ کر سکے	125
محمدی سفارش کے اثرات	126	ساری کائنات کا ھادی بنانا	127
ایک عجیب واقعہ	128	ساری دنیا سے بے نیاز ہونا	128
یہ جماعت صحابہ تیرے در پہ	130	نبی کی عظمت	132

نبی کی گستاخی برداشت نہیں	133	جنگل کے درندے، اور نام کا احترام	134
صاحب حوض کوثر (الف)		**ماہ جمادی الاول**	
خطبہ	136	تمہید	136
حضور کے بیٹوں کا انتقال	137	تیرا بیٹا جنت میں	138
میری تسلی کا سامان	139	پورے دین کا خلاصہ تین چیزیں	140
کلام اللہ کا مقابلہ	140	سورۃ کوثر کے الفاظ میں وسعتیں	141
سورۃ کوثر کی عطا	142	ہم ضمیر سے قدرت کاملہ کا اظہار	143
بڑی طاقت والا	143	بن مانگے بڑا تحفہ	144
دینے والے ہم، اور لینے والا تو	145	لفظ کوثر کے کئی معانی	145
اولین وآخرین کے علوم	146	ترویج علوم آقا کے قدموں کا صدقہ	147
سب سے زیادہ کمالات کے حامل	148	آسمانوں کے کمالات	148
زمین کے کمالات	149	جسمی کمالات	150
زبان کے کمالات	150	سرداری کو فخر	151
آدم سے قیامت تک کی انسانیت	152	اپنی پیشانی کو رب کے ہاں جھکا دینا	153
وجود کے کمالات	154	سب سے زیادہ فضائل کے حامل	154
امت محمدی اور آپ کے تذکرے	156	آپ کی امت کے علماء	157
بکثرت فتوحات دینے کا وعدہ	158	خلفائے راشدین دینے کا وعدہ	159
قرآن کے چرچے	159	حوض کوثر پہ امت کو پانی پلانا	160
دین کے غدار اور حوض کوثر	162	پورا دین دو چیزوں میں بند	164

صاحب حوض کوثر (ب)	
خطبہ	168
تمہید	168
آقا کو عطا کردہ دو فریضے	170
وضو سے کبیرہ گناہوں کا جھڑنا	173
نماز میں حرکات وسکنات کی درستگی	174
شیطان کا سب سے پہلا حملہ	178
قیام کرنے کا صحیح طریقہ	181
امام کے پیچھے قرات کا حکم	183
عبادت میں غیر اللہ کو شامل کرنا	186
اللہ کی دربار میں خالی ہاتھ والا	188
آقا کے دشمنوں کی نسلوں کا انجام	190

ماہ جمادی الاول	
اشعار	168
آقا کا نام اور مشن ہمیشہ تابندہ	169
نماز میں حاظر ہونے کا طریقہ	171
نماز میں مساوات کا عجیب درس	173
اللہ کی رضا نبی محمد کی ادا	178
کمال محبت کا تقاضا	180
نماز میں حضور کی تسبیح	183
جبین نیاز جھکانے کی جگہ	185
انسان کا سر اللہ کے قدموں میں	186
حضور کا تریسٹھ اونٹ ذبح کرنا	189
دشمنوں پر پوری کائنات کی لعنت	192

فضائل صحابہ کرام	
خطبہ	193
تمہید	193
انتخاب کے بعد تقدیر کا فیصلہ	194
انتخاب لاجواب	197
محفوظ اور مغفور کا معنی	199
صحابہ کرم سے خطائیں کیوں؟	201
ایک عورت کا واقعہ	202

ماہ جمادی الثانی	
اشعار	193
دو جماعتوں کا انتخاب	194
اہل سنت والجماعت کا فیصلہ	195
اللہ کے انتخاب پر تنقید	198
[illegible]	201
سیدنا ماعز اسلمی کا ایمان افروز واقعہ	202
حد کے وقت عورت کا خون	204

اللہ کا فیصلہ	204	فضائل صحابہ آقا کی زبانی	204
نبوت کے موقع کے گواہ	205	معیار صحابہ	207
صحابیت کا اعزاز	207	لفظ شقاق کی عربی تحقیق	208
فضائل ومناقب اہل بیت		ماہ جمادی الثانی	
خطبہ	209	اشعار	209
تمہید	209	جذباتی تقریر	210
اہل بیت کے حق میں ہمارا عقیدہ	210	اہل بیت کا تعارف	210
فضیلت اصحاب رسول	211	فضیلت اہل بیت	211
اہل بیت وصحابہ کا آپس میں تعلق	212	وصال نبی کے بعد فتنوں کی بارش	212
تسبیح ٹوٹنے سے دانہ یہ دانہ	213	سورج اور ستارے	213
کفار کا طعنہ	217	حضرت تونسوی کی تقریر کا اہم جملہ	218
ہدایت کا راستہ	219	اہل بیت اور صحابہ کی محبت	220
لفظ اہل بیت کی تشریح	221	حقیقی اہل بیت کے مصداق	223
ماہ جمادی الثانی		فضائل ومناقب سیدنا صدیق اکبر	
خطبہ	225	اشعار	225
تمہید	227	صدیق کو پیدا کرنے کی وجہ	227
عظمت صدیق کے مختلف پہلو	228	نبی اور صدیق	229
سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند	230	موقف فاروق واستقامت صدیق	230
سیدنا صدیق کی کہانی والد کی زبانی	231	جاہلیت میں بت کی ناک توڑنا	232
شیخ ازدیمنی سے ملاقات	233	شیخ کی صدیق کو نصیحت	235

سیدنا صدیق میں چند مطابقات	237	پیغمبر سے اللہ کا کیا ہوا وعدہ	238
سیدنا علی سے سوالات	239	سیدنا صدیق کو چند چیزیں پسند	239
بے مثال سواری اور باکمال سوار	241	غار میں داخلہ وثانی اثنین کا مصداق	241
موذیوں کا داخلہ بند	243	سیدنا صدیق کے آنسوؤں کی قیمت	244
مال قربان کرنے کا انداز	245	سیدنا صدیق سوئی کا متلاشی	246
فرشتے ٹاٹ کے لباس میں	246	اللہ کا سیدنا صدیق کو سلام	247
اللہ کا سیدنا صدیق سے سوال	247	سیدنا صدیق کا اللہ کو جواب	247
اسماء بنت ابی بکر کی قربانی	248	ابوجہل کو اسماء بنت ابی بکر کا جواب	249
اسماء کے ہاتھوں غار میں کھانا	250	امتحان کے بعد دونوں کا نتیجہ	252
ابوبکر پیٹ میں اور والدہ کی کیفیت	253	بوقت ولادت غیب سے آواز	254
سیدنا صدیق کے احسانوں کا بدلہ	254	معراج کی رات غیب سے آواز	257
صدیق کیلئے جنت کا راستہ آسان	257	صدیق کو ابوبکر کہنے کی وجہ	258
وہ افعال جس میں ابوبکر کو اولیت	259	خاصیات سیدنا صدیق اکبر	260
امامت سیدنا صدیق اکبر		**ماہ جمادی الثانی**	
خطبہ	276	تمہید	277
حضور کے آخری لمحات	277	مسئلہ امامت اور سیدہ عائشہ کا عذر	278
سیدنا صدیق کو منتخب کرنے کیوجہ	279	صدیق میں تمام صفات امامت	280
شرائط امامت	280	امامت کی پہلی شرط	281
امامت کی دوسری شرط	281	امامت کی تیسری شرط	282
امامت کی چوتھی نشانی	283	امامت کی پانچویں صفت	285

صفات صدیق	283	سیدنا صدیق کا علمی مقام	284
نبی کے غسل و تجہیز و تدفین کا مسئلہ	284	بہت سے مشکل ترین مسائل کا حل	286
باغ فدک پر گفتگو	287	حضور کے سینہ سے صدیق کے سینہ میں	289
پہلے قرآن پڑھنے کا اعزاز	289	کلمہ پڑھتے ہی تبلیغ کا کام شروع	290
امت کے سب سے بڑے متقی	291	سیدنا صدیق زمانہ جاہلیت میں	292
سیدنا صدیق کا بچپن	292	شیطان کا خوف زدہ رہنا	294
سب سے بڑے متقی	295	خلفائے اربعہ کی عمریں	295
خلفاء کا منصب خلافت	296	دور خلافت تیس سال	297
سیدنا صدیق کا حسن	298	صدیق کی موجودگی میں امامت	300
آقا کا صدیق کو اپنا مصلی دینا	301	آقا کے بعد امامت کا اہل	302
فاتحہ خلف الامام	303	حضور کا آخری عمل	303
سیدنا صدیق کا دور حکومت		**ماہ جمادی الثانی**	
خطبہ	306	اشعار	306
تمہید	306	سفر و حضر میں رفاقت	307
نبی و صدیق کے جوڑ میں حسن	308	کامیاب حکمران کی صفات	408
نرالے انداز میں ساتھ رکھنا	310	پیغمبر کا عملی طور پر بتانا	311
استحکام اسلام کیلئے خلافت کا علان	312	سیدنا صدیق کا خطبہ	314
مجلس شوری کا وظیفہ مقرر کرنا	315	اضافی رقم بیت المال میں جمع کرانا	316
زمانہ خلافت میں خدمت خلق	317	صدیق اکبر جیسا اعزاز	317
دور صدیق میں چار اہم کام	318	سب سے پہلا کام	319

روانگی جیش اسامہ و جرات صدیق	322	جھوٹے نبیوں سے جنگ	323
حفاظت نبوت پر پورا دین موقوف	324	اسود عنسی کا سجاح سے نکاح	325
صدیقی سنت کو زندہ کرنا	325	منکرین زکوۃ کے ساتھ جنگ	325
فتنوں کی سرکوبی امن کی فضاء	328	فتنہ ارتداد کے متعلق صدیق کا حکم	328
تدوین قرآن کا کام صدیقی دور	329	صدیقی دور میں فتوحات	331
فضائل ومناقب سیدنا عبداللہ بن مسعود		**ماہ جمادی الثانی**	
خطبہ	333	اشعار	333
تمہید	333	سب سے زیادہ خوشی	334
تحریک مدح صحابہ کے بعد فضاء	334	مظلوم ترین صحابی رسول	334
سیدنا ابن مسعود کا قبول اسلام	335	قبول اسلام کا عجیب واقعہ	336
گستاخ نبی کی شرعی سزا		**ماہ جمادی الثانی**	
خطبہ	344	اشعار	344
تمہید	344	عظمت خاتم الانبیاء	345
مصطفیٰ کی ایک زلف کی عظمت	345	شان نبی کی ابتداء وانتہاء	345
محبوب کے کمالات	346	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر	346
اللہ پر ربوبیت و مصطفیٰ پر نبوت ختم	347	اپنے محبوب سے محبت	347
اپنے محبوب سے محبت	347	محبوب کے گستاخ سے بدلہ	348
عظمت نبوت اللہ کی نظر میں	348	ربوبیت کے دعویداروں کو سزا	349
گستاخ نبی کی نسل	350	ابولہب نبی کا گستاخ تباہ وبرباد	351
گستاخ رسول کیلئے محبوب کی بددعا	351	نبوت کی گستاخی کی بو	353

نبی کی مخالفت	353	نبی کا دشمن بے نام ونشان	354
محبوب سے گفتگو کے آداب	355	نبی کی گستاخی کرنے والا	356
اپنے محبوب کا دفاع	358	گستاخوں کا قتل عام	359
مسلمانوں کی عظمت کی وابستگی	360	احتجاج ہمارا ایمانی حق	361
دشمن کیلئے نرمی کی گنجائش	362	کفریہ طاقتوں کا گھٹنے ٹیکنا	363

خطیب اور خطابت

الفاظ کی پھواریں:

الفاظ کا نرالا پن اور جملوں کی کاٹ ،واقعات کی لڑیاں پرونے ، درد اور احساسات کو زبان دینے ، تخیل کو دوسروں تک پہنچانے ، ہاتھوں کے اشارات سے سامعین کے قلوب کو مسخر کرنے ، احادیث وبراہین کے پھول برسانے ،خیالات کوعظمت وفراز تک لے جانے میں جو کمال خطیب کو حاصل ہوتا ہے...... وہ کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے...... جب الفاظ کی پھواریں پڑتی ہیں...... جب زبان کی چاشنی رنگ دکھاتی ہے...... جب انداز شعلہ نوائی اپنا سکہ جماتی ہے...... جب کلمات کی ادائیگی اپنی سطوت دکھاتی ہے...... جب ٹھہراؤ پن نکھر نکھر کے سامنے آتا ہے...... جب تبسم دل آواز روحوں میں سرایت کرنے لگتا ہے......تو سامعین انگشت بدنداں اور حیران وششدر رہ جاتے ہیں،

خطیب کسے کہتے ہیں:

خطیب اس کو کہتے ہیں...... کہ ادب جس کی جیب میں رہتا ہو......نت نئے الفاظ کی پیوندکاری اس کا مشغلہ ہو......نرالا انداز قلب وحمیت کو جلا بخشنے والا ہو......اس کی آواز قوت سماعت میں رس بھی گھولتی ہو اور نشتر بھی چلاتی ہو......جس کی ایک ہی چنگھاڑ سے دل سہم جائیں......دریا رک جائیں......زلزلے تھم جائیں......اور طیور نغمات کی گہرائی سے آگاہ ہوں......اس کا انداز نوا اس قدر بلند ہو کہ اس کی گرجدار گونج ایوانوں کو ہلا دے......سطوت اور جاہ وحشمت بٹھا دے......اس کی شعلہ نوائی سے عدو کانپیں اور اسلام کے ازلی وابدی دشمن لرزہ براندام ہوں......اس کو ہم خطیب کہتے ہیں......یہ تو اس کی آواز کے عکس کی آواز ہے......

خطیب کا کردار:

اس کی زبان چلنے کے ساتھ ساتھ خطیب کا کردار بھی ارفع ہوتا ہے……اس کی جلوتوں میں مصطفائی مہکتی ہو……اور اسکی خلوتوں میں کبریائی ٹپکتی ہو……وہ صبر کا معدن ،صدق کا منبع ،خاکساری کا نمونہ ،اخلاص کا پیکر،للّٰہیت کا بحر بیکراں،خیالات کا جوہری،زبان کا ابوالکلام ،فصاحت کا سحبان،ادب کا حالی،فکر کا اقبال ،تصوف کا بایزید،حکمت کا تھانوی،متانت کا مفتی،ریاضت کا ھادی،عبادت کا خان،جرات کا مدنی،استقامت کا جھنگوی،مطالعہ کا فاروقی،دانش کا مرقع اور اخلاق حسنہ کی زندہ وجاوید تصویر ہو……تب جا کر وہ خطیب بنتا ہے……پھر اس کے کپڑوں پہ نہیں……بلکہ اس کے کردار سے عطر ولوبان کی مہکاریں آتی ہیں……پھر اس کی ٹوپی سے نہیں……بلکہ جبین نیاز سے للّٰہیت کا جذبہ ٹپکتا ہے……پھر اس کے الفاظ زبان سے نہیں……بلکہ دل کی کال کوٹھڑیوں سے نکل کر بانگ درا بن کے گونجا کرتے ہیں……پھر اس کا قول نہیں……بلکہ عقل سلیم سامنے ہوتی ہے……پھر اس کا فعل نہیں……بلکہ لائق تقلید عمل ہوتا ہے……تب جا کر وہ معاشرہ کو سدھارنا……اخلاقیات کا درس دینا……رواداری ومحبت ،امن وپارسائی امید اور ترنگت کے جلوے دکھلانا……اس کی محبوب ادائیں بن جائی ہیں…… پھر جب ایسے خطیب کی آواز سناٹوں کو چیرتی ہوئی خلاق عالم کے دربار میں پہنچتی ہے……تو عرش خداوندی پہ متمکن فرشتے جھوم اٹھتے ہیں……پھر وہ جدہر اشارہ کرتا ہے……روحیں اس کی ہم کاب ہوتی ہیں……قلب اس کا ہمدرد ہوتا ہے……خیالات اس کے ہمنوا ہوتے ہیں…… پھر زمانے کو وہ چلانا جانتا ہے……پھر ہمت اس کے پاؤں دابتی ہے……اور صبر واستقلال اس کے ھدی خواں ہوتے ہیں……پھر رعب وداب اور شان وشوکت اس کے رکاب چومتی ہے……پھر وہ اپنے طرز خطابت میں فکر کی گہرائیاں سموتا ہوا سامعین کے قلوب پر راج کرتا

ہے...... اور انہی صفات سے متصف لوگوں کو ہم خطیب کہتے ہیں...... اور انہی خطباء میں سے ایک حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب مدظلہ کی ذات اقدس ہے...... یہ شخصیت یقیناً کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے وہ ملک کے نامور خطیب ہیں...... ادب سے ان کو خاص لگاؤ ہے...... اس کے علاوہ فصاحت وبلاغت میں انہیں حد درجہ کا مقام حاصل ہے۔

خطابت اور بات میں فرق:

جس کے بیاں سے شعلوں کا سا سوز ٹپکتا ہو...... درد جس کی گہرائیوں میں پنہاں ہوتا ہو...... لطافتوں کی دھمک ...... نزاکتوں کی شوخیاں ...... الفاظ کی جادوگری...... مطالعہ کی وسعت اور جملوں کی بارش خطابت کے نام سے موسوم ہے...... خطابت اور بات میں بہت فرق ہے...... خطابت شعلہ نوائی کے گر کو کہا جاتا ہے...... جس میں الفاظ نہیں شعلے برسیں...... زبان نہیں تلوار چلے...... خیال نہیں جذبے ٹپکیں...... امنگیں نہیں عمل دمکے...... ستارے نہیں الفاظ چمکیں ...... پھول نہیں جملے مہکیں...... آنسو نہیں خون کے قطرے ٹپکیں...... بات تو وہ ہوتی ہے...... جس میں انداز ہو کم اور وقار ہو زیادہ۔

لیکن وقار اور سنجیدگی...... کردار اور عمل کی پھپن باتوں سے خطابت میں زیادہ چمکتی ہے...... پھر دل کا پھر جانا...... کردار وسیرت کے بجائے بدلنا...... جذبوں کو حرارت دینا اور عمل کی آگ سے جذبات کو جلا بخشنا روز مرہ کا معمول بن جاتا ہے...... ہمت کی داد اور حوصلوں کی جلن...... نکھر نکھر کے خطابت سے سنورا کرتی ہے...... پھر انوکھے موضوع پر لب کشائی...... البیلے الفاظ کا انتخاب ...... چاشنی دار زبان کی کاٹ ......اچھوتے انداز کی جھلک...... حوالوں کی بھرمار...... لحن داؤدی کے زمزمے زباں پر آشکار ہوتے ہیں...... پھر یہ خطابت رنگ بدلتی ہے...... آواز میں سوز جاگتا ہے...... ذہن چلتا ہے زبان ترجمانی کرتی ہے...... دل ساتھ دیتا ہے...... ہمت دوڑتی ہے...... حوصلے ملتے ہیں سامعین سے آنکھیں

ذو چار ہوتی ہیں اور پھر ماحول بدل جاتا ہے۔

کسی کی خطابت میں آنکھوں سے سیل رواں جاری ہوتے ہیں...... تو کسی کی خطابت جذبات کو ابھارتی ہے...... کسی کی خطابت کردار کو سینچتی ہے...... تو کسی کی خطابت عمل کو بیدار کرتی ہے...... آشفتہ مزاجی ہنسا نہیں کرتی...... بلکہ اسے ہنسایا جاتا ہے...... پھر مجمع روتا نہیں ہے رلاتا ہے...... تڑپتا نہیں تڑپاتا ہے...... جلتا نہیں جلاتا ہے...... کیونکہ خطیب کی خطابت کے زیر اثر ان کی آنکھوں سے ٹپکنے والا پانی ان کے چہروں پہ ہلچل کرتی امیدیں...... ان گے دلوں میں ٹھاٹھیں مارتے خیالات آنکھوں ہی کو معاون سمجھ کر وہاں سے ابل پڑتے ہیں...... پھر خطابت ہی وہ ہوئی جو جلا کر رکھ دیتی ہے...... خطابت کے جوہر کھلتے ہیں تو انداز و موشگافیاں...... دریاؤں کی دھاریں اور جذبوں کی روانیاں صاف اور شفاف خشکیوں پہ چلتی دکھائی دیتی ہیں...... خطابت ہی وہ فن ہے جو دلوں کو موہ لیتا ہے۔

خطیب اور خطابت زمانے کیلئے:

خطیب اور خطابت یہ زمانے کے لئے جز ولازم ہے وہ خطابت ہی تھی جس نے عرب کی بے آب و گیاہ سرزمین پر نور ہدایت کے چشمے رواں کر دیئے۔ وہ بھی خطابت ہی تھی کہ جس نے سوچ و پرکھ کے زاویے بدل کر عقل و دانش کے مرقع انسانوں کو زمانے میں آشکارا کیا خطابت محض شعلہ نوائی نہیں بلکہ حقیقت کی ترجمانی ہے لیکن خطابت میں ایک جز وہ بھی ہے جو ہدایت کا پیغام دینے والے خطیب اعظم کو طائف کی گلیوں میں خون ناحق بہانے پر مجبور کر دیتا ہے خطابت محض انداز و شائستگی نہیں بلکہ جرأت و عزیمت کی داستانوں کی ابتداء بھی ہے اور خطابت کے انمول انداز میں سے ایک انداز ندیم بھی ہے جو کہ اس کتاب خطبات ندیم میں بکھرے ہوئے قیمتی زمرد یاقوت ہیں ان کا انداز خطابت نیا نہیں ہے بلکہ وہ ہے کہ جو دلوں کو موہ لیتا ہے تقاریر کا ذخیرہ پیش خدمت ہے جو کہ میدان خطابت کے لئے ایک فقید المثال کتاب ثابت ہوگی اس کتاب کے مطالعہ سے خطیب بھی نکھرے گا اور خطابت بھی!

کچھ موتی خطیب اسلام کے فرزند ارجمند کے قلم سے

از قلم حافظ محمد احمد ندیم

فن خطابت اور کریم کا کرم:

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ امابعد...... !خطابت کا فن تو رب العزت کا عطیہ نعمت عظمی اور مایہ بیکراں ہے...... یہ بات اظہر من الشمس ہے...... کہ خطابت کے راستے پر ہزاروں شہسواروں نے گرد سفر اڑائی ہے...... مگر معدودے ایسے لوگ ہیں...... جو خطیب بھی ہوں ...... اور اس کے ساتھ فصاحت وبلاغت کے پیکر، مؤرخ، محقق اور مفکر بھی ہوں...... قریب کے زمانہ میں مولانا ابوالکلام آزادؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا محمد اجمل خانؒ، مولانا حق نواز شہیدؒ، مولانا ضیاء القاسمیؒ، مولانا ضیاء الرحمان فاروقیؒ، اور علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ، جیسے عظیم لوگ ہی ان صفات کے حامل اور محاسن جمیلہ میں کامل تھے...... اب اس قحط الرجال دور میں جس میں عالم، کامل، خطیب، ادیب، صاحب مطالعہ اور صاحب علم کی تلاش مثل عنقاء ہے...... تحدیثاً بالنعمت یہ لکھتا ہوں...... کہ یہ کریم کا کرم مجھ ابن عبد کریم پر ہے...... کہ یہ مذکورہ تمام صفات ہمارے اس زمانے کے خطیب جس کو دنیا خطیب اسلام کے نام سے جانتی ہے...... بطریق اتم موجود ہیں ...... کہ وہ میدان خطابت کے شہسوار ہونے کے ساتھ، ساتھ ایک بہترین مؤرخ اور محقق اور مفکر مسلم ہیں...... اخلاق کریمانہ ان کا خاص وصف ہے...... قلب حزیں رکھتے ہیں...... سوز یقین رکھتے ہیں...... سخن پر سوز پر کیف انداز تکلم صاحب جود وسخا ہیں...... وہ میرے والد بزرگوار ہی ہیں ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشند خدائے بخشندہ۔

خطیب اسلام اور مقام تصوف:

حضرت والد محترم کو حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت درخواستیؒ، حضرت بنوریؒ، حضرت مفتی محمودؒ، حضرت مولانا شریف کاشمیریؒ، حضرت مفتی محمد عبد اللہ ملتانیؒ، حضرت مولانا عبد القادر قاسمیؒ، اور مولانا محمد ابراہیم تونسویؒ، مولانا واحد بخشؒ کوٹ مٹھن، مولانا محمد عثمانؒ میران شاہ، مولانا عبد الغفورؒ میران شاہ، مولانا شفیق الرحمان درخواستیؒ، مفتی ولی حسن صاحبؒ، اور مولانا سلیم اللہ خان صاحب جیسے اساطین علم سے شرف تلمذ حاصل ہے...... اور مولانا مفتی زرولی خان صاحب جیسے متبحر عالم کئی اجتماعات میں فرمایا کرتے تھے...... کہ یہ عالمی خطیب میرے قابل فخر ہم سبق ہیں...... صرف یہاں تک محدود نہیں ہے...... بلکہ حضرت والد محترم مقام تصوف میں اعلیٰ مقام پر فائز ہیں...... حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہؒ صاحب کے خلیفہ مجاز اور بشیر احمد شاہ جمالیؒ کے خلیفہ بھی ہیں...... حضرت مولانا سید نفیس الحسینیؒ شاہ صاحب نے امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی جائے پیدائش چیاں والی ضلع سیالکوٹ کو خرید کر اس میں مسجد و مدرسہ اور خانقاہ قائم کر کے فرمایا...... کہ مولانا آپ کا حضرت سندھیؒ سے دین پور شریف کی وجہ سے گہرا تعلق ہے...... اس لئے یہ خانقاہ آپ کے حوالے کرتا ہوں...... اس میں حاضری دیا کریں...... نگرانی کیا کریں...... کم از کم سال میں ایک اجتماع ضرور کرایا کریں...... حضرت والد ماجد حضرت مرشد سید نفیس الحسینیؒ کے اس امر کو نبھا رہے ہیں...... اپنی مرکزی دینی اور علمی روحانی خاندانی خانقاہ عالیہ راشدیہ دین پور شریف سے اتنا گہرا تعلق ہے...... کہ جنید وقت عارف کامل حضرت میاں عبد الہادیؒ کے وصال پر ملال باکمال لازوال کے بعد محبوب العلماء مرشد الصلحاء حضرت میاں مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے تا حال تعلق برقرار ہے...... ہر ہفتہ دین پور کے قبرستان میں مقابر مشائخ پر حاضری دیتے ہیں...... اس روحانی ایمانی فیض اور تعلق کا

صدقہ سے امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز صفدرؒ نے اجازت حدیث فرمائی کئی بیانات سن کر تصویب فرمائی...... خواجہ خواجگان خواجہ خان محمدؒ نے کئی امور وعملیات کی اجازت عنایت فرمائی۔

خطیب اسلام کے بارے میں حضرت حکیم العصر کے تاثرات:

اکابر علماء کی خدمت میں حاضری دے کر ان سے فیض حاصل کرنا...... اور اسلاف کا ذکر خیر کرنا...... حضرت والد صاحب کا بہترین عمل ہے...... بندہ نے دیکھا کہ ایک موقع پر محدث جلیل مولانا عبد المجید لدھیانوی کی محفل میں اسلاف کا ذکر ہوا...... تو حضرت آب دیدہ ہو گئے...... اور فرمایا حضرت ندیم صاحب! آپ نے کیسا ذکر چھیڑ دیا محفل کیسی خوبصورت رہی۔ ذکر حبیب کچھ کم نہیں۔ وصال حبیب سے۔

خطیب اسلام کے بارے میں اہل علم کے تاثرات:

بہر کیف اللہ رب العزت نے حضرت والد محترم دامت برکاتہم العالیہ کو بہت اچھی صفات کے ساتھ متصف کیا ہے...... ان تمام خوبیوں میں سے جو نمایاں خوبی ہے...... وہ حضرت کی خطابت ہے...... حضرت کو زمانہ طالب علمی ہی سے خطابت کا فرط شوق تھا...... جو کئی علماء کرام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا...... ایک موقع پر سید ابوذر بخاریؒ نے فرمایا...... کہ یہ نوجوان اپنے وقت کا ایک عظیم خطیب ہوگا...... ایسے ہی ان کے ایک استاد حضرت مولانا عبد القیومؒ نے زمانہ طالب علمی میں صلاحیتیں دیکھ کر دعاء دی تھی...... مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید نے جامعہ عبد اللہ بن مسعودؓ خان پور کے ایک اجتماع میں فرمایا...... کہ خانپور جہاں اہل اللہ اور اہل علم کا مرکز ہے...... وہاں خوشی کی بات ہے...... کہ مولانا عبد الکریم ندیم جیسا خطیب اس شہر میں موجود ہے...... جس نے کم عمری میں اپنی علمی خطابت کا لوہا پورے ملک میں منوایا ہے...... زمانہ شباب سے لے کر تا حال حضرت

اسی منصب کو بخوشی سرانجام دے رہے ہیں...... اور انشاء اللہ تازیست نبھاتے رہیں گے۔

حضرت خطیب اسلام اور وسعت مطالعہ:

حضرت والد محترم کی خطابت ایک معرکۃ الآراء خطابت ہے...... جس کو اپنے بھی مانتے ہیں اور غیر بھی......! حضرت جو بھی بات کرتے ہیں وہ بغیر تحقیق کے نہیں کرتے...... الحمد للہ ہر بات بحوالہ بیان کرتے ہیں...... حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ نے اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین بنالیا تھا...... اور فرمایا کرتے تھے...... کہ اس نوجوان کی اپنی محنت ہے...... یہ وقت کا بہت بڑا خطیب بنے گا...... کیوں کہ اس کا مطالعہ بہت ہی وسیع ہے...... اور اس کی تحقیق بہت ہی کمال درجہ کی ہے...... اور چشم فلک نے دیکھا...... کہ وہی مربی، مشفق، محسن، استاد، جن کی توجہ سے حضرت والد محترم اس مقام پر پہنچے ہیں...... اور حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ نے اسلامی مشن بہاول پور میں خود اسٹیج سیکٹری کے فرائض سرانجام دیے...... اور ان الفاظ سے دعوت خطاب دی فرمایا...... کہ اب خطیب آرہا ہے...... ادیب آرہا ہے...... عجیب آرہا ہے...... لبیب آرہا ہے...... گلشن رسالت کا عندلیب آرہا ہے...... آپ سب کے قریب آرہا ہے...... خوش نصیب آرہا ہے...... یہ حضرت دین پوریؒ کا اپنے ایک لاڈلے خطیب کو دعوت کا انداز ہی نہیں...... بلکہ اس مرد درویش کی دعا تھی...... جو آج دنیا پوری ہوتی ہوئی دیکھ رہی ہے...... الحمد للہ ان بزرگوں کی دعاؤں کی وجہ سے حضرت ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہیں...... ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

حضرت والد محترم کے تعلق داروں میں ایک نام مولانا شبیر حیدر فاروقی صاحب کا ہے...... جو بہت ہی قابل اور علماء اور طلباء میں محبوب ہیں...... مولانا شبیر حیدر فاروقی صاحب بہت ہی باصلاحیت اور قلب سلیم کے مالک ہیں...... انہوں نے والد صاحب کی

کتاب خطبات ندیم کی ترتیب اور نشر واشاعت کا انتظام کر رکھا ہے......اور الحمدللہ بہت ہی اچھے انداز میں اس کو نبھاتے رہیں گے۔انشاءاللہ میری دعا ہے...... کہ اللہ تعالی مولانا شبیر حیدر فاروقی صاحب اور باقی تمام حضرات کو جو اس کار خیر میں مصروف ہیں......ان کو صحت و عافیت سے رکھے۔آمین ثم آمین۔

والد محترم کے علوم کا سچا وارث اور جانشین:

واضح رہے کہ کوئی بیٹا اپنے والد کے متعلق جو تاثر بیان کرے وہ اگر چہ حقیقت ہی واضح ہوتی ہے......مگر لوگ اسے خوشامد یا اپنے باپ کی مدح سرائی کہتے ہیں......میں نے جو لکھا ہے......اسکی نہ تو میرے والد صاحب کو ضرورت ہے......اور نہ ہی وہ اس کے محتاج ہیں......مگر یہ میں نے برادرم مکرم مولانا شبیر حیدر فاروقی صاحب کے حکم پر یہ سطور رقم کی ہیں......آخر میں میری دلی دعا ہے...... کہ اللہ تعالی مجھے اور میرے دونوں بھائیوں قاری سعداللہ ندیم اور حافظ اسعداللہ ندیم کو اپنے والد محترم کے علوم کا سچا وارث اور جانشین بنائے......اور ان کے گلشن اور مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق دے......آمین ثم آمین۔

خاکپائے اہل حق ؛ بندہ محمد احمد ندیم ابن خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب۔

حضور ﷺ کی صفاتِ کریمہ

خطبة:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ ---- بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ---- وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ---- مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ---- اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ---- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ---- یا ایها النبی انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذیرا ---- وداعیاً الی اللّٰه باذنه وسراجا منیرا ---- قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ---- اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ---- (۱) اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ ---- (۲) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ---- وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ---- وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ ---- وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

تمہید:

قابلِ صد اعزاز و تکریم......! بزرگو دوستو اور بھائیو......! آج آپ حضرات کے سامنے "حضور ﷺ کی چند صفاتِ کریمہ" پر کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

---

(۱) عن ثوبان ابوداؤد ص ۵۹۵ ج ۲ / ترمذی ص ۴۵ ج ۲ / عن ابوهریرة صحیح بخاری ص ۵۰۹ ج ۱ صحیح مسلم ص ۲۹۷ ج ۲ / عن نعیم بن مسعود کنز العمال ص ۱۹۸ ج ۱۶ / عن ابوبکره مشکل الآثار ص ۱۰۶ ج ۲ عن عبداللّٰه بن زبیر فتح الباری ص ۶۱۷ ج ۶ / عن عبداللّٰه بن عمر فتح الباری ۸۷ ج ۱۳ / عن معاذ بن بشیر مجمع الزوائد ص ۳۳۶ ج ۷ / (۲) عن ابی امامة الباهلی ابن ماجه ص ۲۹۷

جو میں نے آپ کے سامنے آیت تلاوت کی ہے......اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور سرور کائنات ﷺ کی چند صفات کریمہ ذکر فرمائی ہیں۔

سب محاسن جمع کر کے آمنہؓ کے در یتیم ﷺ میں:

وہ چیزیں جو انفرادی طور پر مختلف انبیاء میں رکھیں تھیں......وہ سب جمع کر کے آمنہؓ کے در یتیم کے سینہ میں رکھ دیں...... بقول شاعر

کائنات حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام بن کر رہ گئی

انفرادی طور پر آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک سب کو دیکھا ہے...... ہر ایک کے اپنے جلوے ہیں......محاسن ہیں......خوبیاں ہیں......آدم علیہ السلام کی انابت ہے......نوح علیہ السلام کا ولولہ تبلیغ ہے......ابراہیم علیہ السلام کا جوش تبلیغ ہے...... اسحاق علیہ السلام کی رضا جوئی ہے......دانیال علیہ السلام کی محبت ہے......زکریا علیہ السلام کا وقار ہے......یحییٰ علیہ السلام کی پاکدامنی ہے......موسیٰ علیہ السلام کے کمالات ہیں...... پھیلائے ہوئے سارے کے سارے پھول اگر کسی گلشن سے سمیٹ کر کسی گلدستہ میں یہ رکھ دیئے جائیں......اس کا نام محمد الرسول اللہ ﷺ ہے......اللہ نے بھی وہ پانچ صفات جو انفرادی طور پر انبیاءؑ میں رکھیں تھیں...... کسی کو "شاھد" بنایا تھا......اس میں یہ صفت بدرجہ کمال ظاہر کی تھی...... کسی کو "مبشر" فرمایا...... یہ صفت اس میں بدرجہ کمال ظاہر کردی...... کسی کو "نذیر" فرما کر اس صفت کو اس میں بدرجہ کمال رکھ دیا...... کسی کو "داعی الی اللہ" بنا کر اس صفت کا درجہ اعلیٰ اس میں ظاہر فرمایا......! کسی کو "سراجاً منیراً" بنا کر اس میں اس صفت کو ظاہر فرمایا......لیکن کائنات میں اکیلی ہستی رسول اللہ ﷺ کی ہے......جس کو قرآن نے "شاھد" بھی کہا......بشیر بھی کہا......نذیر بھی کہا......داعی الی اللہ بھی کہا......سراجاً منیراً بھی کہا......میں ان

پانچوں صفات پر بڑی مختصر گفتگو کروں گا...... کیوں کہ جمعہ کا وقت بہت محدود ہوتا ہے۔

روشن اور چمکتا ہوا چراغ:

یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیراً......اس آیت کے ترجمہ پر غور کریں......اللہ فرماتے ہیں...... یا ایھا النبی ......اے میرے نبی ﷺ......انا ارسلنٰک شاھدا ......"ہم نے آپ کو شاھد بنا کر بھیجا ہے"......مبشراً...... "خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے"......و نذیرا......" اللہ کے خوف سے ڈرانے والا بھیجا ہے"...... و داعی الی اللّٰہ......"اللہ کے دین کی دعوت دینے والا اس کے حکم سے بنا کر بھیجا ہے"......و سراجاً امنیراً ......"اور چمکتا ہوا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔"

حضور ﷺ کی بے ادبی سے ایمان سے خارج:

یا ایھا النبی ......سب سے پہلی چیز ارشاد فرمائی......اے نبی ﷺ اس پر تھوڑا سا غور فرمائیں......! کہ قرآن مجید نے آمنہؓ کے دریتیم کا یہ اعزاز ظاہر فرمایا ہے...... کہ جب بھی کسی پیغمبر سے گفتگو کی ہے اس کا نام لیا ہے۔

- یا آدم — اس کا نام لیا ہے
- یا نوح — نام لیا ہے
- یا ابراہیم — نام لیا ہے
- یا یحیٰ — نام لیا ہے(۱)
- یا زکریا — نام لیا ہے

لیکن میرے محبوب ﷺ کی باری پر" الحمد سے والناس" تک پورے قرآن

---

(۱) معارف القرآن (از شیخ الاسلام مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

مجید میں کسی جگہ یا محمدؐ کا ذکر نہیں لیکن محبوب ﷺ کا نام چار مقامات پر استعمال کیا گیا ہے (۱)

اور وہ بھی حضور ﷺ کی صفت کے ساتھ ارشاد فرمایا گیا ہے......لیکن جب خطاب کرنے کی باری آئی ہے......تو "یا" نہیں کہا......"یا ایھا النبی "......" یا محمد "...... کہنے کی بجائے ......"یاایھا الرسول " ...... "یا ایھا المزمل "......"یا ایھا المدثر" القاب آداب سے خطاب کر کے فرمایا ہے......کہ جس پیغمبر ﷺ کا خدا اتنا ادب کر رہا ہے...... جو خالق ہے...... اس نبی ﷺ کا بھی جب مخلوق میں سے اس ہستی کا اتنا نمایاں احترام کرتا ہے......تو اسکا ادب تمہارے ایمان کا حصہ ہے......اگر بے ادبی کرو گے ......تو ایمان سے خارج ہو جاؤ گے۔

مقام حضور ﷺ

"یا ایھا النبی " ......اے نبی ﷺ اس پر بھی تھوڑی توجہ فرمائیں......! کہ کسی پیغمبر ﷺ کو قرآن نے **یا ایھا** بھی نہیں کہا......"یا ایھا الآدم" نہیں...... یا آدم کہا...... یا نوح ...... یا ابراھیم ...... یا موسیٰ ...... یا عیسیٰ......مگر محبوب ﷺ کو......"یا ایھا النبی " ......"یا ایھا الرسول " ...... "یا ایھا المزمل " ...... یا ایھا المدثر" ......یہ صرف اس لئے تاکہ دنیا کو یہ مسئلہ سمجھ آئے...... کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو جو مقام عطا کیا ہے......دنیا میں کسی دوسرے پیغمبر ﷺ کو وہ مرتبہ اور مقام نہیں عطا فرمایا......اس لئے القاب وآداب کی رعایت فرماتے ہوئے......اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا تذکرہ کیا ہے......اس انداز سے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کی صفات بھی سامنے آئیں۔

---

(۱) مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے صرف چار مواقع جن میں یہی بتلانا منظور تھا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ان میں آپؐ کا نام ذکر کیا گیا ہے جو ضروری تھا۔ (ص ۷۹ ج ۷)

محبوب ﷺ کا مقام بھی سامنے آئے......پیغمبر ؑ کا مرتبہ بھی بلند ہوتا جائے۔

القاب کیسے کیسے خدا نے عطاء کئے ہیں
حضرت رسول پاک کو قرآن میں جا بجا
طٰہٰ کہیں پکارا یٰسین کہیں حٰم کہیں والشمس والضحیٰ
صلوۃ اللہ کلام اللہ جہاں دیکھا تو یہ دیکھا
اگر لکھا خدا دیکھا تو محمد ﷺ بھی لکھا دیکھا

محمد ﷺ کے سارے اختیارات:

اللہ فرماتے ہیں میرے پیارے نبی......انا ارسلنک ......بیشک ہم نے ”ارسلنا“ بھیجا......ہم نے ”ک“ اے پیغمبر ﷺ تجھ کو...... انا ارسلنک......ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا اس پر غور فرمائیں......!ارسلنا میں لفظ رسول ﷺ ہے...... یاایھا النبی لفظ نبی ﷺ ہے......گویا اسی آیت میں قرآن نے پیغمبر ﷺ کا مقام نبوت بھی بیان کیا ہے......اور مقام رسالت بھی بیان کیا ہے......یا ایھا النبی......اے اونچی شانوں والے......ارسلنک ......آپ خود نہیں آئے......ہم آپ کو بھیج رہے ہیں......اتنے مقام کے باوجود کوئی شخص یہ مت سمجھے......!کہ پیغمبر ﷺ اپنی مرضی سے کچھ کرتے ہوں گے۔

”ارسلنا“ اللہ فرماتے ہیں اے محمد ﷺ تیرے سارے اختیارات میرے قبضہ قدرت میں ہیں......ہم نے آپ کو بھیجا ہے......جو بھیج رہا ہے......وہ حفاظت کرے گا...... جو بھیج رہا ہے......وہ انتظار کرے گا......جو بھیج رہا ہے......وہ آپ ﷺ کی نبوت کو چار چاند لگائے گا......”ارسلنک“ ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے......اور کسی کو نہیں بھیجا......جو بھیجنے والا ہے......آپ کے کام تمام اسی کے ذمہ ہیں......اور کسی کے ذمہ نہیں......ہم نے آپ کو بھیجا ہے......اس پر غور فرمائیں......!اس لفظ ”ک“ اللہ فرماتے ہیں! ہم نے تجھ کو بھیجا......آدم

سے عیسیٰ علیہ السلام تک سب نبیوں کو ہم نے بھیجا پر......! "ارسلنک"......جیسا تجھے بھیجا ہے ایسا کسی کو بنا کر نہیں بھیجا......کیا مطلب! یہ صفات......! "شاھد" ہونا......"بشیر" ہونا...... "نذیر" ہونا......"داعی الی اللّٰہ" ہونا "سراجاً منیراً" ہونا......یہ صفتیں مختلف پیغمبروںؑ میں ہم نے رکھیں تھیں۔

ہر پیغمبر ﷺ اپنے مقام پر اپنی خوبیوں کا مالک:

☆ ہر پیغمبر ﷺ اپنے مقام پر اپنی خوبیوں کا مالک ہے......حضرت موسیٰ علیہ السلام "نذیر" کی صفت ان میں غالب تھی......حضرت عیسیٰ علیہ السلام "بشیر" کی صفت ان میں غالب تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام "داعی الی اللّٰہ" کی صفت ان میں غالب تھی......حضرت یوسف علیہ السلام "سراجاً منیراً" کی صفت ان میں غالب تھی......ان سب پیغمبروںؑ میں ایک ایک صفت تھی......پر......ارسلنک......ایسا جس میں ساری خوبیاں اکٹھی ہوں......وہ صرف "ك" "محمد ﷺ" تو ہی ہے، اور کوئی نہیں......ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے۔

ہم نے آپ ﷺ کو گواہ بنا کر بھیجا:

اے اللہ کیا بنا کر بھیجا......؟ اب ذرا ان صفات کو سمجھیں......! "ارسلنک شاھدا" محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو "شاھد" بنایا...... "شاھد" یہ عربی زبان کا لفظ ہے......اس کا معنی ہوتا ہے گواہ......اذان دیتے ہیں......اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ......میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں......اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ...... میں گواہی دیتا ہوں......کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

شہادت کا معنی ہوتا ہے......گواہی دینا...... "ارسلنک شاھدا"......اے

پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا...... آپ سے پہلی شہادت جو محبوب ﷺ نے دی...... وہ پہلا جملہ جو پیغمبر ﷺ کی زبان سے نکلا وہ تھا...... اشھد ان لا اله الا اللّٰه...... تو میں محمد ﷺ گواہی دیتا ہوں...... کہ کائنات کے رب تین سو ساٹھ نہیں معبود صرف ایک ہے...... پہلی شہادت دی...... کہ ''اللہ ایک ہے''...... اشھد ان محمداً رسول اللّٰه ...... میں گواہی دیتا ہوں...... کہ میں اللہ کا رسول ہوں...... پیغمبر ﷺ نے اپنے اللہ کی ربوبیت کی گواہی دی...... اپنی نبوت کی گواہی دی...... قرآن کی صداقت کی گواہی دی...... صحابہؓ کی عظمت کی گواہی دی...... ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کی گواہی دی...... عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت کی گواہی دی...... عثمان رضی اللہ عنہ کے حیا کی گواہی دی...... علی رضی اللہ عنہ کی بہادری کی گواہی دی...... ایک ایک صحابیؓ کے ایمان کی گواہی دی...... اہل بیت کی عظمت کی گواہی دی...... ازواج مطہراتؓ کے تقدس اور عفت کی گواہی دی...... ارسلنٰک شاھداً ...... محبوب ﷺ ہم نے بھیجا ہی آپ کو اس لئے ہے تا کہ آپ گواہ بن جائیں۔

اچھا گواہ کون ہوتا ہے:

گواہ وہ شخص ہوا کرتا ہے...... جس میں عدل سب سے زیادہ ہو...... انصاف سب سے زیادہ ہو...... وہ شخص جس کی بات پر لوگوں کو اعتماد سب سے زیادہ آئے...... اس کو لوگ شہادت کے لئے پیش کرتے ہیں...... بھائی ایسا گواہ پیش کرو...... جسے دنیا بھی تسلیم کرے کہ سچا ہے جھوٹا نہیں۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ بدر کے میدان میں ایک شخص نے ابوجہل سے کہا تھا...... کہ جس محمد رسول ﷺ سے تیری مخالفت ہے...... تو یہ بتا کہ یہ محمد ﷺ سچا ہے یا جھوٹا ہے...... ابوجہل نے کہا بات یہ ہے...... کہ محمد ﷺ کے سچا ہونے میں کوئی شک نہیں...... اس لئے کہ اس آدمی نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا...... یہ جو کہتا ہے حق اور سچ کہتا ہے...... تو اس کہنے والے نے کہا...... کہ تو پھر مانتا کیوں نہیں...... ابوجہل کہنے لگا...... کہ اگر میں اس کو مان لوں تو پھر میری کوئی

نہیں مانتا......اس کو شہادت کہتے ہیں...... کہ کافر بھی کہتا ہے محمد ﷺ سچا ہے......ارسلنٹ شاھداً ......دشمن بھی اس بات کی گواہی دیتا...... کہ آپ ﷺ جو کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں۔

اعتماد پر گواہی:

اس پر ایک اور بات آئیگی ...... کسی نے کہا شاہد ہونا......گواہ ہونا......اس کے لئے ضروری ہے...... کہ وہ موقع پر موجود بھی ہو...... حاضر ناظر ہو......تب گواہ بن سکتا ہے ......بطور مسئلہ کے یہ بات یاد رکھیں......! اس میں کوئی شک نہیں...... کہ شہادت میں عمومی طور پر گواہ وہ ہوتا ہے جو موقع پر موجود ہو......لیکن بعض مرتبہ شہادت یقین پر دی جاتی ہے ......بن دیکھے بھی لوگ گواہی دے دیتے ہیں......اس لئے کہ اعتماد ہوتا ہے......اس کی میں آپ کو ایک مثال پیش کرتا ہوں......ہم سب اذان سنتے ہیں......اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ ...... میں گواہی دیتا ہوں...... کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں......اگر شہادت کا معنی حاضر ناظر ہو...... کہ آنکھوں سے دیکھے پھر گواہی دے......تو پھر پوری کائنات میں کون ایسا ہے...... جس نے اللہ کو دیکھا ہو......اور وہ دیکھ کر گواہی دے......ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے......آپ میں سے کسی ایک نے اللہ کو بھی نہیں دیکھا...... مگر پھر بھی گواہی دیتے ہیں ...... کہ اللہ ایک ہے......آقا حضور سرور کائنات ﷺ کو کسی نے نہیں دیکھا...... مگر سب گواہی دیتے ہیں...... کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ﷺ ہیں......نہیں دیکھا جبرائیل علیہ السلام کو، مگر گواہی دیتے ہیں......نہیں دیکھا پیغمبر ﷺ کے پاس قرآن کو آتے ہوئے، مگر گواہی دیتے ہیں......نہیں دیکھا ہم نے جنت کو، مگر گواہی دیتے ہیں......نہیں دیکھا ہم نے جہنم کو، مگر گواہی دیتے ہیں۔

ان تمام چیزوں کی حق سچ ہونے کی گواہی دیتے ہیں......اس لئے دیتے ہیں ...... کہ جس کی زبان سے ہم نے یہ باتیں سنی ہیں......وہ اتنا سچا اتنا قابل اعتماد گواہ کہ زمین و

آسمان کا نظام بدل سکتا ہے......اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات غلط نہیں ہو سکتے۔

ہماری نگاہیں دھوکہ کھا سکتی ہیں...... تیری زبان بدل نہیں سکتی

گواہی اعتماد پر ہوتی ہے......کہ وہ شخص اتنا مضبوط ہے وہ گواہ اتنا پکا ہے......کہ جس نے ہمیں یہ کہا ہے کہ خدا ایک ہے......اس نے ایسی بات کہی...... کہ اس کی بات کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا......ایسا گواہ جو فاران کی چوٹی پر کھڑا ہو جائے......اور قوم سے یہ کہے......مجھے بتاؤ میں سچا ہوں یا جھوٹا ہوں......ساری قوم یہ کہے محمد ﷺ! تیرے سچے ہونے میں کوئی شک نہیں......ہماری نگاہ دھوکہ کھا سکتی ہے...... تیری زبان نہیں بدل سکتی......ارسلنك شاهدا ہم نے آپ ﷺ کو گواہ بنایا ہے آپ ﷺ گواہی دینے والے ہیں۔

قیامت کے دن ہماری گواہی:

یہاں شہادت کا ایک معنی یہ ہے......کہ حضور اکرم ﷺ قیامت کے دن گواہی دیں گے......اور حدیث میں اس کی وضاحت ہے......حدیث پاک میں آتا ہے......کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا...... کہ قیامت کے دن ساری قومیں اللہ کے روبرو پیش ہوں گی......انبیاؑ آئیں گے......انبیاؑ اپنی قوموں کے متعلق کہیں گے......اے اللہ! ہم نے ان کو دین کی دعوت دی تھی......وہ قومیں اپنے نبیوںؑ کو جھٹلانے کی کوشش کریں گی......(معاذ اللہ) کہیں گی کہ یا اللہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں......ان کے پاس ان انبیاؑ کی نبوت ورسالت پر کوئی گواہ ہے تو پیش کریں حدیث میں آتا ہے......کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت گواہی دے گی......اور وہ امت اس بات کی گواہی دے گی ......کہ یا اللہ یہ واقعی تیرے رسولؑ ہیں......(۱) اور واقعی یہ ان قوموں کے پاس گئے تھے۔

---

(۱) مشکوۃ باب الشفاعة ج ۲

اور واقعی یہ سچی بات ہے...... کہ اللہ! انہوں نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی...... اب قیامت تک آپ اور ہم پہلی امتوں پر گواہی دے رہے ہوں گے...... ہم نے ان انبیاؑ کو دیکھا ہے......؟ ان امتوں کو دیکھا ہے......؟ گواہی کس بات کی دو گے......؟ اس کی وضاحت یہ ہے...... کہ گواہی دیں گے ہم اس پر کہ اے اللہ! جو کتاب تو نے قرآنِ کریم اتاری تھی...... اس قرآن میں یہ بات موجود ہے...... کہ ان پیغمبروںؑ نے دعوت دی تھی...... یہ قرآن کریم سچی کتاب ہے...... ہم اس کتاب پر اعتماد کر کے گواہی دیتے ہیں...... کہ ان پیغمبروںؑ نے اپنی ان امتوں کو دعوت دی تھی...... اور یہ تیرے نبی اپنی بات میں بالکل سچے ہیں...... کہ ہم نے گواہی بھی اعتماد پر دی...... تو ہمارے اوپر آقا حضور ﷺ گواہی دیں گے...... کہ اے اللہ یہ جو میری امت گواہی دے رہی ہے...... یہ سچی گواہی دے رہی ہے...... واقعی یہ پیغمبر علیہ السلام اپنی قوموں کے پاس گئے تھے...... اور میری امت ان پیغمبروںؑ پر گواہ ہے...... اور میں اپنی امت پر گواہ ہوں...... حضور ﷺ اپنی اس امت پر گواہی دیں گے...... اس انداز سے نہیں...... کہ ایک عمل کی گواہی دیں گے...... کہ میں اس کی نیکیوں سے واقف ہوں...... اس کی برائیوں سے واقف ہوں...... اس کی اچھائیوں سے واقف ہوں...... اس کی خوبیوں سے واقف ہوں...... اس کے اچھے اور گندے کاموں سے واقف ہوں ...... انبیاءؑ پر ہم گواہی دینگے...... محبوب ﷺ اس امت کی صداقت کی گواہی دینگے...... کہ یا اللہ! میری امت غلط نہیں کہہ رہی...... یہ جو کچھ کہہ رہی ہے...... سچ کہہ رہی ہے۔

بشیر و نذیر دو صفتیں بدرجہ کمال حضور ﷺ میں:

ارسلنك شاهداً...... اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے و مبشراً و نذیراً...... محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو "بشیر" بھی بنایا" نذیر" بھی بنایا...... "بشیر" کے معنی خوشخبری دینے والا ...... "نذیر" کے معنی اللہ کے خوف سے ڈرنے والا۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ آقا ﷺ میں یہ دونوں صفات بدرجہ کمال اللہ نے اکٹھی جمع کی تھیں...... انبیاءؑ میں موسیٰؑ میں نذیر ڈرانے کی صفت زیادہ غالب تھی...... حضرت عیسیٰؑ میں بشیر خوشخبری کی زیادہ صفت غالب تھی...... مگر آمنہؓ کے در یتیم ﷺ میں اللہ نے دونوں صفتیں رکھیں...... کہ محبوب ﷺ نے انکو خوشخبری دی ہے...... اور بروں کو ڈرایا ہے...... اچھوں کو سمجھایا ہے...... بروں کو بتایا ہے...... ان لوگوں کو پیغمبر ﷺ نے ہدایت کا راستہ بتایا ہے...... ان کو بھی پیغمبر ﷺ نے ہدایت پر لانے کی کوشش کی ہے۔

آپ ﷺ اچھے عمل کرنے والے کو خوشخبری دینے والے:

مبشراً و نذیراً...... پیغمبر ﷺ نے خوشخبری بھی دی ہے...... اور ڈرایا بھی ہے...... نیک لوگوں کو خوشخبری دی...... جو نیکی کر کے جنت کا راستہ پائیں گے...... "و نذیرا" کافروں کو ڈرایا ہے...... کہ اللہ کی گرفت سے ڈرو...... خدا کے عذاب سے ڈرو اللہ کی پکڑ سے ڈرو...... پیغمبر ﷺ نے خوشخبری دی ہے...... کہ جو نماز کا اہتمام کرے گا...... بغیر حساب کتاب کے اس کو جنت کا داخلہ ملے گا...... جو نماز کا اہتمام کرے گا...... دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا...... جو نماز کا اہتمام کرے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر خصوصی فضل فرمائیں گے...... کل قیامت کے دن بغیر حساب کتاب کے جنت کی ٹکٹ مل جائے گی...... پل صراط سے بجلی کی طرح گزرے گا...... جو نماز کا اہتمام کرے گا...... اللہ اس کے لئے رزق کے دروازے کھول دے گا...... جو روزوں کا اہتمام کرے گا...... وہ کل قیامت کے دن میدان محشر کی تپتی ہوئی دھوپ میں اللہ ان کے لئے دستر خوان لگا کر ان کی مہمانی کریں گے...... جو اللہ کے احکامات کی پابندی کرے گا...... اللہ اس کے لئے جنت کے دروازے کھولے گا...... پیغمبر ﷺ نے اس بات کی بشارت دی۔

آپ ﷺ کا برے عمل کرنے والے کو ڈرانا:

”وَ نَذِیراً“ اس نے ڈرایا بھی ہے...... کہ لوگو! اللہ کی گرفت سے ڈرو......! اعمال صالحہ کرو...... بے نمازی ہو کر بھی ڈرو۔

- جو روزہ نہیں رکھتے............ انہیں ڈرایا گیا
- جو زکوٰۃ نہیں دیتے............ انہیں ڈرایا گیا
- جو حج نہیں کرتے............ انہیں ڈرایا گیا
- جو یتیموں کا مال غصب کرتے ہیں...... انہیں ڈرایا گیا
- جو لوگوں پہ ظلم وستم کرتے ہیں...... انہیں ڈرایا گیا

”وَنَذِیراً“ محبوب ﷺ ہم نے آپ کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے...... ان لوگوں کو ڈرا دیجئے ......! جو نماز کا اہتمام نہیں کرتے...... آئی گئی نمازیں کر دیتے ہیں...... بلا وجہ نماز کو چھوڑ دیتے ہیں...... ایک نماز چھوڑنے کی وجہ سے پیغمبر ﷺ نے فرمایا...... اللہ تبارک وتعالیٰ پندرہ سزائیں دیتے ہیں ......(۱) دنیا میں اس کے لئے رزق کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں...... دل کا سکون چھین لیا جاتا ہے...... اس کے چہرے سے صلحاء کی نشانی ختم کر دی جاتی ہے...... نیک لوگوں میں اس کا حصہ ختم کر دیا جاتا ہے...... اگر اس کو موت آئے ...... تو اس کو اس وقت اتنی پیاس لگتی ہے...... کہ سمندر کا پانی پی جائے اس کی پیاس نہیں بجھے گی۔

وَنَذِیراً ...... پیغمبر ﷺ نے ڈرایا ہے...... جو شخص بے نمازی ہے...... جس وقت اس کو موت آتی ہے...... اس کی روح ایسے قبض کی جاتی ہے۔

---

(۱) فضائل اعمال ص ۳٤۸ فضائل نماز باب اوّل حدیث نمبر ۷

جیسے ململ کے کپڑے کو پانی میں بھگو کر خاردار جھاڑی پر ڈال کر آپ اس کو کھینچیں...... تو مشکل سے کھنچتا ہے...... ایسے ہی بے نمازی کی روح بڑی مشکل سے کھنچتی ہے...... جو بے نمازی ہے...... نماز کا اہتمام نہیں کرتا...... میرے پیغمبر ﷺ "نذیر" ہیں اس نے کہا ہے...... کہ کئی سمندر پانی پی جائے ...... اس کی پیاس نہیں بجھے گی...... پیغمبر ﷺ نے ڈرایا ہے...... کہ جب یہ قبر میں رکھا جاتا ہے...... قبر اتنی دباتی ہے...... کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں...... سانپ اور بچھو مسلط ہوتے ہیں...... اگر ایک مرتبہ ڈس لے تو ستر ہاتھ مردہ زمین تلے دب جاتا ہے...... اس پیغمبر ﷺ نے ڈرایا ہے...... کہ کل قیامت کے دن جب بے نمازی اٹھے گا...... بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ہوگا...... سامنے سے سینہ چاک کر کے اندر ہاتھ ڈال کر بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔

پسِ پشت اس کو نامہ اعمال ملے گا...... اور کل قیامت کے دن خدا اس کی طرف نظر کرم سے نہیں دیکھے گا...... کل میدان محشر میں اس کا چہرہ سیاہ ہوگا...... اللہ اس پر گرفت کریں گے...... بغیر حساب کتاب اس کو جہنم میں ڈال دیں گے...... پل صراط سے گزر نہیں سکے گا...... کل قیامت میں جہنم کا ایندھن بنے گا...... وہ جہنم کا آخری طبقہ جس کا نام ہاتر ہے ...... جس سے جہنم کے باقی طبقے دن میں کئی مرتبہ پناہ مانگتے ہیں...... اس میں ڈالا جائے گا ...... ایک نماز قضاء کرنے کی وجہ سے اس کو جہنم میں ستر مرتبہ غوطے دیئے جائیں گے...... اور جہنم کا ایک ایک غوطہ دنیا کے اسی اسی غوطوں کے برابر ہوگا...... یہ ہمارے نبی ﷺ سمجھانے کے لئے بھی آئے تھے...... اور ڈرانے کے لئے بھی آئے تھے...... یتیم سامنے آئے تو شفقت کا ہاتھ سر پر رکھو......! یہ ہمارے نبی ﷺ نے روکا ہے...... کہ کسی یتیم بچے کے سامنے اپنے بچے کو پیار مت کرو...... محبت کا اظہار مت کرو...... اگر اس کو باپ یاد آ گیا اور اس کی آہ نکل گئی...... خدا بے نیاز ہے تمہارا جنازہ اٹھوا کر تمہاری اولاد کو دَر دَر کے دھکے کھلائے......

ہر مسئلہ میں پیغمبر ﷺ نے دونوں پہلو اختیار کیے ہیں...... سمجھانے کا بھی اور ڈرانے کا بھی۔

قیامت تک آنے والے انسانوں کو دعوت:

اور چوتھی صفت قرآن نے پیغمبر ﷺ کی بیان کی...... وداعیاً الی اللہ باذنہ...... اے میرے محبوب ﷺ اللہ نے آپ کو "داعی الی اللہ" بنا کر بھیجا...... داعیاً الی اللہ ...... اللہ کی طرف بلانے والا "باذنہ" اللہ کے حکم کے ساتھ ...... داعی...... دین کی دعوت دینے والا آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی تھا ...... لیکن حضور ﷺ کی دعوت اور ان انبیاءؑ کی دعوت میں فرق یہ ہے...... کہ جتنے پیغمبروںؑ نے دعوت دی انہوں نے اپنی قوموں کو دعوت دی...... محمد ﷺ نے قیامت تک کے انسانوں کو دعوت دی...... یا ایھا النبی انی رسول اللہ الیکم جمیعا ...... یا ایھا الناس ...... اے پیغمبر ﷺ اعلان کیجئے...... کہ لوگو......! انی رسول اللہ الیکم جمیعا...... اللہ نے مجھے قیامت تک کی انسانیت کا نبی ﷺ بنا کر بھیجا...... وداعیاً الی اللہ باذنہ ...... آپ ﷺ ساری انسانیت کو دعوت دینے کے لئے آئے ہیں...... ایک قوم کو نہیں...... یا اہل قریش کو نہیں...... یا اہل عرب کو نہیں...... یا اہل مکہ کو نہیں ...... صرف کسی قوم اور علاقے کے لوگوں کو نہیں ...... بلکہ قیامت تک رہنے والی ساری انسانیت کے لئے محمد ﷺ آخری پیغمبر بن کر آئے ہیں۔

حضور ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دعوت:

وداعیاً الی اللہ...... ہر حال میں آپ ﷺ اللہ کے دین کی دعوت دینے والے ہیں...... علماء نے لکھا ہے...... کہ حضور اکرم ﷺ کی تریسٹھ سالہ زندگی کا ایک ایک لمحہ انداز دعوت ہے...... ایک ایک لمحہ اعلانِ نبوت سے پہلے کا زمانہ بھی ایسا ہے...... جس سے تبلیغ کا لب ولہجہ محسوس ہوتا ہے...... اعلانِ نبوت کے بعد تو حضور ﷺ نے زندگی گزاری ہی

دعوت میں ہے...... آقا ﷺ آئے ولادت کے وقت شام کے محلات نظر آئے...... اشارہ تھا...... کہ لوگو! وہ نبی ﷺ آرہا ہے جس کی نبوت شام تک ہوگی...... محبوب ﷺ کی آمد پر ایران کا آتش کدہ بجھ گیا...... اشارہ تھا...... کہ اب وہ نبی ﷺ آرہا ہے جس کے بعد آگ کی پوجا نہیں ہوگی...... ایک خدا کی عبادت کی جائے گی...... جس کی آمد کے وقت بت سرنگوں ہو گئے...... اشارہ تھا کہ بتوں کو پوجنے والو جو خود گر رہے ہیں...... وہ تمہارے خدا اور داتا کیسے بن سکتے ہیں......؟

آج جو قوم بتوں کو پوجنے والی ہے...... ان کو سبق حاصل کرنا چاہیے...... کہ عبادت بتوں کی نہیں ایک خدا کی ہونی چاہئے...... ایک ایک لمحہ پیغمبر ﷺ کا دعوت میں گزرا...... نبی ﷺ نے آتے ہی سر سجدہ میں رکھ دیا...... اشارہ اس طرف تھا...... کہ جس در پر سر میرا جھک رہا ہے اسی در پر تمہارا سر جھکنا چاہئے...... سر سجدہ میں رکھ کر اللہ کی حمد وثناء کر کے بتایا...... کہ میری زندگی کا خلاصہ ہی اللہ کی تعریف ہے...... اور تم بھی اپنی زندگی کا مشن ایک خدا کی تعریف بنالو!۔

محمد ﷺ کا حق دینا:

وداعیاً الی اللّٰہ ...... انداز دعوت تھا...... کہ سیدہ حلیمہؓ دودھ پلاتی ہیں...... دائیں جانب پیتے ہیں...... بائیں جانب سے دیا تو چہرہ موڑ لیا...... یہ بھی انداز تبلیغ تھا...... کہ ای جو نبی ﷺ بچپن میں کسی کے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتا...... وہ جوان ہونے کے بعد کیا حقوق کی حفاظت کرے گا...... یہ حق میرے بھائی کا ہے...... میں محمد ﷺ حق دینے آیا ہوں...... چھیننے نہیں آیا...... وداعیاً الی اللّٰہ۔

حضور ﷺ کے کاٹنے سے شرکیہ جملہ کا ذہن سے محو ہونا:

سیدہ شیماءؓ حضور اکرم ﷺ کی بہن ہیں...... رضاعی بہن جو حضور ﷺ سے سب سے زیادہ پیار کرتی تھی...... ہر وقت ساتھ پھرتی رہتی تھی...... بکریاں چرانے جاتی اکثر حضور ﷺ ان کے ساتھ ہوتے...... بی بی کہتی ہیں...... کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کو لے کر بیٹھی تھی...... اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو اتنا محفوظ و معصوم بنایا تھا...... کہ میں حضور ﷺ کو اٹھائے بیٹھی تھی...... باتیں کرتے کرتے اچانک میری زبان پر ایک کفریہ کلمہ آ گیا...... ابھی میری زبان پہ وہ کلمہ آیا تھا...... شاید میں کچھ کہہ بیٹھی۔

حضور ﷺ نے یوں منہ کر کے جیسے کوئی بچہ بازو پہ کاٹتا ہے...... اس انداز سے زور سے کاٹا...... بی بی کہتی ہیں کہ ایک دم میرا گفتگو کا پہلو ہی بدل گیا...... رخ پھر گیا...... میرے ذہن میں جو بات تھی وہ نکل گئی...... میں اور بات کرنا شروع ہو گئی...... مجھے بات سمجھ میں نہ آئی...... جب سیدہ شیماءؓ مسلمان ہوئیں...... حضور اکرم ﷺ سے کہا اللہ کے رسول میں آپ کی وہی بہن ہوں...... آپ کو یاد ہے...... کہ آپ نے مجھے بچپن میں کاٹا تھا...... اے بہن میں محمد ﷺ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا...... تو کیسے کہہ رہی ہے...... کہا میری زبان سے شرک کا جملہ آ رہا تھا...... ابھی میں کہنا چاہتی تھی...... کہ آپ نے فوراً دانت لگا دیا...... کہ اشارہ اس طرف تھا...... کہ خدا محمد ﷺ کی حفاظت کرنا ہی ان گودوں میں چاہتا تھا...... جس زبان پر کبھی شرک کا جملہ نہ آیا ہو...... کہا فوراً وہ لفظ میرے ذہن سے محو ہو گئے تھے...... مٹ گئے تھے...... میری گفتگو کا انداز بدل گیا تھا۔

ہر جگہ اللہ کی ربوبیت کی صدائیں:

- وداعياً الى الله...... پیغمبر ﷺ کا ہر ہر لمحہ اللہ کی دعوت کے لیے وقف تھا...... اور

یہی وہ دعوت ہے...... جو اس امت کی ذمہ داری ہے...... یہی وہ دعوت ہے...... جو اس امت کا فریضہ ہے...... وداعیاً الی اللّٰہ...... اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کو بھیجا ہی اس لیے ہے...... کہ آپؐ دین کی دعوت دیں...... فاران کی چوٹی پر نبی ﷺ نے دین کی دعوت دی ہے...... تبوک کے میدان میں پیغمبر ﷺ نے دین کی دعوت دی ہے...... خطبہ میں پیغمبر ﷺ نے دین کی دعوت دی ہے...... آخری خطبہ میں پیغمبر ﷺ نے اعلانِ تبلیغ کیا ہے طائف میں پتھروں کی برسات میں پیغمبر ﷺ نے دین کی دعوت دی ہے...... احد میں دندان مبارک شہید ہوئے پھر بھی دین کی دعوت دیتے ہیں...... اللہ کے گھر بیت اللہ میں اتنا مارا جاتا...... حتی کہ اوجھڑیاں ڈال دی جاتی ہیں...... پھر بھی پیغمبر ﷺ دین کی دعوت دیتے ہیں۔

جس نے مجھے بچایا ہے وہی تجھے بچائے گا

پیغمبر ﷺ کے سر پر ایک ظالم تلوار نکال کر کہتا ہے...... من یمنعك منی ......(۱) محمد ﷺ تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا...... پیغمبر ﷺ مقابلے کا انداز اختیار نہیں کرتے اس کی طرف دیکھ کر کہتے ہیں...... کیا کہنا چاہتے ہو......؟ اس نے کہا محمد ﷺ تلوار میرے ہاتھ میں ہے...... بتا تجھے کون بچائے گا......؟ پیغمبر ﷺ نے اس جگہ پھر وہی اندازِ دعوت اختیار کیا...... جو ہر جگہ پہ نبی ﷺ نے دعوت دی ہے...... یوں نہیں کہا کہ مقابلہ کروں گا...... یوں نہیں کہا...... کہ بحث کروں گا...... یوں نہیں کہا کہ مناظرہ ہوگا...... فوراً کہا سنو......! میرا بچانے والا میرا اللہ ہے...... بس اللہ کے کہنے کی دیر تھی کہ کافر لرزہ براندام ہوا...... تلوار اس کے ہاتھ سے گری...... حضور ﷺ نے تلوار اٹھا کر کہا...... دیکھ......! میرے بچانے والے نے مجھے بچا لیا...... تو بتا تجھے کون بچائے گا......؟ ہرجائی تھا...... کافر تھا۔

---

(۱) عن جابر بن عبداللّٰہ صحیح بخاری ص ۵۹۳ ج۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔
صحیح مسلم ص ۲۴۷ ج۲ / ریاض الصالحین ص ۵۵،۵۴ ج۱ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان

پریشان ہو کر کہنے لگا تیرے اختیار میں ہے...... تو با اختیار ہے...... تیری مرضی ہے چاہے مجھے چھوڑ دے چاہے مار دے...... حضور ﷺ نے فرمایا یوں نہ کہہ...... بلکہ یوں کہہ جس نے مجھے بچایا ہے...... وہی تجھے بچائے گا...... و داعیا الی اللّٰہ...... "یہ دعوت کا انداز ہے۔"

حضور ﷺ ایک ایک گھر میں دس دس مرتبہ دعوت دینا:

مجھے کوئی کہے مولانا فلاں جگہ تقریر ہے...... فلاں وقت پہنچ جانا...... میں کہوں گا...... میرے لئے گاڑی آنی چاہیے...... کار پہ لے جاؤ...... ! میرے سفر کا انتظام کرو......! فلاں بند و بست ہو...... وہاں بہت بڑا اجتماع ہونا چاہیے......! لوگوں کو اکٹھا کرنا چاہیے...... ! مگر پیغمبر ﷺ کی دعوت کا عالم یہ تھا...... کہ ایک گھر نبی ﷺ دن میں دس مرتبہ بھی تشریف لے گئے ہیں...... عبداللہ بن ابی سلول نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا...... محمد ﷺ اپنا منہ ایک طرف پھیر لے (معاذ اللہ) تیرے منہ سے بدبو آتی ہے...... (۱)

وہ نبی ﷺ جس کے چہرے سے خدا کی قسم نور کی کرنیں پھوٹا کرتی تھیں...... وہ پیغمبر ﷺ جب بولے حقیقت یہ ہے...... کہ نور کی لائٹیں نکلا کرتی تھیں...... وہ نبی ﷺ جو بول بولتے تھے، اللہ کا قرآن بن جاتا تھا وہ نبی ﷺ جس کے سر پر دستِ شفقت رکھ دیا کرتے تھے، اس کے سر سے تین تین دن تک مشک و عنبر کی خوشبو آیا کرتی تھی، وہ نبی ﷺ جس گلی سے گزر جایا کرتے تھے، وہ گلیاں گواہی دیا کرتی تھیں، کہ محبوب ﷺ اس گلی سے گذر گیا ہے۔

دنیا کی طاقت نہیں بلکہ نبوت کی طاقت:

اس پیغمبر ﷺ نے جب دعوت دی...... و داعیا الی اللّٰہ باذنہ...... دین کی دعوت دینا آپ اور ہم نہیں سوچ سکتے...... پیغمبر ﷺ نے جس جس مرحلہ سے گزر کر دعوت دی ہے۔

(۱) رحمۃ للعالمین ص ۴۰۳ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور

یہاں پر آئے کوئی پہلوان اور تو کہے میرے ساتھ کبڈی کھیل...... کشتی کھیل...... میں کلمہ پڑھ لوں گا...... تو میں کہوں گا کہ میں کوئی پہلوانی کرتا ہوں ......؟ میں بہت بڑا عالم ہوں...... تم مجھے کہتے ہو کشتی لڑ......! وہ نبی ﷺ جو کائنات کا نبی ﷺ ہے...... جو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوںؑ کی امامت کا تاج پہننے والا ہے...... پیغمبر ﷺ اپنے یاروں کی محفل میں بیٹھے تھے کہ ایک پہلوان آ گیا...... صحابہؓ کے مجمعے میں کھڑے ہو کر کہا محمد ﷺ میرے ساتھ کشتی لڑ......! اگر تو مجھے گرا دے تو میں تیرا کلمہ پڑھنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ نے کوئی تامل نہیں کیا...... سوچا نہیں محبوب ﷺ اٹھ کر کھڑے ہوئے، آسمان کی طرف نگاہ کر کے کہا...... اے اللہ تو جانتا ہے...... میں نبی ﷺ اس زمین پر کشتیاں لڑنے نہیں آیا...... لیکن میرے رب اگر میرا امتی اسی بات پر کلمہ پڑھنا چاہتا ہے...... تو میں تیرے دین کی خاطر یہ کام بھی کرنے کے لیے تیار ہوں...... حضور ﷺ نے فرمایا آ لڑ کشتی! اس نے اپنے بڑے داؤ پیچ مارے...... بڑے ہاتھ مارے...... مگر محبوب ﷺ کے پاس نبوت کی طاقت تھی...... حضور ﷺ نے اٹھایا اور اٹھا کر یوں زمین پر دے مارا...... اٹھ کر کہنے لگا...... محمد ﷺ مجھے سمجھ نہیں آیا...... کہ تو نے کون سا داؤ استعمال کیا ہے...... پھر ایک بار کشتی لڑیں گے...... حضور ﷺ نے فرمایا حاضر ہوں...... پھر اٹھا کر پیغمبر ﷺ نے نیچے رکھ دیا...... اس نے کہا نہیں سمجھ آئی بات...... ایک دفعہ پھر لڑیں گے...... حضور ﷺ نے پھر اٹھا کر نیچے رکھ دیا...... اس نے کہا محمد ﷺ اب سمجھ آئی ہے...... کہ یہ دنیا کی طاقت نہیں...... بلکہ یہ نبوت کی طاقت ہے...... "اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ" کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا۔

مشن رسول اللہ ﷺ کو چھوڑنا:

و داعیاً الی اللّٰہ ...... پیغمبر ﷺ نے دین کی دعوت دی ہے...... عالمی دعوت دی

ہے...... بین الاقوامی دعوت دی ہے...... عالمگیر دعوت اگر کسی پیغمبر ﷺ کی ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے...... جہاں تک اللہ کی ربوبیت کا اعلان ہے...... وہاں تک محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت وختم نبوت کا اعلان ہے...... آج ختم نبوت پر جتنے بد معاش لوگ حملے کرتے ہیں...... ان تمام کا سبب یہ ہے...... کہ ہم نے مشنِ رسول ﷺ چھوڑ دیا ہے...... نبوت کا مشن تھا...... لوگوں کو دین کی دعوت دینا...... جب تم دعوت نہیں دیتے...... میں مولوی ہو کر دین کی دعوت نہیں دیتا...... پیر اگر اپنے مریدوں کو دین کی دعوت نہیں دیتا...... وہ اپنے وظیفے عملیات اور تعویذ لکھنے پر بیٹھا رہے...... میں اپنے پروگراموں پر پھرتا رہتا ہوں...... آپ اپنی دو کانوں پر گزارا کرتے ہیں...... جب ہم اس قوم کے متعلق، ہم پیغمبر ﷺ کی اس امت کے متعلق نہیں سوچیں گے...... تو دشمن پھر ہمارے مقابلے کے لیے ضرور سوچے گا...... وہ اپنا داؤ چلائے گا...... وہ ہمارے لیے ایک راستہ تلاش کرے گا...... کہ جب یہ لوگ اپنا مشن چھوڑ چکے ہیں...... تو یقیناً ہر انسان فطری طور پر دوسرے سے متأثر ہوتا ہے...... میں نہیں بات کروں گا...... آپ کو کوئی اور آکر تبلیغ کرے گا...... اور کوئی بیان کرے گا...... پھر یہودی کو بھی موقعہ ملے گا...... عیسائی کو بھی موقعہ ملے گا...... مرزائی کو بھی موقعہ ملے گا...... ہندو کو بھی موقع ملے گا...... سکھ کو بھی موقعہ ملے گا...... مجوسی کو بھی موقعہ ملے گا۔

حضور ﷺ کے دین کی دعوت اور اُمت کا وظیفہ:

اس لیے کہ مسلمان نے چھوڑ دیا ہے...... یہ جاہلانہ باتیں ہیں...... کہ او جی تبلیغ فرض تھوڑی ہے......؟ کافروں کو جا کر تبلیغ کرو......! ہم تو مسلمان ہیں...... کیا ہم مسلمان ہیں...... جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی...... کیا ہم مسلمان ہیں...... جو رمضان کے مہینے میں روزہ نہیں رکھتا...... کیا ہم مسلمان ہیں...... جس کے چہرے پر پیغمبر ﷺ کی سنت نہیں...... کیا ہم مسلمان ہیں...... کہ ساری زندگی سود میں گزار دی...... کیا ہم مسلمان ہیں...... کہ رشوت

لینا دینا جس کا وطیرہ بن چکا ہے...... کیا ہم مسلمان ہیں...... کہ ظلم وستم عادت بن چکی ہے۔

اب بتائیں......! اس مسلمان کو دین کی دعوت نہ دی جائے...... کافروں کو جا کر دین کی دعوت دی جائے...... پہلے اس کا حق بنتا ہے...... کہ اس کو کہوں کہ اپنا عمل بدل...... کہ تیرے چہرے کو دیکھ کر دنیا کہے...... کہ واقعی یہ محمد ﷺ کا غلام ہے......! کہ تیرے نقشے کو دیکھ کر دنیا کہے...... کہ یہ غلام اتنا اچھا ہے...... تو ان کا ایمان کتنا اچھا ہوگا......! تیری اداؤں کو دنیا تبدیل ہوا دیکھ کر کہے......! مجھے محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھاؤ۔

وداعیاً الی اللہ ...... حضور ﷺ کے دین کی دعوت اس امت کا وظیفہ ہے۔

محمد ﷺ چمکتا ہوا چراغ:

آخری صفت فرمایا......! وسراجاً منیراً...... محبوب ﷺ ہم نے آپ کو "سراجِ منیر" بنایا ہے...... سراج عربی میں سورج کو کہتے ہیں...... منیر اس کا معنی ہوتا ہے...... روشن...... اور سراج کا معنی چراغ بھی ہوتا ہے...... اور سورج بھی، یہ دونوں معنی ہوتے ہیں ...... قرآن میں "سراجاً وھاجاً" یہ سورج کی صفت بیان کی ہے۔

سراجا منیراً قمراً منیراً...... یہ چاند کی صفت بیان کی ہے...... توجہ رہے! بڑی عجیب بات کہہ رہا ہوں...... قرآن میں جہاں سورج کا ذکر ہے...... وہاں اسے "سراج وھاج" ایسا چراغ جس میں تپش والی روشنی ہے...... اور جب چاند کا ذکر کیا...... تو کہا......! قمرا منیرا...... ایسا چاند جس میں ٹھنڈی روشنی ہے...... منور کرنے والی...... ٹھنڈک پہنچانے والی...... اور جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی صفت بیان کی تو ایک لفظ وہاں کہا...... ایک یہاں کہا...... فرمایا! "سراجا منیرا" محمد ﷺ وہ ہے جو چمکتا ہوا آفتاب ہے...... اب ذرا اس بات پر غور کریں گے تو بات سمجھ میں آئے گی...... سورج بھی روشن ہے...... میرے آقا ﷺ بھی روشن ہیں...... چاند بھی منور ہے...... مصطفیٰ ﷺ بھی منور ہیں...... مگر فرق کیا

ہے......؟ سورج روشن ہے، اس کی روشنی زمین پہ ہے محمد ﷺ وہ روشن ہے جس کی روشنی پورے دین پر ہے...... سورج روشن ہے...... صبح نکلتا ہے، شام کو غروب ہو جاتا ہے محمد ﷺ نبوت کا وہ سورج ہے جس دن سے طلوع ہوا ہے، کروڑوں قیامتیں برپا ہو سکتی ہیں...... مگر اس نبوت کے آفتاب کو غروب نہیں آ سکتا...... سورج روشن ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

سراجا وھاجا...... اس میں تپش ہے...... سختی ہے...... گرمی ہے...... اس کے آدمی قریب جائے...... تو جل جائے، بھن جائے، ختم ہو جائے...... لیکن فرمایا! "سراجا منیراً"...... یہ وہ نبوت کا سورج ہے اس کے قریب آؤ...... تو ٹھنڈک لگے...... نرمی لگے...... محبت ملے...... انس اور الفت کا درس ملے گا...... سورج کے قریب جائے...... گورا بھی سامنے جا کر کھڑا ہو کالا سیاہ ہو جائے گا...... اور اس نبوت کے سورج کے قریب کالا آئے نبی ﷺ ہاتھ پھیرے تو منور اور روشن ہو جائے...... سراجا منیراً...... چمکتا ہوا آفتاب نبوت...... پیغمبر ﷺ ہم نے آپ کو بنا کر بھیجا۔

محمد کی نبوت کا عکس:

پھر اس پر غور کریں......! توجہ کریں......! سراج اس کا معنی ہوتا ہے چراغ......! قرآن میں حضور ﷺ کو سورج نہیں کہا...... سراج کہا ہے...... اس لیے کہ سورج کی دنیا میں پوجا ہوئی ہے...... لیکن کہیں چراغ کی پوجا کسی نے نہیں کی...... سراجا منیرا...... وہ چمکتا ہوا روشن نبوت کا آفتاب...... کہ جس کے صدقہ سے اللہ نے پوری کائنات کو روشنی بخشی...... آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار، سارے نبی ﷺ نبوت کے ستارے تھے...... محمد ﷺ نبوت کے سورج ہیں...... اور آپ جانتے ہیں...... ستاروں میں روشنی سورج کا عکس ہوتی ہے...... پوری کائنات میں روشنی محمد ﷺ کی نبوت کا عکس ہے...... اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ کو "سراجا منیرا" بنا کر بھیجا...... کہ جیسے سورج ساری کائنات کو روشن کرتا ہے...... محمد ﷺ تیری نبوت بھی

پوری کائنات کو روشن کر دے گی...... ستارے رات کو آسمانوں پر ہزاروں ہوں...... اکیلا سورج آتا ہے...... سب ستارے غائب ہو جاتے ہیں...... سورج کی شاہی آتی ہے...... محبوب ﷺ تیری آمد سے پہلے ہزاروں نبیؑ آئے سب ستارے تھے...... جب تو آیا...... تو تیری شاہی نے پوری دنیا کو روشن کر دیا...... وسراجاً منیراً...... جب رات ہو، رات کو سناٹا اور اندھیرا ہو...... ڈاکو ڈاکہ ڈالیں...... چور چوری کریں...... شرابی شراب پئیں...... زانی زنا کریں...... بدمعاش بدمعاشیاں کریں...... یہ سب کچھ رات کو ہوتا ہے...... دن کو کوئی ایسا ظلم نہیں ہوتا...... کیوں......؟ لوگ جانتے ہیں سورج آ گیا ہے...... اس کی آمد سے دنیا کا نظام بدل جاتا ہے...... یہ آیا ہے اب اگر کوئی غلط کام کیا تو لوگ دیکھ لیں گے...... چوری کی تو پکڑے جائیں گے...... شراب پی تو گرفتار ہو جائیں گے...... زنا کیا تو کوئی دیکھ لے گا...... ڈاکہ ڈالا تو پکڑے نہ جائیں......؟ فرمایا! ''وسراجاً منیراً''...... محبوب ﷺ تیری آمد سے پہلے ظلمت تھی...... گھٹا رات تھی...... کالی رات تھی...... لیکن جب تو نے نبوت کا قدم رکھا ہے...... یہ تیری آمد کی بہاریں ہیں...... کہ اب چور چوری نہیں کرے گا...... زانی زنا نہیں کرے گا...... شرابی شراب نہیں پیئے گا...... چورو! اب چوری کرو گے...... ہاتھ کاٹے جائیں گے...... زنا کرو گے...... سنگسار کیے جاؤ گے...... شراب پیو گے...... درے مارے جائیں گے...... ظلم کرو گے...... انتقام لیا جائے گا...... کسی کے ساتھ زیادتی کرو گے...... تمہیں معاف نہیں کیا جائے گا...... خدا کی طرف سے تم پر گرفت آ جائے گی۔

آفتاب نبوت:

وسراجاً منیراً ...... ''یہ چمکتا ہوا آفتاب نبوت ہے...... یہ حضور ﷺ کی قرآن کریم میں پانچویں صفت بیان کی گئی ہے...... میں اس پر ایک دو اور باتیں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں...... اس سے پہلے میں ایک گزارش کروں گا...... اے اللہ کے پیغمبر ﷺ ہم نے

آپ کو دین کا داعی بنا کر بھیجا ہے...... اور سراج منیرا چمکتا ہوا آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ یہ آفتاب نبوت ہونا حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کی دلیل ہے...... ختم نبوت کی دلیل ہے...... اور اس پر میں ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں...... وہ یہ کہ پیغمبر ﷺ کی ختم نبوت ایک ایسا واضح مسئلہ ہے...... کہ جس پر کسی قسم کے دلائل کی ضرورت نہیں...... بحث کی ضرورت نہیں...... ایک سو سے زائد آیات قرآن مجید میں ایسی ہیں...... جو حضور ﷺ کی ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں...... دو سو سے زائد حدیثیں موجود ہیں، جو حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر دلالت کرتی ہیں...... تین سو سے زائد ائمہ مجتہدین کے اقوال موجود ہیں، جو حضور کے آخری نبی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

میرے محترم دوستو......! اگر ان میں سے کوئی دلیل بھی نہ ہو اس امت کا اجماع ہے...... کہ حضور ﷺ کے بعد اس وقت تک کوئی نبی نہیں آیا اور پوری امت محمد ﷺ کی ختم نبوت کو تسلیم کرتی ہے یہ امت کا اجماع بھی حضور ﷺ کے ختم نبوت ہونے کی مستقل دلیل ہے...... (۱) ہمارا عقیدہ ہے...... پوری امت مسلمہ کا عقیدہ ہے...... آپ کو معلوم ہے، کہ حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان ہم سب کے ایمان کا حصہ ہے...... آپ جانتے ہیں، کہ ایک دور میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

---

(۱) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:" وبذالك وردت الاحاديث المتواترة من رسول الله صلى الله عليه وسلم من حديث جماعة من الصحابة " اور ختم نبوت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں - جن کو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے (تفسیر ابن کثیر ص ۴۹۳ ج۳) علامہ محمد آلوسی لکھتے ہیں کہ: " وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه ويقتل ان اصر "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے ۔ احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے ، اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے ۔ پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو ، اس کو کافر قرار دیا جائے گا ۔ اور اگر اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا ۔ (روح المعانی ص ٦١ ج ٢٢)

اس کے خلاف ہمارے بزرگوں نے ایک تحریک چلائی……نوے سال کی عظیم تحریک چلنے کے بعد اللہ نے وہ دن ہمیں دکھایا…… ذوالفقار علی بھٹو کے دور اقتدار میں آپ جانتے ہیں……کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار ہوئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مسئلہ ختم نبوت

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه و خاتم النبین و کان اللّٰه بکل شیٔ علیماً ......قال النبی صلی الله علیه وسلم ...... انا آخر الآنبیاء وانتم آخر الامم ...... ومسجدی آخر مساجد الانبیاء ......(۱)وقال النبی صلی الله علیه وسلم ...... لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ......(۲) وقال النبی صلی الله علیه وسلم ...... لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ ...... الا انه لانبی بعدی ...... او کما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ......(۳) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ......وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ......وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ......O

---

(۱) ابوداؤد ص ۹۵ ج ۲ / ترمذی ص ٤٥ ج۲ /بخاری ص ۵۰۹ ج۱ / صحیح مسلم ص ۳۹۷ ج۲ /

(۲) ترمذی ص ۲۰۹ ج۲ / مشکوٰۃ ج / فتح الباری ص ۵۱ ج ۷ / مجمع الزوائد ص ٦٨ ج۹ /

(۳) صحیح مسلم ص ۲۷۸ ج۲ / مشکوٰۃ ص ج / ترمذی ص ۲۱٤ ج ۲ / ابن ماجه ص ۱۲ / مسند احمد ص ٤۳۸ ج٦ صحیح بخاری ص ٦۳۳ ج۲ / زادالمعاد ص ٦٤۹ بیروت /

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم...... قابل قدر بزرگو......! دوستو اور بھائیو......! جناب نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہونے پر کچھ ضروری وضاحتیں اس موقع اور مناسبت کے لحاظ سے پیش کرتا ہوں...... یہ بات ذہن میں رکھیں......! کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ ایک اتنا بدیہی مسئلہ ہے...... واضح مسئلہ ہے...... آسان مسئلہ ہے...... اتنا کھلا ہوا مسئلہ ہے...... کہ اس عنوان پر کسی قسم کی گفتگو کرنا...... اس پر دلائل اور شواہد پیش کرنا یہ ایسے ہے...... جیسے کوئی شخص سورج کے سامنے چراغ پیش کر لے...... جیسے سورج کی روشنی میں دن کو کوئی شک نہیں ہوتا...... رات کو رات کی سیاہی میں کوئی تردد نہیں ہوتا...... اسی طریقہ سے محمدؐ کے آخری پیغمبر اور رسول ہونے میں کسی قسم کا کوئی تردد اور شک نہیں رہا۔

مسئلہ ختم نبوت ایمان کا ایک جز:

یہ مسئلہ کہ اس عنوان پر پھر ہم کیوں گفتگو کرتے ہیں......؟ اس کے دلائل کیوں پیش کئے جاتے ہیں......؟ اس پر وضاحت کیوں کی جاتی ہے......؟ یہ اس لئے نہیں...... کہ آپ لوگوں کو کوئی ختم نبوت کا مسئلہ سمجھانا مقصود ہو...... بلکہ ختم نبوت کا مسئلہ تو ایمان کا ایک جز ہے...... اس کی جان ہے...... ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے...... اس کے بغیر مسلمان نامکمل ہے...... بلکہ مسلمان نامکمل ہی نہیں...... مسلمان ہو ہی نہیں سکتا...... جب تک حضور کو آخری نبی تسلیم نہ کرے...... اس مسئلہ کی جس وجہ سے بیان کرنے کی ضرورت پڑتی ہے...... ایک تو اس وجہ سے کہ ختم نبوت کا تذکرہ یہ ہمارے آقا ومولیٰ سیدنا حضرت محمدؐ کی ایک ایسی صفت ہے...... جو حضورؐ سے پہلے کسی کی نہیں...... اللہ کے پیغمبر ﷺ کی جیسے اور

صفات بیان کرنا عبادت ہے...... سعادت ہے...... ایک نیکی ہے...... اور اس نیکی کی نیت سے ہم ان تمام باتوں کو بیان کرتے ہیں...... حضور ﷺ کی تشریف آوری کا تذکرہ عبادت سمجھ کر کرتے ہیں...... حضور ﷺ کے اخلاق کا ذکر عبادت سمجھ کر کرتے ہیں...... حضور ﷺ کی سیرت کا تذکرہ عبادت سمجھ کر کرتے ہیں...... اللہ کے پیغمبر ﷺ کے غزوات اور جہاد کو عبادت کی نیت سے بیان کرتے ہیں...... آمنہؓ کے دُرِ یتیم کی عبادات کا ذکر ہم عبادت سمجھ کر کرتے ہیں...... تو ایسے ہی اللہ کے رسول کا آخری نبی ہونا...... ختم نبوت کا عنوان اور اللہ کے آخری پیغمبر ہونے پر کچھ دلائل اور شواہد پیش کرنا...... یہ اس لئے نہیں...... کہ ہم آپ لوگوں کو ختم نبوت کا مسئلہ سمجھانا چاہتے ہیں...... بلکہ اس لئے پیش کیا جاتا ہے...... کہ جیسے وہ باتیں اللہ کے نبی کا ذکر ہیں...... ایسے ختم نبوت بھی اللہ کے نبی کا ذکر ہے...... جیسے ان کو بیان کر کے اپنے ایمان کو تقویت دیتے ہیں...... ویسے اس کو بیان کر کے بھی اپنے ایمان کو تقویت دیتے ہیں...... ویسے اس کو بیان کر کے بھی اپنے ایمان کو تقویت دینا مقصود ہے...... جیسے اُن مسائل کو بیان کرنا نیکی و سعادت ہے...... ایسے ہی ختم نبوت کے مسئلہ کو بیان کرنا بھی نیکی و سعادت ہے...... قطعاً اس وجہ سے اس مسئلہ کو بیان نہیں کیا جاتا...... کہ میں اس پر کوئی دلائل کے انبار لگانا چاہتا ہوں...... کہ حضورؐ آخری نبی ہیں...... اور بالخصوص ہمارے اس ملک میں...... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد تو اس پر کسی قسم کی بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے...... کہ حکومت ایک کافر کو کافر کہہ چکی ہے...... اس پر پھر مجھے اور آپ کو کلام کرنے کی کیا ضرورت ہے...... مگر موقع اور مناسبت کے لحاظ سے یہ وضاحت اس لئے کی جاتی ہے...... کہ ہم اپنے ایمان کو تقویت پہنچائیں۔

امام ابوحنیفہؒ معتدل مزاج کے حامل:

ائمہ اربعہ میں سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ سب سے زیادہ نرم مزاج امام ہیں

ان کا مزاج یہ تھا کہ کسی پر کفر کا فتویٰ لگانے میں ان سے زیادہ نرم مزاج آدمی اور کوئی نہیں ہے...... بے نماز کے متعلق امام شافعیؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ کافر ہے...... احمد بن حنبلؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ واجب القتل ہے...... امام مالک کا فتویٰ یہ ہے...... کہ وہ شخص مرتد ہوتا ہے...... لیکن امام ابو حنیفہؒ اس مسئلہ میں بھی سب سے زیادہ نرم مزاج ہیں...... وہ فرماتے ہیں...... کہ اس شخص کو قید کرلو...... جیل میں ڈال دو...... اس کو نماز پڑھنے کو کہتے رہو...... حتیٰ کہ وہ توبہ تائب ہو جائے...... اور اگر یہ توبہ نہیں کرتا...... تو جیل میں پڑے پڑے اس کو موت آجائے...... لیکن اس پر نہ کفر کا فتویٰ لگایا جاسکتا ہے...... نہ اس کو تلوار کے ساتھ قتل کیا جاسکتا ہے...... بشرطیکہ وہ نماز کا انکار نہ کرتا ہو...... صرف نماز چھوڑ دیتا ہو...... منکر صلوٰۃ نہ ہو...... تو آپ اس سے اندازہ لگائیں...... کہ امام ابو حنیفہؒ کے علمی سوالات و جوابات مختلف کتابوں میں لکھے ہوئے منقول ہیں...... ان واقعات میں سے ایک واقعہ کتابوں میں لکھا ہے...... حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس ایک شخص آیا...... اس نے حضرت امام صاحب کو کہا کہ حضرت ایک سوال ہے...... اس کا جواب دیجئے......! آپ نے فرمایا بتاؤ......! کیا سوال ہے...... اس نے کہا...... ایک شخص ایسا ہے...... جس کا عقیدہ ہے...... کہ وہ یہودیوں کو بھی سچا کہتا ہے...... عیسائیوں کو بھی سچا کہتا ہے اور پھر وہ ایسا آدمی ہے کہ جس کی یہ عادت ہے...... کہ وہ مردار چیز کھاتا ہے...... اس آدمی کی حالت یہ ہے...... کہ وہ شخص نماز کبھی کبھی پڑھتا ہے...... اور جو پڑھتا ہے...... وہ بھی بغیر رکوع اور سجدہ کے پڑھتا ہے...... اس آدمی کی یہ بھی حالت ہے کہ وہ فتنہ سے محبت کرتا ہے...... اس شخص کی یہ بھی طبیعت ہے...... کہ وہ رحمت سے بھاگتا ہے...... ایسا آدمی جو رحمت سے دور بھاگتا ہو...... جو فتنہ سے پیار کرتا ہو...... جو مردار کھانے کا عادی ہو...... جانور کو ذبح نہ کرتا ہو...... بغیر ذبح کئے اس کو کھا جاتا ہو...... اور وہ آدمی جو یہودیوں کو بھی سچا کہتا ہو...... عیسائیوں کو بھی سچا کہتا ہو...... حضرت یہ بتایئے...... نماز وہ کبھی

پڑھتا ہے......اور جب پڑھتا ہے......بغیر رکوع وسجدہ کے پڑھتا ہے......ان تمام چیزوں کے باوجود اس کا دعویٰ یہ ہے......کہ میں مسلمان ہوں......فرمائیے کہ کیا یہ شخص مسلمان ہے یا کافر ہے......ہم اس کے متعلق کیا فیصلہ کریں......اس کو مسلمان کہیں......یا اس کو کافر کہیں......تو اس نرم دل امام نے کہا......اس معتدل مزاج امام نے کہا......امام اعظم نعمان ابن ثابت ابوحنیفہؒ نے فرمایا......کہ تم مجھ سے پوچھتے ہو......کہ وہ شخص مسلمان ہے یا کافر......؟ لیکن تمہارے اس سوال سے میرا اندازہ یہ ہے......کہ جو شخص یہ سارے کام کر کے پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا ہے......تو میرے نزدیک یہ اتنے کامل درجے کا مسلمان ہے......کہ اتنا بڑا مومن مجھے کوئی اور شخص نظر نہیں آتا......آج میرے اور آپ کے سامنے جب کہ ہمارے ہاں کفر کی کوشش عام چلتی ہیں......آج اگر کوئی شخص آ کر ہم سے یہ سوال کرے کہ ایک شخص کہتا ہے......مجھے جنت سے نفرت ہے......ایک شخص یہ کہتا ہے......مجھے جہنم کا خوف نہیں......وہ شخص یہ بھی کہتا ہے......کہ میں بغیر ذبح کئے ہوئے جانور کو کھا جاتا ہوں......وہ یہ بھی کہتا ہے کہ یہودی بھی سچے ہیں......عیسائی بھی سچے ہیں......وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میں رحمت سے بھاگتا ہوں......وہ یہ بھی کہتا ہے......کہ فتنہ سے میں محبت کرتا ہوں......فتنہ سے میں پیار کرتا ہوں......نماز کبھی کبھی پڑھتا ہے......بغیر رکوع وسجدہ کے پڑھتا ہے......آپ بتائیں کہ کیا وہ شخص مسلمان ہوسکتا ہے......؟ اگر ہم سے کوئی یہ فتویٰ پوچھے تو ہم کیا جواب دیں گے......کھلا کافر ہے......اس کے مسلمان ہونے کا تردد ہی نہیں ہوسکتا......تصور میں بھی یہ بات نہیں لائی جاسکتی......ہم تو اس کو کافر کہیں گے......لیکن امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے......یہ شخص کافر نہیں......یہ تو بہت بڑا مسلمان ہے......پوچھا گیا کہ حضرت یہ کیسے مسلمان ہوگا......؟ فرمایا کہ بھائی! جو تم کہہ رہے ہو......کہ یہ مسلمان کیسے ہے......میں تمہیں اس کا جواب دیتا ہوں......وہ شخص یہ کہتا ہے......کہ میں اللہ کو مانتا ہوں......

رسول اللہ کا کلمہ پڑھتا ہوں...... اپنے آپ کو وہ مسلمان کہلواتا ہے...... مسلمان کہلوانے کے بعد وہ شخص فتنہ سے پیار کرتا ہے...... ہو مسلمان اور فتنہ سے پیار کرے یہ نہیں ہو سکتا...... ہاں ایک شکل ہے...... کہ اللہ کے قرآن مجید میں ہے...... اللہ اپنے قرآن میں فرماتے ہیں ......انما اموالکم و اولادکم فتنہ ......لوگو! مال اور اولاد تمہاری آزمائش ہیں...... امتحان ہیں...... یہ شخص اپنے مال سے بھی محبت کرتا ہے...... اپنی اولاد سے بھی محبت کرتا ہے...... مال اور اولاد کی محبت ہے...... تو فتنہ لیکن ہے...... یہ ایمان کا حصہ، اتنی بات ہے...... کہ جس شخص کو اپنی اولاد سے محبت نہیں...... وہ شخص اپنے آپ کو کامل مسلمان کہلوانے کا حقدار نہیں ...... یہ مسلمان ہو کر اگر فتنہ سے پیار کرتا ہے...... تو اس کا مطلب ہے...... کہ وہ اپنی اولاد سے پیار کرتا ہے...... اور کوئی شخص اپنی اولاد کے ساتھ محبت کرنے کی وجہ سے کافر نہیں ہو سکتا ...... احتیاط دیکھیں......! دوسرا سوال حضرت سمجھ میں آ گیا...... کہ یہ شخص کافر نہیں...... لیکن وہ شخص فتنہ سے پیار بھی کرتا ہے...... رحمت سے بھاگتا بھی ہے...... اللہ کی رحمت کے قریب نہیں جاتا...... مجھے خدا کی رحمت کی ضرورت نہیں...... وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے......؟ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا...... کہ یہ بات نہیں ہے...... کہ وہ رحمت سے بھاگتا ہے...... جب کہ واقعہ ہے...... کہ ہر شخص خدا کی رحمت کا متلاشی ہے...... لیکن بعض دفعہ رحمت ایسی بھی ہوتی ہے...... کہ ہم بھی اُس رحمت سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں...... آپ باہر کھلے صحن میں بیٹھے تھے...... میدان میں بیٹھے تھے...... اچانک بادل آ گئے...... آندھی آئی...... ہوا چلی...... تیز بارش ہونا شروع ہو گئی...... اب اس بارش کے عالم میں...... اس تیز بارش میں آپ باہر بیٹھیں گے...... یا اُٹھ کر بھاگ جائیں گے...... اندر چلیں جائیں گے......؟ کہنے لگا حضرت ہم تو چلے جائیں گے...... فرمایا! بارش خدا کی رحمت ہے...... تم بھی تو رحمت سے بھاگ کر چلے جاتے ہو...... جو شخص مسلمان ہو کر کہتا ہے...... کہ میں رحمت سے دور بھاگتا

ہوں......وہ درحقیقت بارش سے دور بھاگتا ہے......خدا کی رحمت سے نہیں بھاگتا۔

آپ احتیاط دیکھیں......! کہ کس قدر احتیاط ہے......فتوئی لگائیمیں ...... تیسرا سوال......وہ نماز نہیں پڑھتا......نماز کبھی کبھی پڑھتا ہے......اور وہ جب پڑھتا ہے......بغیر رکوع وسجدہ کے پڑھتا ہے......تو حضرت نے فرمایا...... کہ میاں یہ بھی تو اس کے ایمان کی نشانی ہے......کہ جنازہ روزانہ نہیں پڑھا جاتا......کبھی کبھی پڑھا جاتا ہے...... یہ اس کے ایمان کی نشانی ہے...... کہ مسلمان کے جنازہ میں وہ شریک ہوتا ہے......اس نے کہا کہ حضرت یہ بات تو سمجھ میں آگئی......مگر اس کی یہ عادت ہے کہ......وہ جانور کو ذبح نہیں کرتا ......بغیر ذبح کئے ہوئے کھا جاتا ہے......امام صاحب فرمانے لگے...... بھائی! مچھلی بھی ایک جانور ہے......جس کو ذبح نہیں کیا جاتا......بغیر ذبح کئے کھایا جاتا ہے......ورنہ اللہ کے قرآن کا حکم ہے...... کہ جانور کو ذبح کیا کرو...... ! وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوائے ......اور چیز کھائے وہ سوائے اس کے کہ مچھلی کھاتا ہوگا......اور کوئی چیز نہیں کھاتا ہوگا...... ورنہ مسلمان ہو کر اللہ کا حکم نہیں توڑ سکتا...... یہ جو غیر ذبح کی ہوئی چیز کھاتا ہے......وہ مچھلی کھاتا ہے......اور مچھلی کھانے سے کوئی آدمی کافر نہیں بنتا......اس نے کہا کہ یہ مسئلہ بھی سمجھ میں آگیا......لیکن وہ اک اور بات کرتا ہے......وہ کہتا ہے...... جنت کی مجھے طلب نہیں ...... جنت کا مجھے شوق نہیں......جہنم سے مجھے خوف نہیں......تو امام صاحب نے بڑی عجیب بات کہی......فرمایا کہ یہ تو اس کے کمالِ ایمان کی علامت ہے......کہ مومن کو جنت کا شوق نہ ہو ......جنت کے مالک کی ملاقات کا شوق ہونا چاہیے......جہنم کا ڈر نہ ہو......رب الناس ...... اس جہنم کا جو خدا ہے......اس کا دل میں خوف ہونا چاہئے......رابعہ بصری کی بڑی وہ مشہور بات ہے......یہ لوگ مجذوب ہوتے ہیں......اور ان کا اپنا ایک شوق ہوتا ہے......جا رہی تھی ......ایک ہاتھ میں اس کے پانی کا لوٹا تھا......اور دوسرے ہاتھ میں اس نے آگ لی ہوئی تھی

کسی نے پوچھا...... کہاں جارہی ہو...... ؟ کہا جنت کو آگ لگاؤں گی...... جہنم پر پانی ڈالوں گی...... اس کو بجھاؤں گی...... کہا لوگ عبادت کرتے ہیں...... جنت کے شوق کی وجہ سے یا جہنم کے خوف کی وجہ سے میں یہ کہتی ہوں...... نہ جنت کے شوق کی وجہ سے عبادت کریں...... نہ جہنم کے خوف کی وجہ سے عبادت کریں...... مالک کو راضی کرنے کے لئے سجدے کیا کریں...... جس کی رضا کی وجہ سے جنت ملتی ہے...... جس کی ناراضگی کی وجہ سے جہنم ملتی ہے...... جب یہ ساری باتیں پیش کیں...... امام صاحب نے فرمایا...... کہ اب بتاؤ وہ شخص مسلمان ہے یا کافر......؟ اس نے کہا حضرت پھر تو وہ بڑا مسلمان ہے...... اور سوال کرو...... اس نے کہا کہ حضرت اس آدمی کی یہ بھی عادت ہے...... بڑی عجیب سی کہ وہ شخص کہتا ہے...... یہودی بھی سچے ہیں عیسائی بھی سچے ہیں...... آپ بتائیے......! یہودی اور عیسائی کیسے سچے ہوئے...... وہ دونوں کو ٹھیک کہتا ہے...... امام اعظم ابوحنیفہؒ فرمانے لگے...... کہ میاں یہ بھی ٹھیک ہے...... اللہ کے قرآن میں ہے...... وقالت الیھود لیست النصاریٰ علی شئی وقالت النصاری لیست الیھود علی شئی ...... اللہ فرماتے ہیں...... کہ یہودی عیسائیوں کو کہتے تھے...... تم بے دین ہو...... تمہارا کوئی مذہب نہیں...... عیسائی یہودیوں کو کہتے تھے...... تم بے دین ہو...... تمہارا کوئی مذہب نہیں ...... عیسائی یہودیوں کو کافر کہتے تھے ...... یہودی، عیسائیوں کو کافر کہتے تھے...... وہ ان کو بے ایمان کہتے تھے...... وہ ان کو بے ایمان کہتے تھے ...... یہ دونوں کو سچا کہتا ہے...... یہودی بھی سچ کہتے ہیں...... کہ عیسائی بے ایمان ہیں...... اور عیسائی بھی سچ کہتے ہیں...... کہ یہودی بے ایمان ہیں...... تم دونوں ٹھیک کہہ رہے ہو...... یہ ان دونوں کی تصدیق کر رہا ہے...... دونوں کو سچا کہہ رہا ہے...... اس میں تو ہم بھی کہتے ہیں...... کہ یہودیوں کا یہ جملہ سچا ہے...... کہ عیسائی بے دین ہیں...... عیسائیوں کا جملہ سچا ہے...... کہ یہودی بے دین ہیں...... اگر ہم یہ کہیں...... تو ہم پر کفر کا فتوئی لاگو نہیں ہوتا...... اگر وہ یہودی

اور عیسائیوں کو اس مسئلہ میں سچا کہتا ہے...... تو وہ بھی کافر نہیں ہوسکتا...... یہ ساری باتیں اس کے کمالِ ایمان کی نشانی ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ کفر میں احتیاط:

امام ابوحنیفہؒ اتنا محتاط آدمی کہ جلدی سے کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا...... آپ تو ذرا سی بات ہو...... اس نے ہاتھ سینے پر نہیں باندھے...... اس کی نماز نہیں ہوتی...... اس نے پاؤں کھولے نہیں ہیں...... اس کی نماز نہیں ہوتی...... اس نے آمین زور سے نہیں کہا...... اس کی نماز نہیں ہوتی...... اس نے کہا امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھی...... اس کی نماز نہیں ہوتی ...... ساری بحث اسی پر ہوتی ہے...... لیکن آپ وہاں دیکھئے! کتنے مشکل ترین مسائل آئے ...... ابوحنیفہؒ نے کفر کا فتویٰ نہیں لگایا...... اب بات اُسی طرف لے آتا ہوں...... جہاں سے میں نے شروع کی تھی...... اتنا محتاط ترین امام جو کفر کا فتویٰ لگانے میں اتنا محتاط ہے...... کہ آسانی سے کسی کو کافر نہیں کہتا...... جب تک اس کے براہین ودلائل اچھے طریقہ سے نہ حاصل کرلئے جائیں...... بلکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ایک قول یہ ہے...... کہ کسی شخص میں کوئی قول کفر پایا جائے...... اس آدمی پہ آپ تحقیق کرو...... اگر اس کے قول کی سو توجیہات ہوسکتی ہیں...... کہ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے...... یہ بھی ہوسکتا ہے...... یہ بھی ہوسکتا ہے...... ننانوے توجیہیں ایسی ہوں...... جو کفر کی ہوں...... ایک توجیہہ ایسی ہو...... جو اسلام والی ہو ...... مسلمانوں کے حق میں ہو...... تو فرمایا کہ اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگانا...... اس کے ایمان کی توجیہہ کو سامنے رکھنا...... اس کو مسلمان کہہ دینا...... کہ کسی مسلمان کو بلاوجہ اگر کافر کہہ دیا جائے...... تو کافر کہنے والا خود کافر ہوا کرتا ہے...... مسلمان نہیں ہوتا...... اس لئے احتیاط کرنا چاہئے...... ان کے سامنے یہ مسئلہ ختم نبوت پیش آیا۔

مدعیٔ نبوت سے دلیل مانگنے والا:

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے سامنے کسی نے کہا...... کہ حضرت آپ اتنے محتاط ہیں...... آپ یہ بتائیں...... کہ اگر آپ کے بعد کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے...... تو وہ کیسا ہے...... توجہ کرنا! یہ غیرت ایمانی کی بات ہے...... پیغمبر ﷺ سے عقیدت ومحبت کے اظہار کی بات ہے...... حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا تم مجھ سے یہ سوال کرو...... کہ حضورؐ کے بعد کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے...... وہ کیسا ہے...... یہ تو بڑے دور کی بات ہے...... ایک شخص آمنہؓ کے دُرِ یتیم کے بعد دعویٰ نبوت کرتا ہے...... دوسرا آدمی اُٹھ کر جس نے دعویٰ نبوت کیا ہے...... اس کے پاس چلا جاتا ہے...... کہ میں تجھ سے بحث کرتا ہوں...... تیرے ساتھ مناظرہ کرتا ہوں...... میں حضورؐ کو آخری نبی ثابت کرتا ہوں...... تو اپنی نبوت ثابت کر...... تیرے پاس کیا دلیل ہے...... تو کیسے نبی ہے......؟ تیرے پاس کیا ثبوت ہے......؟ تیرے اوپر کوئی وحی نازل ہوئی ہے......؟ اس سے دعویٰ نبوت کے بعد کسی قسم کا ثبوت مانگنے والا...... دلیل مانگنے والا...... توجہ! کہ آدمی اس سے دلیل طلب کرتا ہے...... کہ تیرے پاس نبی ہونے کی کیا دلیل ہے...... امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں...... کہ جس شخص نے حضورؐ کے بعد دعویٰ نبوت کیا ہے...... وہ تو کافر ہے ہی...... مرتد ہے ہی...... واجب القتل ہے ہی...... دائرہ اسلام سے خارج ہے ہی...... مگر جو شخص دعویٰ نبوت کے بعد اس سے نبی بننے کی دلیل مانگتا ہے...... کہ تیرے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے...... یہ بھی اُسی طرح کافر ہے...... جس طرح دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے...... ثبوت مانگنے والا بھی کافر ہے۔

غور کریں......! دلیل مانگنے والا کیوں کافر ہے...... اس لئے کہ جو شخص دلیل مانگ رہا ہے...... حضورؐ کے بعد نبی ہونے کی...... اس کا معنیٰ یہ ہے...... اس کو تھوڑا سا تردد تھا...... شک تھا کہ شاید حضورؐ آخری نبی نہ ہوں...... اسی لئے اس سے بھی پوچھ رہا ہے...... کہ تیرے پاس کوئی

دلیل ہے...... اب یہ شخص جو دلیل مانگتا ہے...... یہ بھی ویسے ہی مرتد...... واجب القتل...... دائرہ اسلام سے خارج ہے...... جیسے حضورؐ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے۔

مسئلہ ختم نبوت پر دلائل پیش کرنے کی ضرورت:

ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں اسمبلی میں ختم نبوت کے مسئلہ پر ایک بہت بڑی بحث ہوئی تھی...... مولانا یوسف بنوریؒ کی زندگی میں وہ تحریک چلی تھی...... ان کی قیادت میں مفتی محمودؒ نے اسمبلی میں بحث کی تھی...... آپ اگر اس بحث کو سنیں...... اگر آپ اس کے دلائل سنیں...... اس میں مفتی محمودؒ نے حضورؐ کے آخری نبی ہونے پر دلائل پیش نہیں کئے...... اس پر ثبوت پیش نہیں کیا...... کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہیں ہے...... بلکہ ثبوت اس پر پیش کیا...... کہ یہ مرتد کیسے ہے......؟ واجب القتل کیسے ہے......؟ اسلام کا دشمن کیسے ہے......؟ مسلمانوں کا دشمن کیسے ہے......؟ ملت اسلامیہ کا مخالف کیسے ہے......؟ اس پر تو دلائل پیش کئے ہیں...... حضورؐ کی ختم نبوت پر کوئی دلیل پیش نہیں کی...... اس لئے کہ آمنہؓ کے دُرِ یتیم کی ختم نبوت کا مسئلہ اتنا بدیہی مسئلہ ہے...... اتنا واضح مسئلہ ہے...... اتنا کھلا مسئلہ ہے...... اتنا اظہر من الشمس مسئلہ ہے...... کہ اس پر کسی قسم کا ثبوت پیش کرنا...... یا اس پر دلیل طلب کرنا...... پیغمبر ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلہ پر بحث کرنا عقل سے بھی ماورآء بات ہے...... کہ اللہ کے جیسے رب ہونے میں کوئی شک نہیں...... مصطفیٰؐ کے پیغمبر ہونے میں کوئی شک نہیں...... وہ اپنی ربوبیت میں تنہا ہے...... محبوب ﷺ اپنی نبوت میں تنہا ہے...... وہ رب العالمین ہے...... یہ رحمت اللعالمین ہے...... وہ خدا ہے...... یہ مصطفیٰؐ ہے...... اس پر ربوبیت ختم ہے...... محمدؐ پر قیامت تک نبوت ختم ہے۔

حضور ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں:

اس آیت کو تھوڑا سا سن لیجئے......!ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین ......فرمایا لوگو!ما کان محمد ابا احد من رجالکم...... "یہ اللہ کے رسول محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں"......ابا احد من رجالکم......حضور ﷺ کی اولاد تھی یا نہیں......؟لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی......پیغمبر ﷺ کی چاروں بچیوں کی شادی ہوئی......ان میں سے تین بیٹیوں کی اولاد ہوئی......سیدہ فاطمہؓ کی اولاد ہوئی......سیدہ رقیہؓ کی اولاد ہوئی......سیدہ زینبؓ کی اولاد ہوئی......ان کا سلسلہ نسب آگے بھی چلا......آج تک سادات حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہیں......اور قرآن یہ کہتا ہے......کہ "مردوں میں سے محمد ﷺ کسی کے باپ نہیں۔"

ذرا غور کریں......!حضرت طیب، طاہر، عبداللہ، قاسم، ابراہیم یہ حضورؐ کے ننھے بچے تھے......بچپن میں دُنیا سے رُخصت ہوگئے......تو ان میں سے کوئی بچہ مرد نہ بنا......؟ رجال کہتے ہیں اس آدمی کو جس کی عمر پندرہ سال سے زیادہ ہو......بالغ ہو......عاقل ہو اور سمجھدار ہو......کم عمر بچہ سترہ اٹھارہ مہینے کا بچہ، سال ڈیڑھ سال، دو سال کا بچہ وہ پیدا ہونے کے چند دن بعد فوت ہو جانے والا بچہ اس کو رجل (مرد) نہیں کہا جاتا......اس کو بچہ کہا جاتا ہے......اللہ کہتے ہیں......ما کان محمد ابا احد من رجالکم ......"مردوں میں سے محمد ﷺ کسی کے باپ نہیں۔"

نبوت ہمیشہ نبوت کے خاندان میں:

یہ انداز ایک مسئلہ کو واضح کرنا چاہتا ہے......وہ یہ کہ اللہ کا قانون یہ ہے......کہ جب بھی خدا نے کسی کو نبی بنایا ہے......نبی، نبی کے خاندان میں آیا ہے......نبوت، نبوت کے

گھرانے میں چلی ہے...... رسولؑ، رسولؑ کے خاندان میں آیا ہے...... ابراہیمؑ کے دو بیٹے ...... حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام یہ دو صاحبزادے تھے...... حضرت اسحاق کے خاندان میں نبوت چلی...... حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام نبی تھے...... یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یوسفؑ نبی تھے...... ان کے سلسلہ نبوت میں آگے جو خاندان چلا...... عیسیٰؑ تک ہزاروں انبیاء آئے...... اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سب سے آخری جو رسول بھیجے...... وہ حضرت عیسیٰؑ تھے...... عیسیٰؑ کو جب پیغمبر بنایا...... بغیر باپ کے دُنیا میں بھیجا...... بغیر شادی کے آسمانوں پر اٹھایا...... زندہ اٹھالیا...... عیسیٰؑ کی شادی نہیں ہوئی کہ آگے اولاد ہوتی ...... بچہ ہو جاتا...... جوان ہو جاتا...... کل کو دعویٰ کرتا...... کہ میرا باپ نبی تھا...... میں بھی نبی بن سکتا ہوں...... حضرت سیدنا یحییٰؑ نبی ہیں...... اس لئے کہ باپ زکریاؑ نبی ہیں...... سلمانؑ نبی ہیں...... کہ باپ داؤدؑ نبی ہیں...... حضرت یوسفؑ نبی ہیں...... کہ ابا یعقوبؑ نبی ہے...... یعقوبؑ اس لئے نبی ہیں...... کہ ایک اسحاق نبی ہیں...... اسحاق اسلیئے نبی ہیں کہ ابراہیم خلیل اللہ نبی ہیں...... اللہ کا قانون یہ ہے...... کہ نبوت نبوت کے خاندان میں آتی ہے...... نبی، نبی کے گھرانے میں آتا ہے...... کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پہلے کسی خاندان میں کوئی نیا آدمی نبت کا دعویٰ کرے...... اور پہلے اس خاندان میں کوئی نبی نہ ہو...... اللہ کا کوئی ایسا قانون نہیں ہے...... نبی ہمیشہ نبی کے گھرانے میں آتے ہیں...... اللہ نے جب بنی اسرائیل میں نبوت ختم کی تو عیسیٰ کا ابا نہیں تھا...... اور شادی سے پہلے عیسیٰ کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔

سادات گھرانے کی نسبت:

دوسرا سلسلہ نبوت چلا حضرت اسماعیلؑ کے خاندان میں...... حضرت اسماعیلؑ کے قبیلہ میں سب سے آخری ہستی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

توجہ کریں......! اللہ کے رسولؐ اپنے ابا کے اکلوتے بیٹے تھے...... حضورؐ کا کوئی بھائی تھا......؟ نہیں تھا...... حضرت سیدنا عبداللہ جو حضورؐ کے والد تھے...... اٹھارہ یا انیس سال ان کی عمر تھی...... شادی ہونے کے چند دن بعد ان کا انتقال ہوگیا...... حضور ﷺ ابھی اماں کے پیٹ میں تھے...... کہ والد دنیا سے رُخصت ہو چکے تھے...... اپنے باپ کے لئے بیٹے محمدؐ ہیں...... بھائی کوئی نہیں...... کہ کل کو کوئی بھائی یوں نہ کہے...... کہ میرا بھائی نبیؐ بن سکتا ہے...... تو میں کیوں نبی نہیں بن سکتا...... پھر آگے دیکھیں......! اللہ نے حضورؐ کو جو اولاد عطا فرمائی...... چار بچے دیئے...... چار بچیاں دیں...... بچیوں کی شادی ہوئی...... ان کا سلسلہ نسب بڑھا...... خاندان ہمیشہ مرد کی طرف منسوب ہوتا ہے...... عورت کی طرف نہیں ہوتا...... لیکن صرف سادات کا گھرانہ ایسا ہے...... کہ جن کی نسبت عورت کی طرف ہے...... مرد کی طرف نہیں...... یہ اماں فاطمہؓ کے قبیلہ سے سادات ہیں...... یہ بات ذہن میں رکھنا......! کہ سادات حضرت علیؓ کی وجہ سے سادات نہیں ہیں...... حضرت علیؓ کی وجہ سے علوی خاندان کے لوگ ہیں...... بہت سارے اس لئے کہ حضرت علیؓ کی اور بھی بہت ساری بیویاں تھیں...... سیدہ فاطمہؓ کے وصال کے بعد حضرت علیؓ نے عورتوں سے نکاح کیا تھا...... دوسری عورتوں سے بھی جو بچے پیدا ہوئے...... وہ سب کے سب علوی کہلواتے ہیں...... علوی قبیلے کے لوگ تو موجود ہیں...... لیکن سادات نہیں...... سادات صرف حضرت فاطمہؓ کے بطن اطہر سے دو شہزادے حضرت حسن و حسینؓ پیدا ہوئے...... ان کی اولاد بھی آگے اپنے آپ کو سید کہلواتی ہے...... اب یہ سادات حضورؐ کی طرف بیٹے کی وجہ سے ہے یا بیٹی کی وجہ سے ہیں......؟ اور دنیا میں نسب کس کی طرف سے ہوتا ہے......؟ باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف......؟ سلسلہ نسب آدمی کا باپ کی طرف سے ہوتا ہے...... یا ماں کی طرف......؟ باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔

لیکن پیغمبر ﷺ کے گھرانے میں سادات کا سلسلہ کس کی طرف سے ہے......؟ باپ کی طرف اس لئے نہیں ...... کہ حضور ﷺ کی نرینہ اولاد رہی نہیں ...... چار بچے تھے ......چاروں فوت ہو گئے......اللہ نے اولاد دی صرف اس لئے کہ محمد ﷺ عملی زندگی میں دنیا کو نبھانے کا طریقہ سکھادیں......کہ بیٹوں کے ساتھ وقت کیسے گذارا جاتا ہے......؟ ان کی تربیت کیسے کی جاتی ہے......؟ اُن سے محبت کیسے کی جاتی ہے......؟ ان کو پالا پوسا کیسے جاتا ہے؟ لیکن اللہ نے یاروں کے بچے اس لئے سنبھال لیے......کہ میرے محبوب ﷺ اگر تیرا کوئی ایک بچہ جوان ہو......کل کو اس کی شادی ہو......آگے اس کی نسل چلے......کل کو ہوسکتا ہے......تیرے خاندان میں کوئی آدمی کھڑے ہو کر یہ دعویٰ کردے......کہ میرا ابا، میرا دادا نبی ﷺ تھا...... پردادا نبی ﷺ تھا......انہیں سے فلاں شخص کو نبوت ملی تھی......اس لئے میں بھی نبی ہوں......اللہ تبارک وتعالیٰ اس سلسلہ کو ہی ختم کرنا چاہتے تھے......اس لئے چاروں بچے بچپن میں اٹھا کر محبوب کو تنہا اور یکتا کر کے دنیا سے بھیجا۔

حضور ﷺ آخری نبی:

اور یہ اعلان کیا......کہ......ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ خاتم النبین ......کہ نبیؑ، نبیؑ کے گھرانے میں آتا ہے......میرے پیغمبر ﷺ نبی کا گھرانہ کوئی نہیں......اس لئے محمد ﷺ آخری نبی ہیں......محمد ﷺ کے خاندان میں کوئی نبی نہیں آئے گا......اُدھر دوسری طرف تو نبی آ ہی نہیں سکتا......کہ وہاں سلسلہ ختم ہو گیا......ادھر کوئی توقع تھی......تو اللہ نے اس کو بھی ختم کر دیا۔

توجہ رہے......! حضور اکرمؐ کے بیٹے تھے......اس کا نام تھا......ابراہیم یہ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے......اور مدینہ طیبہ میں ہی ان کا انتقال ہوا...... ماریہ قبطیہؓ ایک خاتون تھیں......ان کے بطن اطہر سے یہ بچہ ہوا......اٹھارہ مہینے کی عمر تھی......جب اس بچہ کا انتقال

ہوا...... صحیح بخاری کے الفاظ ہیں...... حضور ﷺ نے فرمایا...... لو کان ابراھیم حیاً لکان نبیاً صادقاً...... اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا...... اللہ اس کے سر پہ نبوت کا تاج رکھتے...... یہ فطری بات ہے...... بچے بعض دفعہ بچپن میں ہی نیک صالح طبیعت کے ہوتے ہیں...... آدمی کہتا ہے...... کہ میرا فلاں بچہ جوان ہوتا...... وہ باپ کے مشن کو سنبھال سکتا تھا...... وہ باپ کی تحریک کو چلا سکتا تھا...... وہ اپنے ابے کے نقش قدم پہ چل سکتا تھا...... یہ باقی جتنی اولاد ہے...... اس قابل نہیں...... اس لئے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے یہ جملے فرمائے...... لو کان ابراھیم حیاً لکان نبیاً صادقاً ...... مجھ پر تو سلسلہ نبوت منقطع ہے...... ختم ہے...... میں اللہ کا آخری نبیؐ ہوں...... اگر میرے بعد کوئی نبی بن سکتا...... کوئی نبی ہوتا...... میری اولاد میں سلسلہ نبوت چلتا...... تو فرمایا کہ لوگو...... ! میرا بیٹا ابراہیم بن جاتا...... اگر جوان ہوتا...... اللہ اس کو نبی بناتے...... ابراہیم کو اللہ نے اٹھالیا ہے...... میرا بچہ ہی کوئی نہیں رہا...... اسلئے میرے بعد کوئی نبی بھی نہیں آسکتا...... اللہ نے اسی آیت میں...... ما کان محمد ابا احد من رجالکم ...... دوسرا جملہ بڑا عجیب ہے...... ولکن رسول اللّٰہ ...... کہ لوگو...... ! یہ کسی کے ابا تو نہیں...... لیکن کوئی شخص یہ مت سمجھے...... کہ جس کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہو...... لوگ کہتے ہیں...... اس کی اولاد نہیں...... اس کا کیا ہوگا...... لیکن...... ولکن رسول اللّٰہ...... محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں...... اس کا وارث تو خدا ہے...... اس نے اس کی نبوت کو چمکانا ہے...... نبوت کے چرچے کرنے ہیں...... نبوت کے تذکرے کرنے ہیں...... نبوت کو چار چاند لگانے ہیں...... چاردانگ عالم میں اس کی نبوت کے پرچم کو لہرانا ہے...... یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں...... وخاتم النبیین...... کہ محمد وہ ہستی ہیں...... جو سب نبیوںؑ کے آخر میں آئے ہیں...... تمام انبیاؑ کے آخری نبی ﷺ ہیں...... ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

نبی اور رسول میں فرق

توجہ کریں......! حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا...... لیکن یہ نہیں کہا...... کہ رسول بھی کوئی نہیں آئے گا...... حضور کی رسالت کا تذکرہ تو ہے...... ولکن رسول اللّٰہ...... لیکن ختم نبوت کا تذکرہ ہے ختم...... ختم رسالت کا تذکرہ نہیں...... وخاتم النبیین...... تو کوئی چوڑھا کل کو یوں نہ کہہ دے...... کہ حضورؐ کے بعد نبی تو کوئی نہیں آسکتا...... میں رسول بن کے آیا ہوں...... یہ بات کوئی کہہ سکتا ہے...... یا نہیں کہہ سکتا......؟ اس کا جواب سن کر اس کو ذہن میں رکھیں...... نبی اور رسول ﷺ کی تعریف میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے...... النبی انسانٌ بعثهُ اللّٰه تعالیٰ لتبلیغ الاحکام ...... (۱) نبی وہ ہوتا ہے...... جس کو اللہ مخلوق کے پاس تبلیغ احکام کے لئے بھیجتے ہیں...... نبی احکامات خداوندی لے کر آتے ہیں...... لیکن نبی تابع ہوتا ہے...... پہلے رسول ﷺ کی شریعت کے جو اس کے پاس ہے...... کتاب ہوتی ہے وہ اسی کو آگے لے کر چلتا ہے...... اپنے طور سے کوئی نئے مسائل بیان نہیں کرتا...... اس پر وحی تبلیغ کے احکام کے طریقہ بتانے کے لئے ضرور آتی ہے...... احکامات رسول کے چلتے ہیں رسول ﷺ اُس ہستی کو کہا جاتا ہے...... جو مستقل شریعت لے کر آئے...... مستقل کتاب لے کر آئے...... مستقل احکامات لے کر آئے...... مستقل ضابطہ لے کر آئے...... مستقل قانون حیات لے کر آئے...... اس کو رسول ﷺ کہا جاتا ہے۔

---

(۱) اسی اعتراض کا جواب علامہ ابن کثیرؒ نے دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فهذهِ الایةُ فی انه لا نبی بعدهٗ واذا کان لانبی بعدهٗ فلا رسول بالطریق الاولیٰ لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولا ینعکس بذلك وردت الاحادیث المتواترہ عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من حدیث جماعةٍ من الصحابة یعنی کہ یہ آیت نص صریح ہے اس عقیدہ کیلئے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب نبی نہیں تو بدرجۂ اولی رسول بھی نہیں کیونکہ لفظ نبی عام اور لفظ رسول خاص ہے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی یہی جواب دیا ہے۔ دیکھئے معارف القرآن ص ۱۶۳ ج ۷

موسیٰ، عیسیٰ، داؤدؑ، ابراہیمؑ تین سو تیرہ رسول جن پر صحیفے اترے...... کتابیں اُتریں...... احکامات اُترے...... وحی نبیؑ پر بھی آتی ہے...... وحی رسولؑ پر بھی آتی ہے...... مگر نبی کی وحی صرف تبلیغ کے طریقوں پر ہوتی ہے...... جو رسالت کے پیغامات کو آگے پہنچاتا ہے...... رسولؑ وہ ہوتا ہے...... جو خود مستقل علیحدہ نئی شریعت لے کر آتا ہے...... اور پھر خدا کا یہ قانون ہے...... کہ اللہ جس کو نبیؑ بناتے ہیں...... ضروری نہیں...... کہ وہ رسولؑ بھی ہو...... لیکن جو رسولؑ ہوتا ہے...... وہ نبیؑ ضرور ہوتا ہے...... موسیٰؑ پر وحی اتری...... کتاب آئی...... اب وہ نبیؑ ہیں یا نہیں......؟ حضرت سیدنا عیسیٰؑ کو کتاب ملی...... کتاب کی وجہ سے وہ رسول بنے...... لیکن یہ پہلے نبی تھے یا نہیں......؟ خدا کی دھرتی پہ کوئی رسول ایسا نہیں...... جو صرف رسول ہو اور نبی نہ ہو۔ لیکن ہزاروں نبی ایسے ہیں...... جو صرف نبی ہیں...... رسولؑ نہیں...... حضرت آدمؑ نبی تھے...... رسول نہیں تھے...... ان پر کوئی مستقل نئی شریعت کے احکامات علیحدہ نہیں آتے تھے...... اللہ کی طرف سے ایک نبی تھے...... جنہوں نے اللہ کا نظام چلانا شروع کیا...... نوحؑ یا اور بھی مختلف انبیاءؑ ہیں...... ان پر مستقل صحیفے نہیں اترے...... وہ نبیؑ تھے...... تو رسولؑ خاص ہوا...... نبیؑ عام ہوا...... جب اللہ نے عام چیز کی پابندی لگا دی ہے...... محمدؐ آخری نبی ہیں...... ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا...... جب نبی نہیں آئے گا...... تو کوئی رسول آئے گا......؟ دیکھیں......! رسولؑ کے لئے نبی ہونا ضروری ہے...... نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں...... اللہ کہتے ہیں...... ولکن رسول اللّٰہ ...... ''محمدؐ اللہ کے رسول ہیں'' ...... وخاتم النبیین ...... اور آخری نبیؐ ہیں...... جب محمدؐ رسول اللہ، اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں...... تو جب نبوت ان پہ ختم ہوگئی...... تو رسالت خود بخود ختم ہوگئی...... ان کے بعد جب کوئی نبی نہیں آئے گا...... تو رسول بھی نہیں بن سکے گا...... اگر یہ نبی بن جاتے...... کوئی نبی بن جاتا...... ممکن ہے...... وہ رسول بن جائے...... اس پر اور وحی اُتر

آئے کتاب اُتر آئے جب نبوت کا سلسلہ منقطع ہے...... تو رسالت کا تصور بھی نہیں آ سکتا۔

لفظ محمد ﷺ:

توجہ کریں......! ایک اور لفظ بھی قرآن نے اس آیت میں بیان کیا ہے ......ماکان محمد ......لفظ "ما" بول کر کہا...... کہ لوگو! یہ محمد ﷺ وہ نبی ہے...... جو سب سے آخری نبیؐ ہے...... کیوں؟ کہ لفظ محمد خود آخر میں آنے کی دلیل ہے...... محمد حمد کا لفظ ہے...... حمد سے اور حمد کے معنٰی ہوتے ہیں...... تعریف کے عربی زبان میں...... حمد اُس تعریف کو کہا جاتا ہے...... جس کے بعد کوئی اور تعریف نہ ہو سکے...... سب سے آخری تعریف اس لئے جب ہم نماز میں کھڑے ہوتے ہیں...... اللہ کی تعریف میں پہلا جملہ کیا کہتے ہیں...... "اَل الحمدللہ" ہر قسم کی حمد اللہ ہی کا حق ہے...... کہ جو تعریف خدا کی ہے...... وہ کسی اور کی نہیں...... اب ذرا غور کریں......؟ احمد آخری تعریف...... آدم علیہ السلام پیغمبر ہے ......اس کے نام میں حمد نہیں...... اس لئے کہ اس کے بعد کوئی اور بھی قابل تعریف ہو سکتا ہے...... نوح علیہ السلام نبی ہے...... نام میں حمد نہیں...... کہ ان کے بعد کوئی اور بھی قابل تعریف ہو سکتا ہے...... ابراہیم علیہ السلام پیغمبر ہے...... ان کے نام میں حمد نہیں...... کہ ان کے بعد اور بھی نبی قابل تعریف ہو سکتا ہے...... اسماعیل علیہ السلام، یوسف علیہ السلام و یونس علیہ السلام زکریا علیہ السلام یحیٰ علیہ السلام دانیال یہ سارے نبی ہیں...... مگر کسی کے نام میں حمد نہیں...... اس لئے کہ ان کے بعد ممکن ہے...... کہ کوئی اور شخص زیادہ قابل تعریف ہو...... لیکن لفظ محمدؐ بتا رہا ہے...... کہ محمدؐ آخری نبی محمد ﷺ ختم نبوت کا تاج پہننے والے...... محمد ﷺ سب سے زیادہ فضائل والے...... محمد ﷺ سب سے زیادہ خوبیوں والے...... کہ یہ وہ ہستی ہے...... لوگو! جس کے بعد نہ کوئی تعریف کے قابل آ سکتا ہے...... نہ فضیلت والا اس سے بڑھ کر آ سکتا ہے...... نہ عظمت والا اس سے بڑھ کر آ سکتا ہے...... نہ عزت والا اس سے بڑھ کر آ سکتا ہے...... نہ

نبوت کا تاج لے کر اس سے بڑھ کر آ سکتا ہے...... نہ رسالت کا تاج پہن کر اس سے بڑھ کر آ سکتا ہے...... یہ وہ آخری ہے...... جس پر نبوت بھی ختم ہے...... رسالت بھی ختم ہے۔

ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین

...... یہ تو میں نے دو تین باتیں بتائیں سورت پر اور اس کے آخر میں بھی ایک عجیب جملہ ہے...... و کان اللّٰہ بکل شیئٍ علیماً ...... اللہ کہتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر علم رکھتا ہے...... اللہ نے پہلے ہی کہہ دیا...... کہ اے پیارے تیرے جانے کے بعد جھوٹے آئیں گے...... میں اس کو خوب جانتا ہوں...... دجال آئیں گے...... فراڈیئے آئیں گے...... نبوت کا دعویٰ کریں گے...... اعلان نبوت کریں گے...... اس لئے میں پہلے تیرا نام لے کر کہتا ہوں...... ما کان محمد ابا احد من رجالکم ...... کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں...... ان پر نبوت و رسالت ختم ہوئی...... یہ آخری نبیؐ بن کر آئے ہیں...... ایک سو سے زائد قرآن کی آیتیں ہیں...... جن میں حضورؐ کی ختم نبوت کا تذکرہ ہے...... دو سو سے زائد واضح احادیث موجود ہیں...... جن میں اللہ کے پیغمبرؐ نے اپنی ختم نبوت کا اعلان کیا ہے...... ایک حدیث میں فرمایا! میری مثال اس محل کی سی ہے...... جس کی عمارت تعمیر کی جا رہی ہو...... اس کی چھت ڈال دی جائے...... ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو...... اس اینٹ کو جب وہاں رکھ دیا جائے...... عمارت مکمل ہو جاتی ہے...... اب اس کے در پر جو اینٹیں رکھو گے...... وہ زائد اینٹیں ہوں گی...... فاضل اینٹیں ہوں گی...... اس سے مکان کی چھت کو نقصان پہنچ سکتا ہے...... فرمایا! وہ آخری اینٹ میں محمد رسول اللہؐ ہوں...... اللہ نے مجھے بھیج کر محل نبوت کی تعمیر کو مکمل کر دیا ہے......(۱)

---

(۱) صحیح بخاری ص ۵۰۱ ج ۱ / صحیح مسلم ص ۲۴۸ ج ۲ / عن ابوھریرہ / مسند احمد ص ۳۶۱ ج ۳ / ترمذی ص ۱۰۹ ج ۱ عن جابر بن عبداللہ / جامع الاصول ص ۵۳۹ ج ۸ عن ابو سعید خدریؓ

سینکڑوں میں حضورؐ نے اپنی یہ بات پیش فرمائی.....ایھا الناس ...... ''اولوگو......!ان ربکم واحدٌ ...... ''تمہارارب بھی ایک ہے.....ابا کم واحدٌ...... ''تمہاراباپ بھی ایک ہے.....دینکم واحدٌ ...... ''تمہارادین بھی ایک ہے.....قبلتکم واحد ...... ''تمہارا کعبہ بھی ایک ہے..... کتابکم واحدٌ ...... ''تمہاری کتاب قرآن بھی ایک ہے.....ونبیکم واحدٌ...... ''میں تمہاری طرف بھیجا جانے والا اللہ کا نبی بھی ایک ہوں.....انا خاتم النبین لا نبی بعدی ولا رسول بعدی.....میں وہی نبیؐ ہوں...... کہ جس کے بعد کوئی رسول بھی نہیں آئے گا.....کوئی نبی بھی نہیں آئے گا.....جیسے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں..... باپ ایک ہوتا ہے دو نہیں.....! قبلہ ایک ہے دو نہیں.....دیکھیں! ہمارے پاس ہدایت کی مرکزی کتاب ایک ہے دو نہیں......! حضورؐ نے فرمایا کہ میں نبی بھی ایک ہوں دو نہیں..... جو شخص اپنے دو باپ مانے گا.....حلالی نہیں.....حرامی ہوگا.....کوئی عورت اپنے دو شوہر تسلیم کرے..... بدکارہ، فاسقہ وفاجرہ ہوگی۔

میرے دوستو.....! کوئی دو خدا تسلیم کرے..... مسلمان نہیں کافر ہوتا ہے.....جو شخص اپنے دو نبی تسلیم کرے.....مومن نہیں مرتد ہوتا ہے.....اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا

نہ عمرؓ نبی نہ علیؓ نبی:

توجہ کریں.....! صحابہ کرامؓ کی جماعت میں دو شخصیتیں ایسی ہیں.....جن کے بارے میں یہ شبہ ہوسکتا تھا..... کہ ممکن ہے..... حضورؐ کے بعد اللہ ان کو مقام نبوت عطا کرے .....ایک تو وہ شخص جس کی زبان زمین پہ بولتی تھی.....وہ آسمان سے وحی بن کر اُتر آتی تھی.....وہ کون ہے.....؟ قرآن کریم کی بائیس آیتیں ہیں..... جو عمرؓ کی زبان پر وحی بن کر اُتری ہیں...... ایک تو یہ شخصیت تھی..... دوسری شخصیت جو ملت اسلامیہ کا مشترکہ سرمایہ ہے.....جس پہ کوئی

اعتراض نہیں...... سنی مسلمان تو تمام صحابہؓ کو مانتے ہیں...... لیکن نام ان کا لے کر شیعہ بھی اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں...... وہ کون ہیں...... سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ ان کا نام لے کر ہر شخص اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتا ہے...... مسلمان کا عقیدہ تو یہ ہے...... کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں...... ممکن ہے...... کوئی حُبِ علیؓ میں آکر یوں کہہ دے...... کہ علیؓ بھی نبی جیسا ہے...... علیؓ بھی نبی سے بڑھ سکتا ہے...... علیؓ کو نبی جیسی عظمت ہو سکتی ہے...... تو اللہ کے نبی نے ان دونوں شخصیتوں کا نام لے کر اعلان کیا...... ایک تو فرمایا...... فاروقؓ کے متعلق کہ...... لو كان بعدی نبی لكان عمرؓ......(۱) عمرؓ بڑے عظیم ہو زمین پہ بولو تو قرآن بن کے اُترتا ہے۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا جب عمرؓ نبی نہیں بنا تو خدا کی زمین پر کوئی اور شخص نبی نہیں بن سکتا اور دوسرا حضرت علیؓ کے متعلق ارشاد فرمایا...... کہ حدیث میں آتا ہے...... جب غزوہ تبوک کے موقع پر حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اپنا جانشین چھوڑا...... اور حضرت علیؓ کو لوگوں نے مذاق کے طور پر کہا...... علیؓ نبی تجھے بچوں میں چھوڑ کر گئے ہیں...... کیا تو اس قابل نہیں...... کہ میدان جہاد میں جا کر بہادری کے جوہر دکھائے...... حضرت علیؓ روتے ہوئے پیچھے آگئے...... کہا اے اللہ کے رسولؐ لوگ تو مجھے طعنہ دے رہے ہیں...... اور یوں کہہ رہے ہیں...... مجھے بھی ساتھ لے چلئے...... حضورؐ نے فرمایا علیؓ! گھبرانے کی ضرورت نہیں...... یہ دُنیا کے طعنے ہیں...... میں محمدؐ تجھے اپنے ہاتھوں سے چھوڑ کر جا رہا ہوں...... انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ......(۲) تو میری جگہ ایسے ہے...... جیسے موسیٰؑ کی جگہ ہارونؑ تھے جب کلیم کتاب لینے گئے تھے...... ہارون ان کی جگہ جانشین بنے تھے...... ان کی جگہ پر قوم کو

---

(۱) الجامع الترمذی ص ۲۰۹ ج ۲ / مشکوٰۃ ص ...... ج / مجمع الزوائد ص ۶۸ ج ۹ / فتح الباری ص ۵۱ ج ۷

(۲) صحیح مسلم ص ۲۷۸ ج ۲ / مسند احمد ص ۳۳۸ ج ۳ / ترمذی ص ۲۱۶ ج ۲ / ابن ماجہ ص ۱۲ / عن جابر بن عبداللہ / کنز العمال ۱۵۸ ج ۱۳ / مجمع الزوائد ص ۱۱۰ ج ۹ عن علیؓ

انہوں نے سمجھایا تھا...... میں آج اللہ کے حکم کے مطابق جہاد کرنے جا رہا ہوں...... میں اپنی جگہ علیؓ تجھے چھوڑ کر جا رہا ہوں...... پیغمبرؐ کے تصور میں بھی یہ بات تھی...... کہ جیسے موسیٰؑ کتاب لینے کے لئے گئے...... ہارون نبی تھے...... انہوں نے قوم کو سمجھایا تھا...... وہ ان کے وزیر بنے تھے...... ان کے مُشیر بنے تھے...... لیکن اللہ نے ان کو نبوت عطا کی تھی...... کل کو شاید کوئی شخص اس روایت کو پیش کر کے کہے کہ دیکھو......! حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے درمیان جو تعلق ہے...... کہ وہ نبی ہیں...... یہ رسول ہیں...... اب محمدؐ، رسول ہیں...... علیؓ معاذ اللہ نبی بن جائیں گے...... فوراً پیغمبرؐ نے اس مسئلہ کو حل کرتے ہوئے فرمایا۔ علیؓ تو میری جگہ ایسے ہے...... جیسے کلیم کی جگہ ہارون پیغمبر تھے...... لیکن یہ فرق ہے...... کہ ہارونؑ نبی تھے...... دیکھ میں وہ شخص ہوں...... الا انّہ لا نبی بعدی...... تو نہ نبی بن سکتا ہے...... نہ رسول بن سکتا ہے...... میرا جانشین ضرور ہے...... میرے قائم مقام اسی جگہ بیٹھ کر گھر والوں کی حفاظت ضرور کرے گا...... میں جنگ میں جا رہا ہوں...... جب تک میں واپس نہ آؤں...... تو نے یہاں کے انتظامی امور کو سنبھالنا ہے...... میرا تو جانشین اس انداز سے انتظامی امور میں تو بن سکتا ہے...... گھر میں تو بن سکتا ہے...... نبوت و رسالت میں نہیں بن سکتا...... میں آخری نبی و رسولؐ ہوں...... میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

مسئلہ ختم نبوت اور حضور ﷺ کی وضاحت:

اللہ کے نبیؐ نے اس مسئلہ کو اتنا کھولا ہے...... کہ جس کی حد نہیں...... پوری وضاحت فرما دی...... تا کہ کل کو کوئی شخص دعویٰ نبوت نہ کر دے...... ختم نبوت ایک بدیہی مسئلہ ہے...... اس پر کسی قسم کے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور منکرین ختم نبوت:

حضورﷺ کے بعد سب سے پہلے خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ تھے...... اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں سب سے پہلا جو فتنہ اُٹھا...... وہ ختم نبوت کے انکار کا فتنہ تھا...... حضرت ابو بکر صدیقؓ نے منکرینِ ختم نبوت کے ساتھ جہاد کیا ہے...... قلع قمع کیا...... مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ، سجاح نامی ایک خاتون ان لوگوں نے نبوت کے دعویٰ کرر کھے تھے ...... حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سب کو ختم کیا...... اللہ کے ہر کام میں ایک حکمت ہوتی ہے ...... حضورؐ کے ہوتے ہوئے بھی ان لوگوں نے دعوے کئے تھے...... آخر زمانے میں ...... لیکن ختم خدا نے کن کے واسطے سے کرائے ...... صدیق اکبرؓ کے زمانے میں کیوں ......؟ حضورؐ کے زمانے میں یہ لوگ ختم کئے جاتے ...... تو لوگ کہتے ...... کہ حضورؐ اپنے مقابلے میں کسی کو برداشت نہیں کرتے ...... دعویٰ اس وقت کر چکے تھے...... ختم صدیق اکبرؓ کے زمانے میں ہوئے ...... یہ فتنہ عمرؓ کے دور میں نہ اٹھا...... عثمانؓ کے دور میں میں نہ اٹھا...... حیدر کرارؓ کے دور میں نہ اٹھا...... تینوں دور میں اس لئے نہ اُٹھا...... کہ اگر بعد میں کسی کے زمانے میں یہ فتنہ اٹھتا تو شاید کوئی یہ کہہ سکتا تھا...... کہ ابو بکر صدیقؓ کا زمانہ پیغمبرؐ کے قُرب کا زمانہ تھا...... نبی کے بعد کا زمانہ تھا...... بھائی فلاں فلاں صحابہؓ نے اُن لوگوں کو جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ...... ان کو انہوں نے کافر نہیں کہا...... اس لئے پہلے صحابیؓ کے دور میں اس فتنہ نے جنم لیا ...... تقدیر ایزدی کا فیصلہ یہی تھا...... اس وقت اس کا انسداد کیا گیا...... تا کہ کل کو کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے...... علیؓ نے بھی اس پہ دستخط کئے...... فاروق اعظمؓ کے دستخط بھی تھے...... عثمان ابن عفانؓ بھی اس تحریک میں شامل تھے...... حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی اس تحریک کو پروان چڑھایا اور ان دجالوں کو قتل کیا۔

نبوت کا دعویٰ کرنے والے:

اللہ کے پیغمبر نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا......انه سیکون فی اُمتی ثلاثون کذابون کلھم یذعم انه نبی وانا خاتم النبین لا نبی بعدی ...... (۱) میرے بعد تیس آدمی ایسے آئیں گے......جو دجال ہوں گے......کذاب ہوں گے......فراڈی ہوں گے ......دھوکے باز ہوں گے......ہر شخص ان میں یہ دعویٰ کرے گا......یہ تصور کرے گا......کہ میں اللہ کا نبی ہوں......لیکن لوگو! سن لو! میں محمد آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا......جو شخص میرے بعد دعویٰ نبوت کرے......صدیقؓ کی سنت کو زندہ کرکے اس کی گردن کو قلم کردینا......یہ ابوبکر صدیقؓ کی وہ اک ادا تھی......دیکھیں! برصغیر، ہندوستان، پاکستان میں حضورؐ کے بعد دعویٰ نبوت کس شخص نے کیا......؟ مرزا قادیانی (ملعون) نے اس بے وقوف کا نام غلام احمد مشہور ہے......یہ ایک عجیب بات ہے......نبی کی صفات کیا ہونی چاہئیں......نبی کا علم کامل ہوتا ہے......نبی کی فہم کامل ہوتی ہے......نبی کا عقل کامل ہوتا ہے......نبی مرد خود کامل ہوتا ہے......نبی حسین ترین انسان ہوتا ہے......نبی بے عیب ہوتا ہے......نبی کے اندر قوتِ گویائی کمال درجہ کی ہوتی ہے......نبی کے آنے سے پہلے اللہ اس کے وجود پہ آثارِ نبوت ظاہر کراتے ہیں ......نبی اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی میں اتنی سچی باتیں کہتا ہے......جس کا تصور آدمی نہیں کرسکتا ......اگر قبل از وقت نبی کوئی بات کہہ دے تو اللہ اس وقت تک نہ قیامت برپا کرتے ہیں......نہ موت لاتے ہیں......نہ اس نبی کو دُنیا سے رُخصت کرتے ہیں......جب تک اس کی زبان سے نکلے ہوئے جملوں کو خدا سچا نہ کرکے دکھادے......یہ صفات وعلامات نبوت ہیں۔

---

(۱) ابوداؤد ص ۵۹۵ ج۲ /ترمذی ص ٤٥ ج ۲ /عن ثوبان / بخاری ص ۵۰۹ ج۱ / مسلم ص ۳۹۷ ج۲ عن ابوھریرۃؓ / کنزالعمال ص ۱۹۸ ج ١٤ حدیث نمبر ۳۸۳۷۲ عن نعیم بن مسعودؓ / مشکل الآثار ص ١٠٤ ج ٦ عن ابوبکرؓ / فتح الباری ص ٦١٧ ج ٦ عن عبداللہ بن زبیرؓ / مجمع الزوائد ص ۳۳٦ ج ۷ عن نعمان بن بشیر

مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے جھوٹ:

تو غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا...... انگریز نے اس کو کھڑا کیا...... یہ ہمارے علماء ۵۳ء کی تحریک میں ۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ کو تفصیل سے یہ باتیں بتاتے رہے...... اس نے جب دعویٰ نبوت کیا...... تو یہ ایک عورت پہ فریفتہ ہوگیا...... اس عورت کا نام تھا محمدی بیگم، اس کا نام تھا غلام احمد، اس شخص نے دعویٰ یہ کیا...... کہ میرا اس کے ساتھ نکاح ہوگا...... بلکہ اس نے کہا کہ اللہ کے ہاں میرا اس کے ساتھ نکاح ہو چکا ہے...... جیسے قرآن کریم میں ہے...... کہ بی بی زینبؓ کا نکاح عرش پہ ہوگیا...... قرآن نے اس کا فیصلہ کر کے بھیجا...... تو حضورؐ سیدہ زینبؓ کے گھر چلے گئے...... قرآن مجید نے اس واقعہ کو بھی نقل کیا ہے...... اس نے بھی دعویٰ کیا...... کہ میرا اس سے نکاح ہو چکا ہے...... نکاح نہ ہو سکا...... ہوا یہ کہ اس کا نکاح...... پٹنہ کے ایک شخص سلطان احمد کے ساتھ ہوگیا...... اللہ تبارک وتعالیٰ بڑے بے نیاز ہیں...... خدا نے اس کی ہر پیشین گوئی ایسی جھوٹی قرار دی کہ دنیا اس کے جھوٹ کو بھانپتی تھی...... اور سمجھتی تھی...... جھوٹا ہوگیا...... نکاح ادھر ہوگیا...... اب یہ بڑا پریشان ہوا...... پھر اس نے کہا کہ دیکھو...... ! یہ میری پیشین گوئی ہے...... کہ اس نے اس عورت کو جبراً اپنے قبضہ میں لے لیا...... اب اس سے اس کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہوگی...... اس کے پانچ لڑکے ہوئے...... پھر اس نے کہا...... کہ اس کی ایک بیٹی ہوگی...... جس کا نکاح میرے بیٹے کے ساتھ ہوگا...... اللہ کی تقسیم یہ تھی...... کہ قادیانی کی بیٹیاں تھیں...... اس کا کوئی بیٹا نہ ہوا...... اللہ اپنے محبوبؐ کی ختم نبوت کو ایسے انداز سے ثابت کرتے ہیں...... ہر دور میں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے...... بالآخر یہ باتیں ہوتی رہیں...... محمدی بیگم نے اس کا انکار کر دیا...... اور ہمارے مولانا منظور احمد چنیوٹی بلدیہ کے چیئر مین بھی رہے ہیں...... اور پچھلی اسمبلی میں وہ غالباً صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی تھے...... وہ بتایا کرتے تھے......

کہ میں نے اس محمدی بیگم کی زیارت کی تھی...... بہت نیک صالح، تہجد گذار خاتون تھیں...... حضور کی شریعت سے ابتداء میں وہ ایک طرف تھی...... لیکن جب اس قادیانی جھوٹے نے یہ دعویٰ کیا...... کہ میرا اس کے ساتھ نکاح ہو گیا...... اس کے بعد اس عورت نے اسلام قبول کر لیا...... اور مسلمان ہو گئی...... اب بات سمجھیں......! کہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے...... کہ نبی مسلمانوں کے لئے باپ سے زیادہ باعزت ہوتا ہے...... ایسا ہے کہ نہیں......؟ اور پیغمبر کی بیوی مسلمانوں کے لئے کیا حیثیت رکھتی ہے......؟ ماں کی حیثیت رکھتی ہے...... قادیانی نے کہا کہ میرا نکاح اس کے ساتھ عرش پر ہو چکا ہے...... مرزا قادیانی، قادیانیوں کا ہوا باپ اور یہ ان کی ماں بن گئی...... قادیانیوں کی ماں کو لے گیا تھا...... سلطان احمد پٹنے والا، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بڑا عجیب جملہ کہتے تھے...... کہ لوگ بھی کتنے پاگل ہیں...... پڑھے لکھے ہو کر جاہل بن جاتے ہیں...... دیکھیں! غلام احمد اس بے ایمان کا نام...... سلطان احمد اس آدمی کا نام جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہوا...... محمدی بیگم اس عورت کا نام تھا...... آپ لوگ سمجھدار بیٹھے ہیں...... غلام احمد میں احمد حضورؐ کا نام ہے...... احمد نکال لیں...... کہ حضورؐ کا نام اس ملعون کے ساتھ نہ رہے...... سلطان احمد میں احمد حضورؐ کا نام ہے...... علیحدہ کرو...... ! محمدی بیگم میں لفظ محمد حضور کا نام ہے...... اس کو علیحدہ کر دو...... تو باقی تین چیزیں بچ جائیں گی...... سلطان احمد میں سلطان رہ جائے گا...... اور غلام احمد میں غلام رہ جائے گا...... بیگم سلطان اور غلام ایمانداری سے بتائیں...... کہ بیگمات سلطانوں کی ہوتی ہیں...... یا غلاموں کی......؟ اگر آپ کسی بڑے آدمی کے ملازم ہوں...... تو اس کی بیوی کو ادب سے بیگم صاحبہ کہتے ہیں...... بیگم سلطان کی ہوتی ہے...... غلام کی نہیں...... اس بے وقوف کے ذہن میں یہ بات کیسے آ گئی تھی...... کہ یہ میری بیوی بنے گی......؟ اس بیگم نے تو سلطان کے پاس جانا تھا

(آمین) وما علینا الا البلاغ المبین

کہ میں نے اس محمدی بیگم کی زیارت کی تھی...... بہت نیک صالح، تہجد گذار خاتون تھیں...... حضور کی شریعت سے ابتداء میں وہ ایک طرف تھی...... لیکن جب اس قادیانی جھوٹے نے یہ دعویٰ کیا...... کہ میرا اس کے ساتھ نکاح ہوگیا...... اس کے بعد اس عورت نے اسلام قبول کرلیا...... اور مسلمان ہوگئی...... اب بات سمجھیں......! کہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے...... کہ نبی مسلمانوں کے لئے باپ سے زیادہ باعزت ہوتا ہے...... ایسا ہے کہ نہیں......؟ اور پیغمبر کی بیوی مسلمانوں کے لئے کیا حیثیت رکھتی ہے......؟ ماں کی حیثیت رکھتی ہے...... قادیانی نے کہا کہ میرا نکاح اس کے ساتھ عرش پر ہو چکا ہے...... مرزا قادیانی، قادیانیوں کا ہوا باپ اور یہ ان کی ماں بن گئی...... قادیانیوں کی ماں کو لے گیا تھا...... سلطان احمد پٹنے والا، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بڑا عجیب جملہ کہتے تھے...... کہ لوگ بھی کتنے پاگل ہیں...... پڑھے لکھے ہو کر جاہل بن جاتے ہیں...... دیکھیں! غلام احمد اس بے ایمان کا نام...... سلطان احمد اس آدمی کا نام جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہوا...... محمدی بیگم اس عورت کا نام تھا...... آپ لوگ سمجھدار بیٹھے ہیں...... غلام احمد میں احمد حضورؐ کا نام ہے...... احمد نکال لیں...... کہ حضورؐ کا نام اس ملعون کے ساتھ نہ رہے...... سلطان احمد میں احمد حضورؐ کا نام ہے...... علیحدہ کرو...... ! محمدی بیگم میں لفظ محمد حضور کا نام ہے...... اس کو علیحدہ کردو...... تو باقی تین چیزیں بچ جائیں گی...... سلطان احمد میں سلطان رہ جائے گا...... اور غلام احمد میں غلام رہ جائے گا...... بیگم سلطان اور غلام ایمانداری سے بتائیں...... کہ بیگمات سلطانوں کی ہوتی ہیں...... یا غلاموں کی......؟ اگر آپ کسی بڑے آدمی کے ملازم ہوں...... تو اس کی بیوی کو ادب سے بیگم صاحبہ کہتے ہیں...... بیگم سلطان کی ہوتی ہے...... غلام کی نہیں...... اس بے وقوف کے ذہن میں یہ بات کیسے آگئی تھی...... کہ یہ میری بیوی بنے گی......؟ اس بیگم نے تو سلطان کے پاس جانا تھا

(آمین) وما علینا الا البلاغ المبین

سیرتِ مصطفیٰ اور سورت ''والضحیٰ''

(حصہ اول)

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ ...... بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاہِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ الِلّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... والضحی ......والیل اذا سجیٰ...... ماودعک ربک وما قلیٰ...... وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ......ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ...... الم یجدک یتیماً فاویٰ ......و وجدک ضآلاً فھدیٰ...... ووجدک عائلاً فاغنیٰ...... فاما الیتیم فلا تقھر ......واما السائل فلا تنھر ......واما بنعمۃ ربک فحدث ......قال النبی صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلم انما انا رحمت مھداۃ......(۱) وقال رسول اللّٰہ انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمۃ......(۲)وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ تعالیٰ بعثنی رحمۃ للعالمین...... وامرنی ربی بمحق المعازف والمز امیروالاوثان والصلیب وامرالجاھلیۃ ......(۳)او کماقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم..... صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

---

(۱) انوار البیان ص ۱۷۱ ج ٦ عن ابی ھریرۃؓ/ معارف القرآن (۲) مشکوٰۃ ص ۵۱۹ ج ۲ / صحیح مسلم ص ج ۲۵٤ ج ۲ (۳) انوارالبیان ص ۱۷۲ ج ٦ ۔

تمہید:

واجب الاحترام...... دوستو اور بھائیو......! آج کے جمعۃ المبارک کے اس خطبہ میں سورۃ والضحیٰ تلاوت کی ہے...... اس سورۃ کا ایک نام تو یہی سورۃ والضحیٰ ہے...... اور ایک نام اس سورۃ کا سورۃ النبیؐ ہے...... کہ اس سورۃ میں جناب نبی اکرم ﷺ کو تسلی وتشفی دی گئی...... اور آپ کے فضائل ومراتب کو بیان کیا گیا...... اور قرآن مجید کی خاص طور پر وہ اہم آیات جن میں حضور ﷺ کے بعض فضائل ومناقب محاسن ومراتب کا تذکرہ ہے...... اور یہ سب کہ پورے کا پورا قرآن جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا نام ہے۔

• پورا قرآن حضور ﷺ کی سیرت:

قاری محمد طیبؒ نے نقل کیا...... کہ قرآن مجید کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیتیں درحقیقت حضور کی ۶۶۶۶ صفات ہیں۔

☆ قرآن میں جہاں اللہ کی ذات وصفات کا تذکرہ ہے...... وہاں حضور اکرم کے عقائد کا بیان ہے۔

☆ قرآن میں جہاں احکام کا تذکرہ ہے...... وہاں حضور ﷺ کی عملی زندگی کا اظہار ہے۔

☆ قرآن میں جہاں جنت کا تذکرہ ہے...... وہاں حضور ﷺ کی رضا وخوشی کا اظہار ہے

☆ قرآن میں جہاں جہنم کا تذکرہ ہے...... وہاں حضور ﷺ کے غم وغصہ کا اظہار ہے۔

☆ قرآن میں جہاں تعلق مع اللہ کا تذکرہ ہے...... وہ حضور ﷺ کی خلوت کی زندگی ہے

☆ قرآن میں جہاں مخلوق سے تعلق کا تذکرہ ہے...... وہ حضور ﷺ کی جلوت کی زندگی ہے

گویا اگر پیغمبر کی سیرت کو پڑھنا چاہتے ہو...... تو "الحمد" سے "والناس" تک سارا قرآن پڑھتے جاؤ...... حضور ﷺ کی زندگی وسیرت ہے۔

سب سے بڑی سیرت ومنقبت کی کتاب:

دنیا میں سیرت کی بڑی کتابیں لکھی گئیں...... بڑے لوگوں نے سیرت پر کہا...... بہت سارے لوگوں نے فضائل ومناقب بیان کئے...... اشعار کہے...... نعتیں کہیں...... حضور ﷺ کے مناقب کو بیان کیا...... لیکن سب سے بڑی پیغمبر ﷺ کی سیرت ومنقبت کی کتاب "الحمد" سے لے کر "والناس" تک قرآن مجید ہے...... سورۃ "والضحی"...... جو آپ کے سامنے تلاوت کی ہے...... یہ "مکی" سورۃ ہے...... اس سورۃ کا ایک رکوع...... اس کی گیارہ آیتیں...... چالیس کلمے ایک سو بہتر اس سورۃ کے حروف ہیں۔

کچھ عرصہ کے لئے سلسلہ وحی کا بند ہونا:

علماء نے لکھا ہے...... کہ حضور ﷺ پر مکی زندگی میں ایک ایسا زمانہ آیا...... جس دوران کچھ عرصہ کے لئے اللہ کی طرف سے حضور ﷺ کے لئے وحی کی آمد بند ہوگئی...... وحی رک گئی...... ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے...... کہ حضور ﷺ کو دو دن متواتر بخار رہا...... آپ ﷺ کی طبیعت ناساز رہی...... حتیٰ کہ آپ ﷺ اپنے بستر سے اٹھ کر باہر نہ جا سکے...... کہ ایک خاتون جو حضور ﷺ کی دشمن تھی اور رحمت للعالمین ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی...... اس نے آکر حضور ﷺ کے سامنے ایک جملہ کہا...... کہ محمد ﷺ میں دیکھتی ہوں...... کہ تیرا شیطان اب تیرے پاس نہیں آتا...... اب وہ کہاں چلا گیا......؟(۱) (العیاذ باللّٰہ)

---

(۱) فتح الباری میں ہے کہ یہ عورت ابولہب کی بیوی ام جمیل تھی۔ انوار البیان ص ۴۱۲۔
صحیح بخاری میں الفاظ یہ ہیں۔ فجاءت امرأة فقالت ! یامحمد انی لارجوان یکون شیطانک قدتر کک لم ارہ قربک منذ لیلتین او ثلث فانزل اللہ والضحیٰ (صحیح بخاری ص ۷۳۹ ج۲) انقطاع وحی کی مدت میں مختلف اقوال ہیں۔
صاحب مظہری نے فرمایا کہ بغوی نے لکھا ہے کہ انقطاع وحی کی مدت کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں۔
• ابن جریج نے بارہ دن اور مقاتل نے چالیس دن کی تعین کی ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے دس، پندرہ اور اس سے زائد چالیس دن تک کے اقوال لکھے ہیں۔

کہ تم جو وحی لے کر ہمارے پاس آتے تھے...... ہمیں احکام بتاتے تھے اب دو دن گزر گئے وہ وحی نہ آئی...... وجہ کیا ہے......؟ حضور ﷺ کو اس کافرہ عورت نے یہ جملے کہے...... ادھر آپ کی طبیعت ناساز تھی...... آپ ﷺ بیمار تھے...... دل و دماغ پر ایک بوجھ پڑا۔

کفار کے طعنے اور سورۃ " والضحیٰ " کا نزول:

اللہ نے اس بوجھ کو ہٹانے کے لئے فوراً سورۃ "والضحیٰ" نازل کی...... کہ والضحیٰ والیل اذا سجی...... ما ودعك ربك وما قلی...... محبوب مجھے چاشت کے وقت کی قسم...... رات کے وقت کی قسم جب وہ ڈھل جائے...... ما ودعك ربك وما قلیٰ...... نہ آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑا ہے...... اور نہ اللہ آپ پر ناراض اور ناخوش ہیں......، بلکہ اللہ آپ سے راضی اور خوش ہیں...... اور پھر اس کے بعد حضور اکرم ﷺ پر اللہ کی طرف سے جو انعام و اکرام ہوئے ان کا تذکرہ کیا...... آخر میں کچھ احکامات کو بیان کیا اور بعض حضرات نے یہ لکھا ہے...... کہ کچھ لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کو یوں طعنے دینا شروع کیے کہ محمد ﷺ کا رب معاذ اللہ روٹھ گیا...... اللہ نے اب وحی بھیجنا بند کر دی...... اب خدا کا تعلق ختم ہو گیا ہے...... اب محمد معاذ اللہ یوں بھٹکے پھر رہے ہیں...... جب دنیا میں کفار مکہ مشرکین مکہ نے یہ کلمات کہے...... اللہ تعالیٰ نے فوراً سورۃ والضحیٰ، نازل کی۔

والضحیٰ...... والیل اذا سجی...... اب "ضحی" عربی میں چاشت کے وقت کو کہا جاتا ہے...... کہ جب سورج نکل کر کھل کر سامنے آ جائے......(۱)

---

(۱) حضرت قتادہؒ و مقاتلؒ کہتے ہیں کہ اس سے سورج چڑھنے کا وقت یعنی وقت چاشت مراد ہے۔ اور خصوصیت اس کی یہ ہے کہ ہر موسم میں اس وقت اعتدالی کیفیت رہتی ہے۔ ہر چیز روشن ہو جاتی ہے اور کمال نہار کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ تفسیر حقانی میں مختلف اقوال موجود ہیں۔

اس وقت سے لیکر زوال تک کے آنے سے پہلے سارا کا سارا وقت یہ چاشت کا وقت کہلاتا ہے۔اس وقت دو رکعت نماز نفل پڑھی جائے ...... چار رکعت نماز نفل پڑھی جائے ...... ایک سلام سے پڑھی جائے ...... یا دو سلاموں سے یہ حضور اکرم ﷺ کی سنت ہے ...... کہ اللہ پاک نے یہاں پہ دو قسمیں اُٹھائیں ...... ایک "والضحیٰ" ...... دوسری قسم "والیل اذا سجی" ...... "والضحی" کہہ کر کہا ...... اے پیغمبر ﷺ مجھے دن کی قسم ...... دن کے سویرے کی قسم ہے ...... چاشت کے وقت کی قسم ہے ...... والیل اذا سجیٰ ...... رات کی قسم جس وقت کہ وہ رات ڈھل جاتی ہے۔

علماء نے لکھا ہے ...... کہ اس دن سے مراد وہ دن ہے ...... جس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے ہم کلامی کی تھی ...... رات سے مراد حضور اکرم ﷺ کی معراج والی رات ہے ...... اور بعض علماء نے یہ لکھا ...... یہاں پر والضحیٰ سے وحی کی طرف اشارہ ہے ...... کہ محبوب جب ہم آپ کے پاس وحی بھیجتے ہیں اس میں بھی کوئی حکمت ہوتی ہے ...... والیل اذا سجیٰ ...... وحی کے رک جانے کو رات کے ساتھ تشبیہ دی ...... وحی آتی ہے دلوں کو منور کرتی ہے ...... روشن کر دیتی ہے ...... جیسے سورج دن کو روشن کر دیتا ہے ...... سورج آتا ہے پوری دنیا میں روشنی پھیل جاتی ہے ...... جب سورج چلا جاتا ہے ...... اندھیرا چھا جاتا ہے ...... اے پیغمبر ﷺ جب وحی آتی ہے ...... روشنی پھیل جاتی ہے ...... اور جب وحی رک جاتی ہے ...... تو واقعی وحی کا رکنا ایک اندھیرا ہے۔

رات دن کے تغیر و تبدل میں اللہ کی حکمت:

لیکن یہ بھی ایک قانون قدرت ہے قانونِ فطرت ہے ...... کہ دن بھی آتا ہے ...... رات بھی آتی ہے ...... دن اور رات تبدیل ہوتے رہتے ہیں ...... اگر مسلسل دن رہے لوگ اکتا جائیں ...... مسلسل رات رہے لوگ اکتا جائیں ...... دن کا آنا اور رات کا آنا ......

یہ دن اور رات کا پلٹنا اور تبدیل ہونا...... اللہ کی طرف سے حکمت ہے یہ عمل فال نہیں...... اس طریقہ سے...... اے پیغمبر ﷺ ہم ہی اسے بہتر جانتے ہیں...... کہ کبھی وحی کو عطا کرتے ہیں...... کبھی وحی کو روک دیتے ہیں...... کبھی احکامات بھیج دیتے ہیں...... کبھی کچھ دیر کے لئے روک دیتے ہیں۔

وحی کا بوجھ کے حاملین:

دوستو وحی کا بوجھ اتنا زبردست بوجھ ہوتا ہے...... ایک حدیث میں آتا ہے...... جب اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے پہلے حضرت جبرائیل کو احکامات دیکر حضور اکرم ﷺ کی طرف بھیجتے تھے...... تو جبرائیل اللہ سے وہ مقدس کلمات سنتے...... تو بے ہوش ہو جایا کرتے تھے...... پھر فرشتے آتے حاملین عرش فرشتے...... جبرائیل کو اٹھاتے اور یہ جملہ کہتے...... کہ ما ذا قال ربك......؟(۱) ''تیرے رب نے کیا کہا ہے''...... اور جبرائیل علیہ السلام کی اس بے ہوشی کے عالم میں یہ قوت نہ رہتی...... کہ کیا کہوں...... کہہ دیتے تھے...... کہ جو تیرے رب نے کہا ہے وہ حق اور سچ کہا ہے...... تو جبرائیل کی تو یہ کیفیت ہو جاتی تھی...... ایک روایت میں آتا ہے...... حضور ﷺ زید بن ثابتؓ کی ران پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے...... اس دوران جو وحی نازل ہوئی...... حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں...... کہ اتنا بوجھ مجھے محسوس ہوا...... کہ میرا گھٹنہ ٹوٹنے لگا......(۲) جب عام انسانوں کی یہ کیفیت ہے...... یقینی بات ہے کہ اس وحی کا زبردست بوجھ ہے یہ ایک پیغمبر ﷺ کی خصوصیت ہے کہ نبی اس بوجھ کو برداشت کرسکتا ہے۔

---

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم اللہ بالوحی سمع اهل السماء للسماء صلصلة کجرلسلسلة علی الصفا فیصعقون فلا یزالون کذالك حتی یاتیهم جبریل حتی اذا جاء جبریل فزع عن قلوبهم فیقولون یاجبریل ماذا قال ربك ؟ فیقول الحق فیقولون الحق الحق

(۲) ابوداود ص ۳۰٦ ج ۲ / کتاب التوحید لابن خزیمه طبع ریاض ۱۹۸۸ ء ص ۳٦۹ ج ۱ / الاحسان لترتیب صحیح ابن حبان ص ۲۲٦ ج ۱ بیروت / اصول اعتقاد اهل السنة لابی القاسم الالکائی ص ۳۲٦ ج ۲ طبع ریاض

اور کسی مائی کے لال کی یہ طاقت نہیں ......حتیٰ کہ نہ جبرائیل علیہ السلام برداشت کر سکے......نہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ برداشت کر سکے......نہ کوئی اور برداشت کر سکا...... یہ رحمت اللعالمین ﷺ کی خصوصیت ہے......اگر بالتسلسل یوں ہی "الحمد" سے لیکر "والناس" تک سارا قرآن مجید ایک ہی وقفے اور لمحے میں ایک ساتھ نازل ہو جاتا......تو اس کا بوجھ نا قابل برداشت ہوتا یہی وجہ ہے کہ وقفے وقفے سے قرآن مجید اترا۔

خدا کا محبوب خدا سے تعلق:

فرمایا...... والضحیٰ والیل اذا سجی ......''وحی جس وقت اترتی ہے اس سویرے اور روشنی کی قسم''......والیل اذا سجی ......''جس وقت ہم روک دیتے ہیں اس میں بھی کوئی حکمت ہے''......ضحی ......سویرے کی قسم......والیل اذا سجی ......''رات کی سیاہی کی قسم''۔

◉ بعض علماء نے بڑا باذوق معنیٰ لکھا ہے......کہ......والضحی ''محبوب مجھے آپ کے رخ زیبا کی قسم، آپ کی ان سیاہ زلفوں کی قسم......کہ جنکے سامنے رات کا اندھیرا بھی ماند پڑ جاتا ہے۔''

آپ کے رب کی معیت:

یہ دو قسمیں دن اور رات کی اٹھا کر......قرآن نے پیغمبر اسلام کو تسلی دیتے ہوئے کہا......ما ودعك ربك وما قلی!......'محبوب یہ غلط کہتے ہیں یہ بکواس کرتے ہیں......یہ کہتے ہیں......کہ محمد کے رب نے محمد کو چھوڑ دیا'' خدا ان سے ناراض ہو گیا (معاذاللہ)......اب خدا کا تعلق نبی کے ساتھ ختم ہو گیا نہیں......! آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑا نہیں۔ اللہ آپ سے ناراض نہیں......خدا آپ سے راضی ہیں......اللہ آپ سے خوش ہیں......اللہ

کی معیت آپ کے ساتھ ہے...... خدا کی رحمت آپ کے ساتھ ہے...... رہ گیا کہ ہم نے وحی کو کیوں روک لیا تھا...... اس میں جو حکمت تھی ہم ہی اس کو بہتر جانتے ہیں...... اس فلسفے کو بہتر سمجھتے ہیں......؟ جتنا عرصہ چاہا روک لیا...... اب جب چاہا تو پھر عطا کر دیا۔

پیغمبر ﷺ کی طرف لفظ مکروہ کی نسبت:

ما ودعك ربك وما قلى ...... یہاں ایک بات ذہن میں رکھئے......! اور وہ یہ ہے...... کہ قرآن مجید کی تفسیر عربی سے اردو کی طرف منتقل ہوئی ہے...... یہ ترجمہ سب سے پہلے شاہ ولی اللہ کے خاندان میں شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالغنی ان لوگوں نے قرآن مجید کی اردو کی تفسیریں لکھیں...... بعد میں آنیوالے علماء نے جنہوں نے مذہبی اختلاف کی بنیاد پر دیوبندی، بریلوی بزرگوں نے بڑی تفسیریں لکھیں...... لیکن عام طور پر جب کسی آدمی کو یہ کہا جائے...... کہ جناب! قرآن مجید کو سمجھا کرو...... قرآن مجید پڑھا کرو...... تو جواب یہ دیا جاتا ہے...... کہ جی کس مولوی کا لکھا ہوا ترجمہ پڑھیں...... کس کے قرآن کا مطالعہ کریں...... ہر آدمی اپنی تشریح بیان کرتا ہے...... اس کا جواب آپ کو بتانا چاہتا ہوں...... کہ آپ یہ دیکھیں......! اپنے گھروں میں شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالغنی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان کے ان شہزادوں کے تراجم اپنے پاس رکھیں...... یہ امت مسلمہ کے وہ معروف ترین اور برگزیدہ پسندیدہ ترین بزرگ ہیں...... جنہیں دیوبندی، بریلوی، تمام مکاتب فکر کے علماء ان کو اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں...... جن کا ترجمہ ان کے ترجموں سے ملتا جلتا ہے اس کو تسلیم کر لیا جائے اور جن کا ترجمہ اس ترجمہ سے ٹکرائے یہ سمجھ لو...... کہ اس نے اس ترجمہ میں اپنی طرف سے کوئی تحریف کی ہے...... اسی آیت کے ترجمہ میں...... ما ودعك ربك وما قلى ...... "آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑا نہیں" ...... وما قلى ...... اور اللہ آپ سے ناراض نہیں اللہ آپ سے ناخوش نہیں......

بلکہ خدا آپ سے راضی ہیں......شاہ عبدالقادر کا یہ ترجمہ ہے......مولانا عبدالحق حقانی جو مؤلف ہے تفسیر حقانی کا انکا یہ ترجمہ ہے شیخ الہندؒ کا اور دیگر علماء کرام کا یہ ترجمہ ہے......

لیکن انڈیا میں ایک مولانا گذرے ہیں......جن کا نام مناسب نہیں سمجھتا انہوں نے ان کا ترجمہ لکھتے ہوئے......ما ودعك ربك وما قلٰی......آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا اور...... "وما قلٰی" نہ آپ کو مکروہ جانا......(العیاذ باللہ)......اب پیغمبر کی طرف لفظِ مکروہ کی نسبت یہ حضورﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہے......آپ اس کو یوں سمجھ لیں......! کہ جیسے میں کسی کی تعریف کرتے ہوئے یوں کہوں......کہ یہ بہت شریف آدمی ہے......یہ بہت اچھے آدمی ہیں......یہ نہایت ہی لائق آدمی ہیں......یہ نیک آدمی ہیں......یہ ذمہ دار ہیں......یہ تہجد گذار ہیں......یہ بڑے صوفی ہیں......یہ بڑے عارف باللہ ہیں......یہ تعریف کا ایک انداز ہے......اور یہ بھی انداز ہے......کہ کسی کے متعلق کہا جائے......جی فلاں صاحب آوارہ نہیں......یہ بدمعاش نہیں......یہ لوفر نہیں......یہ لفنگا نہیں......یہ احمق نہیں......یہ بھی ایک انداز ہے......لیکن ہر سلجھا ہوا انسان ہر شریف النفس انسان ہر اچھا آدمی یہ سمجھتا ہے......کہ تعریف کا وہ پہلو اچھا تھا......جس میں اچھے الفاظ استعمال ہوئے......یہ پہلو اچھا نہیں ایک معنٰی یہ ہے......کہ اللہ نے آپ کو چھوڑا نہیں......اور اللہ آپ سے ناراض نہیں ہوئے......اور ایک ترجمہ یہ کیا جائے......کہ خدا نے آپ کو مکروہ نہیں جانا......یہ لفظ مکروہ کی نسبت حضورﷺ کی شان کی طرف بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔

مکی دور مشکلات اور مدنی دور فتوحات کا حامل:

بہر کیف قرآن مجید نے آقائے نامدار کو تسلی دیتے ہوئے کہا......کہ محبوب جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں یہ غلط کہہ رہے ہیں......ہم نے آپ کو چھوڑا نہیں ہم آپ سے ناراض نہیں ہوئے......بلکہ رضا کا اظہار کرتے ہیں......فرمایا کہ......ما ودعك ربك وما قلٰی......

ولـلآخرة خیر لك من الاولیٰ...... کہ اتنے عرصے سے ہم نے وحی کو بند کیسے رکھا اب پھر وحی کو جاری کر دیا ہے۔

کافروں کی باتوں سے دل برداشتہ:

اسلئے......ولـلآخرة خیرلك من الاولیٰ ......ہر آنیوالی گھڑی آپ کے لئے گزری ہوئی گھڑی سے بہتر ہے...... بعد میں آنیوالا وقت پہلے والے وقت سے بہتر ہے ......اس لئے کہ ایک تو مکی زندگی کا دور ہے......اس میں مصائب ومشکلات ہیں......آپکے لئے تکلیفوں کا زمانہ ہے......ایک مدنی زمانہ آئے گا جس میں فتوحات ہوں گی......انقلاب کا زمانہ ہوگا چاردانگِ عالم میں دین اسلام پھیلے گا......ایک ابتدائی عوائل کا دور ہے...... جس میں مصائب ومشکلات کا سامنا ہے......ایک آخر وقت کا زمانہ ہے......جس میں فتوحات کے دروازے کھلتے ہیں......ولـلآخرة خیر لك من الاولیٰ......اور بعض علماء نے لکھا ہے......کہ اس سے مراد دنیا اور آخرت کی زندگی کا تفاوت ہے......کہ محبوب گھبرانے کی بات نہیں...... یہ لوگ یہاں آپ کو مختلف قسم کی باتیں کہتے ہیں...... یہ کہتے ہیں کہ خدا نے نبی کو چھوڑ دیا...... یہ کہتے ہیں...... کہ خدا اس سے روٹھ گیا......اس قسم کی باتیں سن کر آپ دل برداشتہ نہ ہوں...... پریشان نہ ہوں......ان کو کہنے دیجئے۔

ولـلآخرة خیر لك من الاولیٰ......جو آخرت میں آپ پہ انعام آنے والے ہیں......آپ کو اکرام عطا ہونے والے ہیں......آپ کو حوض کوثر ملنے والا ہے......آپ کو شفاعتِ کبریٰ عطا ہونے والی ہے......آپ کو مقام محمود ملنے والا ہے......اللہ کے قرب کی منزلیں جو عطا ہوں گی......ولـلآخرة خیر لك من الاولیٰ......وہ اس دنیا کی ان باتوں سے ہزار درجے بہتر ہے...... ہم آپ کو اتنے اونچے مقام عطا کریں گے...... کہ جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا......ولـلآخرة خیر لك من الاولیٰ......اور بعض علماء نے یہ لکھا

ہے...... کہ ہر گھڑی کے بعد جب دوسری گھڑی آتی ہے...... تو وہ پہلی کی نسبت زیادہ ارفع و افضل ہوگی...... اے پیغمبر آپ کے لئے اور پھر باذوق علماء کرام کا ترجمہ اس میں یہ بھی ہے ...... کہ جیسے عربی میں ایک ضرب المثل ہے...... کہ...... حسنات الابرار سیئاتُ المقربین ...... کہ عام لوگوں کی نیکیاں جو مقربین حضرات ہیں...... ان کے ہاں وہ نیکی بھی گناہ کا درجہ تصور کی جاتی ہے...... مثلاً ایک عام آدمی ہے...... وہ صرف فرائض اور سنتوں پر گزارا کرتا ہے...... اور ایک عارف باللہ اور ولی آدمی ہے...... اگر اس سے نفل بھی چھوٹ جائے ...... تو وہ اس کو بہت بڑا جرم تصور کرتا ہے...... ایک آدمی کی یہ کیفیت ہے...... کہ وہ چلتے پھرتے بازار میں کھاتا ہے...... کوئی شخص اس کو طعنہ نہیں دیتا...... اور اگر کوئی اچھا شریف آدمی چلتے ہوئے...... کہیں کھڑا ہو جائے ...... کوئی داڑھی والا صوفی صاحب، کوئی مولوی صاحب، عالم صاحب، کسی جگہ پر کسی ریڑھی والے کے سامنے کھڑے ہو کر کھا رہے ہوں...... تو لوگ کہیں گے...... کہ مولوی کو شرم نہیں آتی ...... کہ کھڑے ہو کر کھا رہا ہے...... تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے...... کہ بعض ایسی باتیں جو عام لوگوں میں عیب تصور نہیں کی جاتیں...... لیکن ان جیسی شخصیتوں کے لئے جو مہتم ہوں...... جو عظمت والے ہوں...... وہ اپنے لئے اچھا نہیں تصور کرتے۔

قیامت کے دن محبوب کی رضا:

قرآن کہتا ہے...... وللآخرة خیر لك من الاولی!...... محبوب یہ ابتدائی مراحل جو آپ کو دشوار محسوس ہو رہے ہیں...... جن میں آپ تنگی محسوس کر رہے ہیں...... جن میں آپ کو حالات کا مقابلہ کرنا پڑا ہے...... جن میں آپ کو مشرکین مکہ سے تقابل کرنا پڑا ہے ...... جن میں ان لوگوں کے طعنے اور صدمے آپ کو سہنے پڑے ہیں...... وللآخرة خیر لك من الاولی!...... اس کے بعد جو منزلیں آنے والی ہیں...... اس کے بعد جو رفعتیں آپ کو عطا

ہونے والی ہیں...... اس کے بعد جو آپ کو عظمتیں اور بلندیاں ملنے والی ہیں...... وہ اس سے کروڑ درجہ افضل و بہتر ہیں...... ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ...... یہ جملہ کہہ کر قرآن نے حضور کی اس انداز میں دل جوئی کی...... کہ محبوب گھبرانے کی بات نہیں...... کل قیامت کے دن خدا آپ کو اس قدر عطا کریں گے...... کہ آپ راضی ہو جائیں گے...... جب تک آپ راضی نہ ہوں گے خدا عطا کرتے جائیں گے...... آپ لیتے جائیں گے۔

تمام انبیاء پر چھ چیزوں میں حضور ﷺ کو فضیلت:

اس لئے رحمۃ للعالمین نے خود ارشاد فرمایا...... فضلت علی الانبیاء بست...... ''اللہ نے مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت عطا کی'' ...... فرمایا...... أعطیت جوامع الکلم...... ''اللہ نے مجھے جامع کلمات عطا کئے'' ...... ونصرت بالرعب...... ''اللہ نے میری نگاہ میں امتیازی رعب رکھا'' ...... واحلت لی الغنائم...... ''میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا'' ...... وجعلت لی الارض طھوراً ومسجدا...... ''روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا'' ...... وارسلت الی الخلق کافۃ...... ''مجھے قیامت تک آنے والی تمام مخلوق کی طرف رسول و نبی بنا کر بھیجا گیا ہے'' ...... ختم بی النبیون...... ''میرے سر پہ ختم نبوت کا تاج رکھا'' ......(۱)

حضور ﷺ کو انعامات کثیرہ:

تو یہ حضور ﷺ کے وہ محاسن ومناقب ہیں...... جو اللہ نے اس دنیا میں عطا کئے ...... اور قرآن کہتا ہے...... ولسوف یعطیك ربك فترضی...... ''محبوب کچھ وہاں آگے چل کر عطا کریں گے...... کہ وہاں آپ کو حوض کوثر ملے گا۔

---

(۱) صحیح مسلم ص ۱۹۹ ج ۱ / مشکوۃ ص ۵۱۲ ج ۲

وہاں آپ کو انعامات کثیر ملیں گے...... وہاں آپ کی امت تمام امتوں سے زیادہ ہوگی...... آپ کو نہر کوثر ملے گی...... وہاں آپ کو مقام محمود عطا ہوگا...... وہاں آپ کو شفاعت کبریٰ ملے گی...... وہاں آپ اپنی امت کی سفارش کریں گے...... وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا۔

حدیث میں آتا ہے...... آقا ارشاد فرماتے ہیں...... کہ کل قیامت کے دن میں بھی اپنے پروردگار سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا...... جب تک میں اپنی امت کا آخری فرد جس نے سچے دل سے کلمہ...... ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ......' پڑھ کر ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا...... جب تک میں جہنم کی آگ سے نکلوا کر جنت میں نہیں بھجواؤں گا...... اس وقت تک میں بھی اپنے رب سے راضی نہیں ہونگا...... قرآن مجید نے بتایا کہ...... ولسوف یعطیك ربك فترضی ...... ''محبوب اس قدر دیں گے...... کہ آپ راضی ہو جائیں گے...... اس سے جو پہلی سورۃ ہے...... 'سورۃ والیل......' اس کا ایک نام علماء کرام نے...... سورۂ ابوبکر صدیقؓ بھی رکھا ہے...... کہ اس میں قرآن نے کہا ہے...... ولسوف یرضی ...... پیغمبر ہم آپ کے صدیق کو دیں گے...... وہ بھی راضی ہو جائے گا اور...... ولسوف یعطیك ربك فترضی ...... ''محبوب ہم آپ کو بھی اس قدر دیں گے...... کہ آپ بھی راضی ہو جائیں گے...... اور یہاں لفظ رب بھی بتا رہا ہے...... کہ رب کہتے ہی اسی کو ہیں...... جو ہر مشکل میں کام آئے...... جو ہر مصیبت میں کام آئے...... جو بتدریج تربیت کرے...... آہستہ آہستہ پالے اور پوسے...... جو کسی حال میں اپنے بندے کو یوں نہ چھوڑ دے...... فرمایا کہ میں آپ کو اس قدر دوں گا...... کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

تسلی دینے کے لئے اللہ کے تین وعدے:

یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تسلی دینے کے لئے تین وعدے کئے...... آئندہ آنے

والی زندگی میں یہ دووعدے کہ ایک...... خیر لك من الاولی...... محبوب اگلی زندگی آپ کے لئے اس زندگی سے زیادہ بہتر ہے کہا...... ولسوف یعطیك ربك فترضی...... محبوب جو کچھ ہم عطا کریں گے...... اس دنیا سے کروڑ ہا درجہ وہ افضل اور بہتر ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت اور اللہ کے سہارے:

اب قرآن مجید نے حضور پر تین احسان اور بتائے...... اور یہ وہ ہیں کہ حضور جن مراحل سے گذر چکے...... ابتدائی دور سے گذرے...... قرآن مجید نے کہا...... الم یجدك یتیماً فاویٰ۔ ووجدك ضالاً فهدی۔ ووجدك عائلاً فاغنی...... ''محبوب یہ جو کہتے ہیں...... کہ محمد کے رب نے محمد ﷺ کو چھوڑ دیا ہے، یہ غلط کہتے ہیں...... کیونکہ جب آپ یتیم تھے تو سہارے ہم نے دیئے...... جس خدا نے آپ کو یتیمی کے عالم میں نہیں چھوڑا اس وقت جب سہارے دینے کی ضرورت تھی...... اس وقت ہم نے آپ کو سہارے دیئے...... اب جب آپ کو نبوت سے مالا مال کر دیا...... اب ہم آپ کو چھوڑ دیں گے...... لم یجدك یتیماً فاوی ''جب آپ ﷺ یتیم تھے...... اس وقت ہم نے آپ کو سہارے دیئے...... علماء نے لکھا ہے...... کہ حضور ﷺ کے یتیم پیدا ہونے میں...... اللہ کی طرف سے یہی حکمت تھی...... کہ عام طور پر دنیا میں یہ بات کہی جاتی ہے...... کہ جی باپ کے بعد اگر بیٹا کسی منصب و معیار کو پہنچے...... تو کہا جاتا ہے کہ اس کے باپ نے بڑی محنت کی ہے...... اپنے بیٹے کو پڑھایا ہے...... اپنے بیٹے کو نوکری دلوائی ہے...... اپنے بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلوائی ہے...... اپنے بیٹے کو فلاں منصب تک پہنچایا ہے...... کل کو دنیا یہ نہ کہے...... کہ شاید ''محمد رسول اللہ'' کی نبوت عبداللہ کے سہارے چمکی ہے...... محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت آمنہ کے سہارے چمکی ہے...... محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت...... عبدالمطلب کے سہارے یہ چمکی ہے...... ارشاد فرمایا...... الم یجدك یتیماً فاوی...... آنے سے پہلے باپ کو جدا کر دیا...... ابھی چھ سال کی عمر تھی...... ماں کو جدا

کر دیا...... ابھی آٹھ سال کی عمر تھی ...... دادا کو جدا کر دیا ...... سارے سہارے چھین کر اشارے کر کے بتایا...... کہ محبوب تیری نبوت کا چرچہ تیری نبوت کا پرچم چہار دانگ عالم کے اندر نہ عبدالمطلب کی وساطت سے پھیلے گا...... نہ اماں آمنہ کے سہارے پہ چلے گا نہ آپ کے ابا عبداللہ کے سہارے پہ چلے گی...... نبوت چلے گی تو فقط اللہ کے سہارے چلے گی۔

پوری کائنات کے سائبان:

الم یجدك یتیماً فاوی ...... کیا ہم نے آپ ﷺ کو یتیمی کے عالم میں سہارے نہیں دیئے...... ایک عجیب فارسی کا شعر ہے...... وہ کہتا ہے...... کہ آقا ﷺ ہیں تو اُمی، اب اُمی اس کو کہتے ہیں...... کہ جس کا دنیا میں کوئی استاد نہ ہو...... کسی کے سامنے وہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھا نہ ہو...... اور اس نے سبق نہ لئے ہوں...... کہتا ہے کہ ہیں تو اُمی، لیکن کائنات کی گھتلی سمجھا رہے ہیں...... بے سایہ سائبان عالم خود بے سایہ ہیں...... آنے سے پہلے باپ کا سایہ اٹھ گیا...... بچپنی میں اماں کا سایہ اٹھ گیا...... پھر دادے کا سایہ اٹھ گیا...... سارے سائے ختم ہو گئے...... اس حالت کے باوجود پوری کائنات کے سائبان ہیں۔

محبوب ﷺ کو یتیمی میں سہارے:

الم یجدك یتیماً فاوی ...... اور یتیم کا ایک معنی مفرد کا بھی ہے...... کہ محبوب ﷺ آپ اکیلے تھے...... آپ تنہا تھے...... آپ بالکل علیحدہ تھے...... ایک ہی تو تھے آپ اپنے ماں باپ کے اس حالت میں ہم نے آپ کو سہارے دیئے تھے...... اور پھر اس میں یہ حکمت تھی...... کہ کل دنیا میں جب نبوت کا چرچا ہوگا...... پوری دنیا میں حضور اکرم ﷺ کی نبوت پھیلے گی...... دنیا یہ نہ کہے کہ خاندان اور برادری کی بیس پر اس لئے محبوب ہم نے آپ ﷺ کو یتیم کیا ہے...... کہ آپ کل یہ نہ سوچیں...... جب میدان اُحد میں کھڑے ہوں گے

۔۔۔۔۔تو اس وقت اب کو کیسے یاد کریں گے۔۔۔۔۔کہا جب تبوک میں ہوں گے۔۔۔۔۔اب کو کیسے بلائیں گے۔۔۔۔۔جب خندق میں ہوں گے۔۔۔۔۔اب کو کیسے یاد کریں گے۔۔۔۔۔کل جب بدر کے میدان میں ہوں گے۔۔۔۔۔اپنے والد کو کیسے یاد کرو گے۔۔۔۔۔کل جب فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر شریعتِ اسلام کا چرچا کرنا ہوگا۔۔۔۔۔اس وقت والد کو کیسے یاد کرو گے۔۔۔۔۔الم یجدك یتیماً فاوی۔۔۔۔۔جب ان مقامات پر آپ کے والد نے آپ کا ساتھ نہیں دیا۔۔۔۔۔اس وقت اللہ کی مدد شامل حال ہوگی۔۔۔۔۔محبوب اس بچپنی کے عالم میں ہم نے آپ کو سہارے دیئے۔۔۔۔۔اب ہم آپ کو کیسے چھوڑ دینگے۔۔۔۔۔ہم نے آپ کو چھوڑا نہیں۔۔۔۔۔ہم آپ ﷺ سے ناراض نہیں ہوئے۔۔۔۔۔ہم آپ ﷺ سے خوش ہیں۔۔۔۔۔اور ہماری مدد آپ ﷺ کے ساتھ ہے۔۔۔۔۔سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں۔۔۔۔۔کہ رحمۃ للعالمین کی جب ولادت باسعادت ہوئی۔۔۔۔۔میں نے بچہ کو دیکھا۔۔۔۔۔دل بھر آیا۔۔۔۔۔جی بہت خوش ہوا۔۔۔۔۔کہ بچہ بہت حسین ہے۔۔۔۔۔بڑا ماہ جبین ہے۔۔۔۔۔نہایت ہی نازنین ہے۔۔۔۔۔نہایت ہی دلنشین ہے۔۔۔۔۔رحمۃ للعالمین ﷺ کو دیکھ کر کہتی ہیں۔۔۔۔۔کہ میں بڑی مسرور ہوئی۔۔۔۔۔لیکن ایک دم فرطِ غم میں بھر گئی۔۔۔۔۔آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔۔طبیعت تھوڑی سی مچل گئی۔۔۔۔۔سوچنے لگی کہ کاش آج بچہ ہے۔۔۔۔۔لیکن ابا عبداللہ دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔۔۔۔۔باپ نہیں بچہ یتیم ہے۔۔۔۔۔اس کے ابا ہوتے کتنے خوش ہوتے۔۔۔۔۔ابا ہوتے اس کے لیے کھلونے لے کر آتے۔۔۔۔۔آج عبد اللہ ہوتے اس کے لیے سامان مہیا کرتے۔۔۔۔۔آج عبداللہ ہوتے اس کے لیے کپڑے لے کر آتے۔۔۔۔۔آج عبداللہ ہوتے اسے کندھوں پر بٹھاتے باہر جا کر سیر کراتے۔۔۔۔۔آج عبد اللہ ہوتے اپنے بیٹے کا چرچا کرتے۔۔۔۔۔آج عبد اللہ ہوتے نہ جانے کتنی خوشیاں مناتے۔۔۔۔۔کہتی ہیں۔۔۔۔۔کہ یہ سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔کہ غائب سے ندا آئی۔۔۔۔۔کہ آمنہ تجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔الم یجدك یتیماً فاوی۔۔۔۔۔اس یتیم کو سہارے ہم نے دیئے

ہیں...... تیرے یتیم کو اگر سونے کی ضرورت پڑے گی حطیمِ کعبہ میں میٹھی نیند کر دوں گا۔

☆ تیرے یتیم کو اگر کھلونے کی ضرورت پڑی......تو انگلی کے اشارے سے چاند کو رقص کرا دوں گا۔

☆ تیرے یتیم کو اگر لباس کی ضرورت پڑے گی...... اعلیٰ قسم کی لباس پہنا دوں گا۔

☆ تیرے یتیم کو اگر سیر کی ضرورت پڑے گی دنیا زمین پہ سیر کرتی ہے...... محمد ﷺ کو عرشِ بریں پر سیر کرا دوں گا...... الم یجدک یتیماً فاوٰی ...... یتیمی میں ہم نے سہارے دیئے ہیں...... محبوب ﷺ اس وقت ہم نے آپ کو نہیں چھوڑا آج ہم آپ کو کیسے چھوڑ دیں گے......؟ یہ لوگ غلط کہتے ہیں...... کہ معاذ اللہ محمد ﷺ کا خدا محمد ﷺ سے روٹھ گیا ہے۔

عربی زبان میں لفظ ''ضال'' کے مختلف معانی:

ووجدک ضالا فھدیٰ......اور یہ دوسرا جملہ کہہ کر ایک دوسرے احسان کی طرف اشارہ کیا...... کہ محبوب ﷺ جس وقت آپ حیران تھے...... پیارے جس وقت آپ اللہ کی محبت میں گم تھے...... محبوب جس وقت آپ ہدایت کے متلاشی تھے...... اس وقت ہم نے آپ کے سر پر نبوت کا تاج رکھ کر کائنات کا وارث بنا دیا...... عربی زبان میں لفظ ''ضال'' مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے...... عام طور پر یہ اس آدمی کے لیے استعمال ہوتا ہے...... جو راہ چلتے بھول جاتے ہیں...... اور راستے کا پتہ نہ چلے اس لیے آدمی کو کہا جاتا ہے'' گمراہ'' ایک لفظ ہوتا ہے گمراہ، جس کے معنیٰ ہوتے ہیں بے دین، بے راہ روی کا شکار ہونا...... ایک اور گمراہ یعنی راستہ بھول جانے والا...... تو اس کی نسبت جب پیغمبر ﷺ کی طرف ہوگی تو یہاں نہ گمراہی کا معنیٰ ہوگا نہ گمراہ کا بلکہ یہ معنیٰ ہوگا...... کہ آپ اس وقت حیران تھے...... اپنی امت کے متعلق پریشان تھے...... لوگوں کو جب بے دینی کی طرف دیکھتے تھے...... ان کو بتوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھتے تھے...... ان کی بے راہ روی کی کیفیتوں کو دیکھتے تھے...... آپ ﷺ ہر وقت سوچتے تھے...... اس

امت کا کیا بنے گا......؟ یہ لوگ ہدایت کی راہ پر کیسے آئیں گے......؟ ایک خدا کی پوجا کیسے کرینگے......؟ ایک خالق کے دروازے پر کیسے جھکیں گے......؟ آپ ﷺ اپنی زبان سے کچھ اس لئے نہیں بولتے تھے......کہ...... وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ...... جب تک خدا کی طرف سے پیغام نہ آئے...... جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نہ آئے......آپ ﷺ کو آ کر حکم نہ سنائے...... آپ ﷺ کیسے کسی کو کہہ دیں...... کہ میاں ایک خدا کی عبادت کرو...... محبوب جب آپؐ اپنی امت کے متعلق سوچ رہے تھے......تو ہم نے جبرائیل کے واسطے سے نبوت عطا کر کے ھدایت کی راہ کھول دی...... اور ایک معنی یہ ہے......کہ ووجدک ضآلاً فھدیٰ......کہ محبوب ہم نے آپ ﷺ کو اپنے رب کی ملاقات کے اشتیاق کے لئے گم پایا...... محو پایا ہر وقت آپ سوچتے تھے...... فھدیٰ ہم نے پھر معراج کی رات آپ کو بلوا کر اپنی ملاقات کا شرف عطا کر دیا...... علماء نے لکھا ہے...... تفسیر حقانی میں بھی اس کو نقل کیا ہے...... ابن کثیر نے بھی ایک واقعہ نقل کیا ہے...... کہ اس آیت کا اشارہ حضور کی نبوت کی زندگی کی طرف ہے...... بلکہ بچپنی میں ایک واقعہ آتا ہے...... کہ حضور اکرم ﷺ اپنے گھر سے باہر جیسے بچے کھیلتے ہوئے اپنے گھر سے باہر نکل جاتے ہیں...... گلیوں میں آقا ﷺ گذرتے ہوئے مکہ سے جب باہر نکل گئے...... تو آپ راستہ بھول گئے...... کہ اب واپس اپنے گھر کہاں سے جایا جائے...... چھوٹی سی عمر تھی...... بچپنی کا دور تھا...... سات آٹھ سال کے ہوں گے...... ابو جہل باہر کہیں تھا...... آ رہا تھا...... اپنی اونٹنی پر سوار آ کر قریب ہو کر دیکھا...... کہ یہ حسین چمکتا ہوا چہرہ میرا بھتیجا محمد رسول اللہ ﷺ ہے...... اس نے حضور ﷺ کو پکڑ کر اپنی اونٹنی پر پچھلی طرف بٹھایا...... اور بٹھانے کے بعد اونٹنی کو اٹھایا...... جب دو تین مرتبہ اس نے اونٹنی کو اٹھایا...... اور مارا تو اونٹنی نہ اٹھی...... غائب کی طرف سے ایک ندا آئی...... کسی آواز دینے والے نے آواز دی...... کہ اے ظالم!

اس شخص کو پیچھے بٹھا رہا ہے...... جسے خدا نے سارے انبیاء کا امام بنایا ہے...... جو پوری کائنات کا سردار بننے والا ہے...... آج وہ تیرے پیچھے بیٹھے اور اونٹنی چلنے لگے...... یہ ناممکن بات ہے...... تو اس نے حضور ﷺ کو اٹھایا اور اپنے سامنے جھولی میں آگے بٹھایا...... تو اونٹنی اٹھ کر چل کھڑی ہوئی...... پھر آ کر عبدالمطلب کو کہتا ہے...... کہ تیرا پوتا پتہ نہیں...... کیا گل کھلائے گا...... یہ تو عجیب سی بات ہے...... کہ آج جب میں نے اس کو بٹھایا پچھلی طرف...... تو اونٹنی نہ اٹھی اور جب میں نے یہ آواز سنی...... پھر جب میں نے اسے آگے بٹھایا اونٹنی چلنا شروع ہوگئی......(۱) اشارہ اس طرف کیا...... کہ...... ووجدک ضالاً فھدیٰ ...... محبوب جب آپ ﷺ مکہ کی گلیوں سے باہر نکل گئے تھے...... ہم نے آپ ﷺ کو ہدایت کی راہ اس انداز سے دی...... کہ ابوجہل کافر کے پیچھے نہیں...... بٹھایا بلکہ آگے بٹھا کر اس بچپنی کے عالم میں بھی...... آپؐ اس کے ھادی بنے تھے...... اس کے رہبر بنے تھے...... آگے بیٹھے تھے...... آپ پھر آئے تھے...... اس مقام پر اپنے گھر پر پہنچے تھے...... بچپنی میں ہم نے آپؐ کو یوں نہیں چھوڑا...... ابوجہل کے حوالے نہیں کیا۔

جوانی میں آپ کے لئے ہدایت کی شمعیں:

تو آج یہ کیسے ہوسکتا ہے...... کہ...... ما ودعک ربک وما قلیٰ ...... اب اس حالت میں خدا آپ کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں...... خدا نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ خدا اب چھوڑیں گے...... انسان کی زندگی کی تین منزلیں ہوتی ہیں...... بچپنی کا دور ہوتا ہے...... اپنی جوانی اور شباب کا زمانہ ہوتا ہے...... اور ایک منزل وہ ہوتی ہے...... جب آدمی کے گھریلو معاملات شروع ہوجائیں...... جب بیوی بچے آجائیں تو اس وقت معاش کی فکر ہوتی ہے

---

(۱) درسِ تفسیر ص ۲۷۸ مطبوعہ مکتبۃ الحسن لاہور

کھانے پینے کی فکر ہوتی ہے...... معاملاتی زندگی کی فکر ہوتی ہے...... پھر اس وقت آدمی کو گھر باہر کی سوچ آتی ہے...... کہ اب گذارا کیسے ہوگا...... قرآن نے کہا...... ووجدك ضالاً فهدیٰ...... جب آپ بچپن کی زندگی میں تھے...... لڑکپن کے عالم میں تھے...... محبوب اس وقت ہم نے آپ کو سہارے دیئے...... پھر جب آپ جوانی کے عالم میں آئے...... اور عام طور پر نوجوان اپنی جوانیاں کھو بیٹھتے ہیں...... غلط کاموں میں غلط داؤ لگا بیٹھتے ہیں...... محبوب اس وقت ہم نے آپؐ کے لئے ہدایت کی مشعلیں کھول دیں...... آپؐ کے سر پر نبوت کا تاج رکھ کے کائنات کا سردار بنا دیا...... اس کے بعد تیسرا مرحلہ آیا...... ازدواجی زندگی کا دور آیا...... معاملات کا زمانہ آیا...... لین دین کا دور آیا...... اس وقت بھی ہم نے آپ سے کسی کے سامنے دستِ سوال نہ پھیلوایا...... کسی سے سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑی...... کسی سے مانگنے کی ضرورت نہ پڑی۔

رسول خدا کا مربی:

بلکہ...... ووجدك عائلاً فاغنی...... محبوب! ہم نے آپ کو بے سروسامان پایا آپ کو غنی کر دیا...... علماء نے لکھا ہے...... کہ اس میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بھی اظہار ہے...... کہ سب سے پہلے حضور ﷺ نے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا...... جن کا مال لے کر حضور ﷺ گئے...... اللہ نے اس مال میں بڑی برکات عطا فرمائیں...... اور پھر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا...... ووجدك عائلاً فاغنی...... اس سے پہلے کے دور کو دیکھئے......! ابوطالب کے پاس جب حضور ﷺ رہتے تھے...... ابوطالب کے متعلق عام طور پر روافض کا یہ خیال ہے...... کہ پیغمبر ﷺ کو ابوطالب نے پالا ہے...... یہ بات ذہن سے نکال دیجئے...... نہ جناب عبداللہ نے اپنے بیٹے کی تربیت کی...... نہ اماں آمنہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو پالا...... نہ حلیمہ نے رسول اللہ ﷺ کو

پالا...... نہ ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کو پالا...... نہ عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ کو پالا...... اس لئے کہ رسول کا مربی خدا آپ ہوتا ہے...... پیغمبر کی تربیت خدا آپ کرتا ہے...... میں نے تو تاریخ کی کتابوں میں یہاں تک پڑھا...... کہ عبدالمطلب خود حضور ﷺ کے سامنے آتا...... دستر خوان پر جب کھانا لگایا جاتا...... کہتا جب تک ننھے محمد ﷺ کو نہیں لے آؤ گے...... اس وقت تک ہم کھانا نہیں کھائیں گے......(۱) اس لئے کہ قلیل المال ہوں کثیر العیال ہوں...... اولاد زیادہ ہے...... مال میرے پاس کم ہے...... اپنی اولاد عبدالمطلب نے خود تقسیم کی ہوئی تھی...... ننھا بچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حوالے کر دیا تھا...... اس طریقہ سے ایک بیٹا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا ہوا تھا...... ایک بچے کا خود انتظام کیا کرتا تھا...... جس کی اپنی حالت یہ ہو...... کہ اپنے بیٹے دوستوں کے حوالے کر دے...... ارے وہ محمد ﷺ کی کیا تربیت کریگا...... پالے گا...... پوسے گا...... یہ ضرور ہے...... اس میں کوئی شک نہیں...... کہ تعاون کیا...... ہمدردی کی...... لیکن پیغمبر ﷺ کو پالا پوسا نہیں...... پالنے والا اللہ ہے...... میں تو کہتا ہوں...... کہ اگر ابو طالب کو کھانا ملتا تھا...... تو وہ بھی حضور ﷺ کی جوتیوں کے صدقے ملتا تھا...... پیغمبر ﷺ کی رحمت کے صدقے سے۔

محمد ﷺ کی وجہ سے اہل قافلہ کی ضیافت:

ایک روایت میں آتا ہے...... کہ ایک مرتبہ ابو طالب بھی ساتھ تھا...... حضور ﷺ بھی ساتھ تھے...... باہر کہیں جا رہے تھے...... راستہ میں ایک راہب نے دیکھا...... قریب آکر پوچھا...... ابو طالب سے پوچھا تم کون ہو......؟ اس نے کہا کہ...... میرا نام ابو طالب ہے...... اس نے کہا کہ اس حسین بچہ کا نام کیا ہے......؟

---

(۱) سیرۃ ابن ھشام ص۱۷۰ ج۱ بیروت۔

اس نے کہا کہ اس کا نام محمد ﷺ ہے...... کہنے لگا اس کے ابے کا نام......؟ ابو طالب، کہنے لگا کہ یہ میرا بیٹا ہے......تو وہ راہب کہتا ہے...... کہ میرے علم کے مطابق اس بچہ کو یتیم ہونا چاہئے...... اس نے کہا کہ واقعی یہ بچہ یتیم ہے......اس کے ابا کا نام عبداللہ ہے......اور وہ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں......اس نے کہا یہ بنو قریش سے ہے......؟ ابو طالب نے کہا جی ہاں یہ بنو قریش سے ہے...... مکہ کے رہنے والے ہو......؟ جی ہاں ہم مکہ کے رہنے والے ہیں......اس نے کہا کہ پھر آپ میری مہمان نوازی اور ضیافت قبول کریں...... اس نے کہا ضرور قبول کریں گے......اس نے اپنے گھر میں بڑا انتظام کیا...... اعلیٰ قسم کے کھانے لگائے ...... دستر خوان سجائے ...... اور اطلاع بھجوائی ...... کہ او قافلے والو......! اونٹوں کے چرواہو......! آؤ میرے دستر خوان پر سارے کے سارے آ کر کھانا کھا کر چلے جاؤ......ابو طالب نے محمد ﷺ کو اونٹوں کے پاس چھوڑ دیا...... کہ تم یہاں ٹھہرو اونٹوں کو سمجھالو......! ہم کھانا کھا کے آتے ہیں......تمہارے لئے بھی روٹی لے کر آ جائیں گے ...... چنانچہ وہ سارے کے سارے چلے گئے...... جب سب دستر خوان کے اردگرد بیٹھ گئے......تو اس نے کہا کہ لوگو......! کھانہ نہ کھانا...... جب تک کہ میں آپ کا میزبان تمہیں اجازت نہ دے دوں ...... میزبان اندر آ کر بیٹھ جاتا ہے......سب کے چہروں کو غور سے پڑھتا ہے...... دیکھنے کے بعد کہتا ہے......وہ حسین و جمیل بچہ کہاں ہے......؟ تو اس نے کہا کہ تم اٹھ جاؤ تمہیں کھانے پر کس نے بلایا......اور یہ ضیافت تو اس محمد ﷺ کے صدقے میں نے تمہیں دی ہے...... یہ تو اسی کی وجہ سے میں نے تمہیں بلایا ہے......ابو طالب اٹھ کر آیا اور کہا اے محمد ﷺ اٹھ کھڑا ہو......اور چل اگر تو نہ ہو تو ہمیں روٹی کوئی شخص نہیں دیتا۔(۱)

---

(۱) سیرت ابن ھشام ص ۸۲ / ج ۱ بیروت / سیرت مصطفیٰ ص ۸۸ ج ۱ /عیون الاثر ص ۴۱ ج ۱ /

کائنات کی دولت حضور ﷺ کے صدقے:

میرے دوستو...... او وجدك عائلاً فاغنی ...... پیغمبر ﷺ نے آپ کو بے نیاز کردیا...... یہاں "اغنیٰ" کے دو معنی ہیں...... ایک معنی تو یہ ہے...... کہ اس قدر دولت دی ...... کہ پوری دنیا آپ ﷺ سے لینے آئی ہے...... ابوبکر رضی اللہ عنہ یہیں سے صداقت لیتے ہے...... عمر رضی اللہ عنہ یہیں سے عدالت کی دولت لیتے ہیں...... عثمان رضی اللہ عنہ یہیں سے سخاوت کی دولت لیتے ہیں...... علی رضی اللہ عنہ یہیں سے شجاعت کی دولت لیتے ہیں...... معاویہ رضی اللہ عنہ یہیں سے سیاست کی دولت لیتے ہیں...... ابوھریرہ رضی اللہ عنہ یہیں سے حفظ حدیث کی دولت لیتے ہیں...... تمام صحابہ ﷺ کو پوری کائنات میں جو علوم اور کمالات نصیب ہوئے...... پیغمبر ﷺ تو اتنا غنی ہے...... کہ وہ سب کو عطا کر رہا ہے۔

حضور ﷺ کو سب سے بے نیاز کرنا:

اور دوسرا معنی اس کا یہ ہے...... کہ ...... ووجدك عائلاً فاغنی ...... پیغمبر ﷺ نے آپ کو بے نیاز بنا دیا...... آپ ﷺ ان میں سے کسی کے محتاج نہیں...... ایک خالق کے محتاج ہیں ...... مخلوق کے محتاج نہیں ...... بندوں کے محتاج نہیں...... ابو طالب کے محتاج نہیں...... عبدالمطلب کے محتاج نہیں...... عبداللہ کے محتاج نہیں ...... حلیمہ کے محتاج نہیں...... آمنہ کے محتاج نہیں...... ووجدك عائلاً فاغنی ...... "بے سروسامانی کے عالم میں ہم نے آپ ﷺ کو غنی کردیا"

تین احسان اور تین حکم:

یہ تین حضور ﷺ پر اللہ نے احسان کئے تھے...... ان کو بیان کرنے کے بعد پھر تین حکم دیئے...... ان تین حکموں کو سنئے...... ! ظاہراً خطاب آقاءِ نامدار ﷺ کو ہے...... حقیقت میں وہ

خطاب امتِ مسلمہ کو ہے...... آگے قرآن مجید نے کہا...... ووجدك عائلاً فاغنٰی ...... فاما الیتیم فلا تقهر ...... ''محبوب یتیمی کے عالم میں ہم نے آپ کو سہارے دیئے تھے...... ہم نے آپ ﷺ کی تربیت کا انتظام کیا تھا...... اس وقت ہم نے آپ کو پالا اور پوسا تھا...... اب اگر آپؐ کے پاس کوئی یتیم آجایا کرے...... کوئی غریب آجایا کرے...... اب آپ کے پاس کوئی لاوارث آجایا کرے...... اگر کوئی منگتا آجایا کرے...... تو یتیم کے ساتھ سختی نہ کریں ...... اس کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں...... اس پر ظلم و جبر نہ کریں...... اس پر تعدی نہ کریں ...... اس پر ظلم و تشدد نہ کریں۔

یتیموں کا مال کھانے والوں کا انجام:

حدیث میں آتا ہے...... حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں معراج کی رات گیا...... آسمان پر جب میں نے جنت اور جہنم کے مناظر دیکھے...... جہنم میں ایک جگہ میں نے دیکھا...... کہ کچھ لوگ ایسے ہیں...... جن کے پیٹ مٹکے کی طرح آگے کی طرف بڑھے ہوئے ہیں...... ان کے اندر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں...... اور اندر سانپ اور بچھو دوڑ رہے ہیں ...... میں نے پوچھا...... کہ جبرائیل علیہ السلام یہ لوگ کون ہیں......؟ کہا اللہ کے حبیب! یہ وہ بدترین لوگ ہیں جو دنیا میں یتیموں اور غریبوں کا مال ظلماً اور ناحق کھاتے ہیں...... وہ مال نہیں کھاتے اپنے پیٹ میں جہنم کے انگارے بھرتے ہیں۔

میرے دوستو! قرآن نے منع کیا...... آج ہماری حالت یہ ہے...... کہ باپ مر گیا ...... بڑے بھائی چھوٹوں کا مال کھا جاتے ہیں ...... ایک کا باپ مر گیا ...... اور دوسرے بھائیوں نے اپنے بھائی کے چلے جانے کے بعد چھوٹے بچوں کے مال وراثت کو اپنے باپ دادے کی جاگیر تصور کر کے اس پر کنٹرول اور قبضے شروع کر دیئے ...... اس کو ختم کرنا شروع

کر دیا...... بھائیوں نے وراثت کے مال میں اپنی بہنوں کے حق غصب کرنا شروع کر دیئے قرآن یہ کہتا ہے...... کہ قیامت کے دن اس سلسلہ میں تم سے پوچھا جائے گا...... کہ تم لوگ ان لوگوں کے حقوق کیسے غصب کیا کرتے تھے...... فاما الیتیم فلا تقهر ...... ''کسی یتیم پر آپ ظلم نہ کریں'' ...... بڑا عجیب جملہ قرآن نے کہا یوں نہیں کہا...... فاما الیتیم فترحم ...... ''محبوب یتیم پر رحم کیا کرو'' ...... بلکہ کہا...... کہ...... فلا تقهر ...... ''اس پر قہر نہ کیا کرو'' ...... جب آپ ﷺ قہر نہ کریں گے...... تو رحم خود بخود ہو ہی جائے گا...... اور اگر صرف لفظِ رحم ہوتا تو اس کا معنی یہ ہوتا...... کہ شاید کبھی کبھی اس کو ڈانٹ ڈپٹ بھی کر دیا کرو محبوب آپ ﷺ کو یہ اجازت نہیں...... کہ کسی یتیم کے ساتھ اس قسم کی زیادتی کرو ایک روایت میں ارشاد فرمایا...... 'کہ خوشخبری دیتا ہوں اس آدمی کو جو کسی یتیم کی کفالت کرتا ہے...... فرمایا! کہ میں اور وہ ہم دونوں جنت میں اس طریقہ سے داخل ہوں گے...... جیسے دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ نہیں...... میرے اور یتیم کی کفالت کرنے والے کے درمیان جنت میں جاتے ہوئے کوئی فاصلہ نہ ہوگا...... ہم اکٹھے جنت میں جائیں گے۔'' (۱)

حضور ﷺ اور یتیموں کی کفالت:

اور پھر حضور اکرم ﷺ نے یتیموں کی جس انداز میں کفالت کی تاریخ پڑھ کر دیکھیں...... کہ انسان حیران ہو جاتا ہے...... عید کا موقع آتا ہے...... رحمۃ للعالمین ﷺ عید گاہ کے میدان میں تشریف لے جاتے ہیں...... بچے کھیل رہے ہیں...... شہزادے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے...... جب عید گاہ کے میدان کے قریب جاتے ہیں...... وہاں بچوں کا مجمع دیکھتے ہیں...... شہزادوں کو نیچے اتارتے ہیں۔

---

(۱) ترمذی ص ۱۳ ج ۲ / صحیح بخاری ص ۳۶۵ ج ۱ بیروت / صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۸۳ بیروت ص ج / ریاض الصالحین ص ۱۲۰ ج ۱

سامنے ایک بچہ ہے...... جو آنکھوں سے آنسو بہا رہا ہے...... اجڑا ہوا لباس پہنے بیٹھا ہے...... اس کے کپڑے خراب پھٹے پرانے ہیں...... اس کا منہ دھلا ہوا نہیں ہے...... بال بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں...... رو رہا ہے...... حضور ﷺ اس کے قریب جاتے ہیں...... جا کر کہتے ہیں بچے تم کیوں رو رہے ہو...... حضور ﷺ کے اس جملہ کو سن کر بچہ اور رونا شروع کر دیتا ہے...... آقا ﷺ نے شفقت کا ہاتھ اس پر رکھا...... حضور ﷺ فرماتے ہیں...... کہ جو کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتا ہے...... اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آتے ہیں...... ہر ہر بال کے بدلے دس دس نیکیاں عطا فرماتے ہیں...... (۱)

اور ایک روایت میں فرمایا لوگو......! کسی یتیم کے سامنے اپنے بچے کے سر پر ہاتھ نہ پھیرنا کہیں اس یتیم کو اپنے ابے کی شفقت یاد آ گئی.... اس کی آہ نکل گئی...... تو تمہارا آباد گھر بھی برباد نہ ہو جائے...... خیال کیا کرو...... اللہ کی قہاریت سے ڈرا کرو...... رحمۃ للعالمین ﷺ نے جب دیکھا اس بچہ سے پوچھا بیٹا کیا بات ہے......؟ چیخیں نکل گئیں...... کہا کیا بتاؤں آقا ﷺ میرے ابا پچھلے سال بدر کے میدان میں مارے گئے...... آج بچے ماں باپ والے ہیں...... سب اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں...... سب خوشیاں منا رہے ہیں...... میرا باپ ہوتا مجھے کپڑے لا کر دیتا...... میرا ابا ہوتا مجھے نہلاتا...... دھلاتا...... میرا ابا ہوتا میری کفالت کرتا...... آج میں یتیم ہوں...... لاوارث اور بے سہارا ہوں...... حضور ﷺ نے حسین وحسن کو اتار کر کہا...... کہ شہزادو! اب کندھے تمہارے لئے نہیں...... اب یہ یتیم کا حق بن چکا ہے...... تم اتر جاؤ آج یہ یتیم نبوت کے شانوں پر سوار ہوں گے...... اس یتیم بچے کو اٹھایا...... اٹھا کر آقا ﷺ آئے...... حالی کہتا ہے۔

---

(۱) رواہ احمد والترمذی مشکوٰۃ ص ۷۲۳ عن ابی امامۃ/عن ابن مسعود مرفوعاً من مسح علی رأس یتیم کان لہ بکل شعر تمر علیہا یدہٗ نور یوم القیامۃ (روح المعانی ص ۱۶۳ ج ۳)

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

یتیم کی کفالت کا سامان مہیا کرنا:

حضور اکرم ﷺ نے اس بچہ جس کا نام بشیر تھا اٹھایا...... اور لا کر کہا عائشہ......! اور حضور ﷺ کبھی محبت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یا عائشو! کہا کرتے تھے...... بڑے پیار سے فرمایا...... عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جی آقا ﷺ...... فرمایا گھر میں کوئی کپڑا ہے......؟ کہا جی حضرت چادر رکھی ہے فلانی، فرمایا جاؤ پانی بھر کر لے آؤ...... پانی بھر کے لایا گیا...... عائشہ رضی اللہ عنہا تم پانی ڈالتی جاؤ...... میں محمد ﷺ اپنے ہاتھ سے اس بچہ کو نہلاتا جاتا ہوں...... مجھے عید گاہ میں بھی جانا ہے...... دنیا انتظار میں ہے...... کہ کب تاجدار نبوت ﷺ آئیں...... اور ہمیں امامت کروائیں...... اور حضور ﷺ نے نماز کو مؤخر کر کے یتیم کی کفالت کا سامان مہیا کیا...... یہاں آقا ﷺ اس کو نہلاتے ہیں...... اپنی چادر اس کو پہناتے ہیں...... اس بچہ کو پھر کندھے پر اٹھاتے ہیں...... پھر اسے لے جا کر بچوں میں چھوڑتے ہیں...... جب وہ بچہ دوسروں میں جاتا ہے تو ہنستا ہے...... خوش ہوتا ہے...... بچے دیکھ کر کہتے ہیں...... کہ اب سے پہلے تو تو رو رہا تھا...... تیری چیخیں نکل رہی تھیں...... تیری ہچکیاں نہیں بندھتی

تھیں...... کیا بات تھی......؟ اب تجھے یہ اچھے کپڑے کس نے پہنا دیئے......؟ تجھے یہ نہلا کس نے دیا......؟ تیرے بدن سے یہ خوشبو کیسی مہک رہی ہے......؟ کہنے لگا لوگو......! مجھے مبارک باد پیش کرو......! دنیا کے اندر کسی کا باپ کوئی ہوگا...... کسی کا باپ کوئی ہوگا...... میں تو دنیا میں یتیم تھا...... آج میرے ابا کا نام محمد کریم ﷺ ہے......لکھا ہے کہ وہاں جتنے بچے بھاگ دوڑ رہے تھے......گریبانوں کو پھاڑ کر رونے لگے...... کہنے لگے کاش آج ہم بھی یتیم ہوتے ہمارے ابا محمد کریم ﷺ ہوتے......الم یجدك یتیماً فاویٰ محبوب فاماالیتیم فلا تقهر...... ''محبوب جب کوئی یتیم آئے تو اس پر قہر نہ کیا کریں۔''

سائل کے ساتھ نرمی سے پیش آنا:

واما السائل فلا تنھر......کوئی منگتا آجائے......کوئی سوالی آجائے......کوئی بھکاری آجائے......فرمایا''لا تنھر''اس کو جھڑک کر جواب نہ دیا کرو......اس کے دو معنی ہیں......ایک معنیٰ تو یہ ہے...... کہ عام کوئی سائل آجائے آکر مانگنا شروع کردے......اگر آپ کا جی چاہتا ہے......آپ کے پاس جو کچھ ہے...... جتنا ہے...... جو مناسب سمجھتے ہیں چپ کر کے اسے دے دیں......اور اگر آپ اس کو دینا نہیں چاہتے...... یہ شریعت کا مسئلہ ہے......اس کو یاد رکھنا! اس کو کہہ دینا کہ تو تو ہٹا کٹا ہے......تو تو مچھنڈا ہے...... تیری تو جاگیر اتنی ہے...... تیرے تو پیسے اتنے ہیں......لوگوں کے سامنے یہ جملے کہہ کر اسے شرم سار کرنا ......اسے گندا کرنا......اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا......آپ کا جی نہیں چاہتا آپ بڑے مستحسن طریقے سے پیارے انداز میں اسے کہہ دیں...... کہ بھئی خدا کے لئے ہمیں معاف کرو......! یا یہ کہ اللہ آپ کو بہت دے......آپ کا شکریہ مہربانی کسی بھی اچھے انداز میں اچھا جملہ کہہ کر اسے ٹالیں...... یہ انداز نہ اختیار کریں......کہ بار بار آجاتے ہو...... روزانہ آجاتے ہو......اتنا کما کے لاتے ہو......یہ جو پیسے تمہارے پاس ہیں......یہ مجھے دے دیں

......لوگ مختلف انداز میں ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں......قرآن کہتا ہے......فاما الیتیم فلا تقهر، واما السائل فلا تنهر ......سائل کو جھڑک کر جواب نہ دو......اور یہاں یہ بات ذہن میں رکھئے ......!سب سے پہلے سائلین اس بات کو یاد رکھیں جو مانگتے ہیں......جن کا شیوہ مانگنا بنا ہوا ہے......حضور ﷺ فرماتے ہیں......کہ جو مانگنے والا ہے......قیامت کے دن جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا......اس سوال کی اتنی بڑی لعنت ہے......کہ چہرے پہ سوائے ہڈیوں کے اور کچھ نہیں ہوگا......گوشت کا نشان تک نہیں ہوگا......اگر مجبوری کے طور پر کوئی شخص مانگتا ہے......آپ اس کی مجبوری کو سمجھتے ہیں......آپ کو خدا نے فرصت دی ہے......پھر آپ ٹال دیتے ہیں......تو حضور ﷺ نے فرمایا......کہ پھر یہ شخص بہت بڑا مجرم ہے......ایک روایت میں ہے کہ سائل پر خدا کی لعنت......اور اگر سائل صحیح ہے......اور اس کو نہ دینے والا......اسے جان بوجھ کر صحیح جانتے ہوئے اس کو نہیں دیتا......تو پھر اس نہ دینے والے پر خدا کی لعنت برستی ہے......ایک معنیٰ تو اس کا یہ ہے۔

دین و دولت دونوں قسم کے سائل:

اور دوسرا مفہوم یہ ہے......کہ محبوب جب آپ کے پاس کوئی سائل آئے تو جھڑک کر جواب نہ دیں......پیغمبر ﷺ کے پاس دونوں قسم کے سائل آتے تھے......ایک تو دولت کے سائل آتے تھے......ایک دین کے سائل آتے تھے......دولت کے سائلوں کا بھی عجیب انداز ہوتا تھا......ایک شخص آتا ہے حضور ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اسے بل دیتا ہے......آپ کی آنکھیں باہر نکل آتی ہیں......آپ گرتے ہیں......کہتا ہے محمد ﷺ! آپ کے باپ دادے کی جاگیر ہے......اتنا مال آیا ہوا ہے......تمہیں ہم یوں ہی معاف تھوڑا کردیں گے......جلدی کرو یہاں سے تین اونٹ مجھے بھر کے دے دو......حضور ﷺ اس کے اس انداز کو دیکھ کر مسکرا اٹھے......اور فرمایا کہ کیا خوب سائل ہو......کیا مانگنے کا انداز ہے۔

عربی کی ایک کتاب ہے...... نفحۃ العرب اس میں ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہوا ہے ...... کہ ایک مرتبہ ایک یہودی کہتا ہے...... کہ میں نے حضور ﷺ میں تمام صفاتِ نبوت دیکھیں تھیں...... ایک صفت باقی رہ گئی تھی...... اس صفت کو پرکھنے کے لئے میں نے کوشش کی...... یہ دیکھوں پیغمبر ﷺ میں یہ صفت ہے...... وہ یہ کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا تھا ...... کہ آخرالزماں محمد ﷺ جب آئیں گے...... اس کی یہ خوبی ہوگی...... کہ جب ظالم کا ظلم بڑھتا چلا جائے گا...... نبی کا حوصلہ اور حلم بڑھتا چلا جائے گا...... کہتا ہے...... کہ میں نے یہ خوبی دیکھنے کے لئے حضور ﷺ سے تجارت کی...... کچھ پیسے آپ سے لینے تھے...... وعدے کے مطابق ایک دن پہلے آیا آ کر کہا کہ محمد ﷺ! میں تمہیں جانتا ہوں...... تمہارے آباؤ اجداد کو جانتا ہوں...... تمہارا یہ قانون ہے...... تمہارا یہ شیوہ وعادت ہے...... لوگوں کا مال غصب کر جاتے ہو...... کھا جاتے ہو...... تم نے مجھے پیسے نہ دیئے...... تو میں تمہیں یوں کر دوں گا ...... ایسے کر دوں گا...... ویسے کر دوں گا...... مختلف انداز اختیار کئے...... حضور ﷺ نے یہ جملے سننے کے بعد مسکرا کر فرمایا...... کہ ابھی کل کا وعدہ تو دور ہے...... کل میں نے پیسے دینے ہیں ...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے...... اٹھ کر کھڑے ہو گئے...... کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم بھی ہوں اور یہ اتنی بڑی گستاخی کرے......؟ اجازت دیجئے میں اس کی گردن نہ قلم کر دوں...... اب اگلا جملہ سنئے...... حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر غصہ نہ ہوں ...... اس کا حق ہے...... اس کو مانگنے دیجئے......! چہ جائیکہ مانگنے کا انداز غلط ہے...... کہا اے عمر اس کو لے جاؤ اور اس کو میری طرف سے میرا قرضہ بھی ادا کر دو اور بیس قراط اسے زیادہ دو ...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کو لے گئے...... اس نے اندر جا کر جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے قرضہ وصول کیا تو کہتا ہے...... رضیت باللہ رباً و بالاسلام دینا وبمحمدٍ نبیا ...... یہی ایک صفت کو دیکھنے کے لئے میں نے سب کچھ کیا تھا...... اب

اسلام کو قبول کئے بغیر میرا گذارا نہیں ہوسکتا۔

واما السائل فلا تنہر ......اور ایک اس کا مفہوم یہ بھی ہے...... کہ ایک خطیب ہے...... ایک عالم ہے...... ایک واعظ ہے...... ایک مفسر ہے...... ایک مدرس ہے...... سبق پڑھا رہا ہے طالب علم کو بات سمجھ میں نہیں آتی...... عوام میں سے کسی کو کوئی مسئلہ سمجھ میں نہیں آیا اس نے کھڑے ہو کر یہ کہہ دیا کہ مولوی صاحب...... یہ بات سمجھ نہیں آئی یہ کیا ہے......؟ سمجھائیں!...... اب وہ یوں کہنا شروع کر دے کہ دماغ خراب ہے......؟ جب ایک دفعہ بتا چکا ہوں...... تو بار بار پوچھتے ہو...... بات کو سمجھتے کیوں نہیں...... یہ انداز نہ اختیار کرو...... وہ تو تم سے دین کی باتیں سمجھنے کے لئے آیا ہے...... اسے جھڑک کر جواب نہ دو...... پیار سے اسے سینے سے لگا لیا کرو۔

واما بنعمت ربك فحدث ......وہاں آخری صفت تھی...... کہ ہم نے آپ کو غنی کر دیا بے نیاز کر دیا...... ہم نے آپ کی احتیاجیاں ختم کر دیں یہاں کہا۔

قرآن کی نعمت:

واما بنعمة ربك فحدث ...... محبوب ﷺ جتنی نعمتیں ہم نے آپ پر پلٹی ہیں ...... ان کو کھول کھول کر بیان کیجئے......! شیخ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے لکھا ہے...... کہ حدیث کا لفظ صرف...... واما بنعمة ربك فحدث ......سے لیا گیا ہے...... کہ حضور ﷺ کی جتنی احادیث طیبات ہیں...... سب سے بڑی نعمت قرآن کریم ہے...... جو حضور ﷺ کے پاس آئی ہے ......اس قرآن کی نعمت کو پیغمبر ﷺ نے اپنی زبان میں بیان کیا ہے...... اس کو حدیث کہا گیا...... اور یک معنی اس کا یہ بھی ہے...... کہ...... واما بنعمة ربك فحدث ...... اللہ نے جتنی نعمتیں دیں یں دولت، حسن، جوانی، صحت، اے پیغمبر ﷺ آپ کو نبوت نعمت دی ہے...... آپ کو کمالات

کی نعمتیں عطا کیں ہیں...... واما بنعمة ربك فحدث ...... اس نعمت کو بیان کرتے رہا کرو...... یہ دنیا میں لوگوں کو بتاتے رہا کرو...... اور بعض علماء نے اس کا ایک معنی یہ بھی لکھا ہے...... کہ اگر کسی میں اچھا اندازِ افہام تفہیم ہے...... بات سمجھانے کا سلیقہ ہے...... گفتگو کرنے کا طریقہ ہے...... اسے کوئی آدمی یہ کہتا ہے...... کہ آپ بات اچھی کر سکتے ہیں...... آپ دوسرے کو بات ذہن نشین کرا سکتے ہیں آپ میرے ساتھ چلیں...... میری طرف سے وکالت اور کفالت کریں...... یہ بات چل کر اس آدمی کو سمجھانی ہے...... تو...... واما بنعمة ربك فحدث ...... اس نعمت کو کھول کر بیان کرو...... کہ دوسرے آدمی کو جھجکنا نہیں چاہیے...... کسی کو اچھی آواز اللہ نے دی ہے...... قرآن لحنِ داؤدی میں پڑھتا ہے...... اچھے انداز میں پڑھتا ہے، اگر کوئی یہ کہہ دے کہ بھائی قرآن تو سنا دو......! اور یہ کہہ دے کہ بھائی نہیں نہیں میں تمہیں نہیں سناتا...... تو قرآن کہتا کہ اللہ نے تمہیں یہ نعمت عطا کی ہے۔

اللہ کی طرف جو نعمتیں ہیں انہیں کھول کر بیان کرنا:

واما بنعمة ربك فحدث ...... اس کو پھیلاؤ...... کوئی اچھا شاعر ہے...... اس کی آواز اچھی ہے...... انداز اچھا ہے...... خوبصورت لہجے میں پڑھ کر اشعار کہہ کر حضور ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہے...... جب کسی مجمعے میں دوستوں نے کہہ دیا کسی محفل میں کہہ دیا گیا...... تو آپ کہنے لگ جائیں گے...... کہ میں کوئی یہاں مدعو ہوں، میرا گلہ خراب ہے...... میری طبیعت خراب ہے...... افسردہ خاطر ہوں...... مختلف انداز میں نخرے دکھانا ...... اللہ کی اس نعمت کی ناقدری کرنا...... اور ناشکری کرنا...... یہ درست نہیں...... قرآن کہتا ہے...... کہ اللہ کی طرف سے نعمتیں ہیں...... فحدث...... "اس کو بیان کرو۔"

اس سورۃ کا نام سورۂ "والضحیٰ" بھی ہے...... اس سورۃ کا نام سورۃ "النبی" بھی ہے...... اس سورۃ کا ایک رکوع ہے...... یہ مکہ کی ابتدائی زندگی میں نازل ہوئی......

گیارہ آیتیں ہیں......اس سورۃ کے چالیس کلمے ہیں......اس سورۃ میں ایک سو بہتر حروف ہیں......ابتداء میں کہا۔ والضحیٰ والیلِ اذا سجیٰ......محبوب ﷺ تیرے چمکتے ہوئے چہرے کی قسم......جس کے سامنے سورج کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

والیلِ اذا سجیٰ ......محبوب آپ کی ان سیاہ زلفوں کی قسم......جن کے سامنے رات کی تاریکی بھی ماند پڑ جائے۔

ماودعك ربك وما قلی......اللہ نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ اللہ آپ سے ناخوش ہوئے......فرمایا......وللاخرۃ خیر لك من الاولیٰ......آپ کی اخروی زندگی اس دنیا کی زندگی سے ہزار ہا درجے بہتر ہے......اور اگلے جملے میں بڑا عجیب جملہ ارشاد فرمایا......

ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ......کل قیامت میں خدا آپ کو وہ مقامات عطا کریں گے......اتنا دیں گے کہ جب تک آپ راضی نہ ہوں گے......خدا عطا کرتے رہیں گے......

پھر تین احسان جتلائے......الم یجدك یتیماً فاویٰ ......یتیمی میں ہم نے سہارے دیئے ......ووجدك ضالا فهدیٰ......جس وقت آپ ہدایت کے متلاشی تھے ہم نے آپ کے سر پر نبوت کا تاج رکھ دیا......ووجدك عائلاً فاغنیٰ......جب آپ ﷺ بے سروسامان تھے ہم نے اس وقت آپ کو ہر قسم کا سامان مہیا کر کے دنیا سے بے نیاز کر دیا اور بے پرواہ کر دیا......

پیارے پیغمبر ﷺ اب آپ اپنی امت کو تین فریضے سمجھائیے......فاما الیتیم فلا تقهر......جب کوئی یتیم آ جائے اس پر ظلم و ستم نہ کیا کرو......اس پر قہر نہ کیا کرو......واما السائل فلا تنهر......کوئی منگتا آ جائے تو عطا کر دو......بات آتی ہے تو اسے بتا دو......لیکن اسے جھڑک کر جواب نہ دو......واما بنعمة ربك فحدث ......یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں انہیں دنیا میں کھول کھول کر بیان کرو......اسی موضوع پر انشاء اللہ بات آئندہ جمعۃ المبارک پر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق و ہمت فرمائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

سیرتِ مصطفیٰ اسورت ''والضحیٰ''

(حصہ دوم)

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... والضحیٰ...... والیل اذا سجیٰ ...... ماودعك ربك وما قلیٰ ......وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ...... ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ...... الم یجدك یتیماً فاویٰ......ووجدك ضآلاً فھدیٰ...... ووجدك عائلاً فاغنیٰ...... فاما الیتیم فلا تقھر......واما السائل فلا تنھر...... واما بنعمۃ ربك فحدث......قال النبی صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلم...... من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامۃ انا وھکذو ضم اصابہ...... (۱)وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخرج من النار اربعۃ فیعوضون علی اللّٰہ ثم یُومر بھم الی النار فیلتفت احدھم فیقول ای رب بقد کنت ارجواز اخرجتنی منھا ان لا تعیدنی فیھا فینجیہ اللّٰہ منھا...... (۲) صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ......وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ......وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ O

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲ ج ۲ / صحیح مسلم ص ۲۵۴ / ج۲ (۲) مشکوٰۃ ص ۴۹۳ ج ۲ / صحیح مسلم ص ۱۰۸ ج۱ عن انسؓ

تمہید:

قابل صد تعظیم وتکریم...... بزرگو دوستو اور بھائیو! گذشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مَیں نے اسی موضوع پر یہی سورۃ مبارکہ تلاوت کی تھی...... اور اس پر گفتگو کی تھی...... یہ مضمون چونکہ ادھورارہ گیا تھا...... اس لئے آج میں اسی عنوان کی تکمیل کرنا چاہتا ہوں...... میرے ایک دوست کی بڑی خواہش ہے...... وہ دو تین جمعوں سے مسلسل کہہ رہے ہیں کہ نماز اور حقوق والدین پر بھی کبھی گفتگو کریں...... آج اس سورۃ کا تکمہ تتمہ اور بقیہ حصہ بیان کرنا چاہتا ہوں...... پچھلے جمعہ کے خطبہ میں میں نے یہ بات بتائی تھی...... کہ حضور پر کافروں نے اعتراض کیا...... کہ اے نبی آپ کا خدا آپ سے ناراض ہو گیا ہے...... کہ وہ آپ ﷺ پر وحی نہیں بھیجتا...... اس سوال کے جواب میں اللہ نے فرمایا...... والضحیٰ والیل اذا سجیٰ...... ماودعک ربک وما قلی...... وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ...... اے پیغمبر ﷺ فجر کے سویرے کی قسم رات کے اندھیرے کی قسم...... چاشت کے وقت کی قسم...... رات کی قسم جب ڈھل جائے...... علم اور جہالت کی قسم...... والضحیٰ والیل اذا سجیٰ...... اور اس کا ایک معنی یہ بھی تھا...... کہ "اے پیغمبر ﷺ...... او الضحی...... وحی کے اترنے کی قسم...... اوالیل اذا سجیٰ...... وحی کے رکنے کی قسم...... والضحیٰ...... اے پیغمبر ﷺ تیرے رخ انور کی قسم...... والیل اذا سجیٰ...... تیری سیاہ زلفوں کی قسم یہ ساری قسمیں بطور شہادت کے ہیں گواہی کے ہیں۔

حضور ﷺ کی ساری زندگی:

ما ودعک ربک وما قلی...... ہم نے آپ کو چھوڑا بھی نہیں...... اور آپ ﷺ سے ناراض بھی نہیں ہوئے...... صرف یہاں تک قرآن نے بس نہیں کیا...... بلکہ قرآن

نے کہا...... وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ...... اے پیغمبر ﷺ آنے والی زندگی پہلے والی زندگی سے آپ کے لئے بہتر ہے...... اور اس آیت میں اللہ نے حضور ﷺ کی پوری زندگی کو جمع کر کے رکھ دیا ہے...... کہ ہر آنے والا لمحہ گذرے ہوئے لمحہ سے بہتر...... آنے والا زمانہ پچھلے زمانہ سے بہتر...... آنے والے دن پچھلے دنوں سے بہتر......! آنے والا مہینہ پچھلے مہینوں سے بہتر...... آنے والے سال پچھلے سالوں سے بہتر......! آنے والا دور گزرے ہوئے دور سے بہتر...... یہ نبی کی خصوصیت ہے...... میرے اور آپ کے لئے زمانہ آنے والا برائی کا ہے...... پریشانی کا ہے...... مصیبت اور امتحان کا ہے...... پیغمبر کے لئے ......وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ...... ہر آنے والا لمحہ پہلے والے لمحے سے بہتر ہے...... قرآن... صرف یہاں تک بات ختم نہیں کی۔

سب کچھ عطا کریں گے:

بلکہ حضور ﷺ کی تسلی کے لئے قرآن نے ایک اور جملہ کہا...... ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ...... اے اللہ کے نبی ﷺ عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا...... کہ آپ فترضیٰ...... راضی ہو جائیں گے...... دو چیزیں قرآن مجید نے اس آیت میں بیان کی ہیں...... ایک عطا اور ایک رضا اللہ آپ کو دے گا...... مخلوق سے آپ کو لینے کی ضرورت نہیں ......اور اتنا دے گا...... کہ اللہ آپ کو راضی کر دے گا...... جب آپ راضی ہو جائیں گے ......پھر خدا اگر دینا روک دے تو روک دے...... ورنہ اللہ نہیں روکے گا...... ایک ایتا اور عطا میں فرق کیا ہے......؟ عربی زبان میں جب کوئی چیز کسی کے حوالہ کی جاتی ہے اس کو دی جاتی ہے...... اس کے لئے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں...... ایک الف اور تاء کے ساتھ اتا اس کا معنی ہوتا ہے...... یہ چیز تم لے لو...... اس کے علاوہ اور کچھ نہ مانگنا...... اور عربی میں عین اور طا کے ساتھ عطا جو استعمال ہوتا ہے...... اس کا معنی ہے...... کہ یہ بھی لو اور مانگو گے اور دیں

گے ...... جب طلب کرو گے اسی وقت دیں گے ...... جب آپ ضرورت محسوس کریں گے ...... اسی وقت آپ کی ضرورت پوری کریں گے ...... اللہ کہتا ہے ...... یعطیك ربك فترضیٰ ...... اے پیغمبر ﷺ صرف یہ نہیں ...... کہ اس ایک چیز پر اکتفا کریں ...... بلکہ جب اور جو کچھ آپ مانگیں گے ...... ہم آپ کو عطا کریں گے۔

- آدم علیہ السلام تو انابت لے — اور کچھ نہ مانگ
- نوح علیہ السلام تو ولولہ تبلیغ لے — اور کچھ نہ مانگ
- ابراہیم علیہ السلام تو جوشِ توحید لے — اور کچھ نہ مانگ
- اسحاق علیہ السلام تجھے رضا جوئی دی — اور کچھ نہ مانگ
- یعقوب علیہ السلام گریہ زاری لے — اور کچھ نہ مانگ
- یوسف علیہ السلام حسن لے — اور کچھ نہ مانگ
- دانیال علیہ السلام محبت لے — اور کچھ نہ مانگ
- یحییٰ علیہ السلام وقار لے — اور کچھ نہ مانگ
- کلیم علیہ السلام تو ہم کلامی لے — اور کچھ نہ مانگ
- عیسیٰ علیہ السلام تو معجزات لے — اور کچھ نہ مانگ

مانگنے میں تاخیر ہو سکتی ہے دینے میں کوئی تاخیر نہیں:

ایک ایک پیغمبر ﷺ کو ایک ایک نعمت عطا کی اور جب اس محبوب ﷺ کی باری آئی ...... تو رب نے کہا ...... یعطیك ربك فترضیٰ ...... محمد ﷺ میں تجھے دینا چاہتا ہوں ...... ایک دو چیزیں نہیں ...... اتنی دوں گا اتنی دوں گا ...... کہ میں تجھے راضی کر کے چھوڑوں گا ...... یعطیك ...... جو کچھ تو مانگے گا وہی کچھ دے دوں گا ...... تو ہاتھوں کا اکٹھا کرے گا ...... میں بادل جمع کروں گا ...... تو چہرے پہ پھیرنے نہیں پائے گا ...... میں بارش

برساؤں گا...... یعطیك...... تو انگلی سے اشارہ کرے گا...... میں چاند کے ٹکڑے کروں گا...... تو طلب کرے گا میں عطا کروں گا...... تو سفارش کرے گا میں قبول کروں گا...... تو مانگتا جائے گا میں دیتا جاؤں گا...... یعطیك...... میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں...... محبوب ﷺ تیرے مانگنے میں تو تاخیر ہو سکتی ہے...... میرے دینے میں کوئی تاخیر نہیں ہو سکتی...... یعطیك...... ''ہر وہ چیز دیں گے''...... فترضی...... ''جو تیری رضاء کا سبب بنے۔ جس پر تو راضی ہو۔''

ساری کائنات مجھے راضی اور میں تجھے راضی:

اس پر بھی غور کریں!

ولی، اللہ اللہ کرتا ہے	اللہ راضی ہو
عابد، عبادت کرتا ہے	اللہ راضی ہو
غوث، عبادت کرتا ہے	اللہ راضی ہو
مجاہد، جہاد کرتا ہے	اللہ راضی ہو
قاری، تلاوت کرتا ہے	اللہ راضی ہو
مجاہد اگر زہد و تقویٰ اختیار کرتا ہے	اللہ راضی ہو
یہ ساری دنیا عبادت کرے	اللہ راضی ہو
انبیاء بھی کہیں	اللہ راضی ہو
آدمؑ رو رو کر کہیں	اللہ تو راضی ہو
یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں کہیں	اللہ تو راضی ہو
ابراہیمؑ آگ کے چیخے میں کہیں	اللہ تو راضی ہو
اسماعیلؑ چھری کے نیچے کہے	اللہ تو راضی ہو

- حضرت زکریاؑ جام شہادت نوش کر کے کہیں اللہ تو راضی ہو
- آمنہ کے در یتیم بھی کہیں میرے رب تو راضی ہو

پر سب کہیں رب راضی ہو......اکیلا محمد ﷺ ہے......جس کو خدا کہتا ہے......محمد ﷺ تو راضی ہو......ساری کائنات مجھے راضی کرنا چاہتی ہے......میں تجھے راضی کرنا چاہتا ہوں۔

ہر وہ چیز جس پر تو راضی:

یعطیك ربك فترضیٰ......پیارے تیرا رب تجھ کو اتنا دینا چاہتا ہے......کہ تو راضی ہو...... جب تو راضی ہو جائے گا......کہہ دے گا اللہ میں راضی ہوں......تو اس وقت دینا بند کر دوں تو کر دوں......ورنہ میرے خزانے میں کوئی کمی نہیں آ سکتی......اس سے ایک مسئلہ بھی سمجھ آیا......کہ بعض انجان اور جاہل لوگ کم علمی کی بنا پر یہ کہہ دیتے ہیں......خدا کے پاس جو کچھ تھا......وہ اللہ نبی کو دے کر خود ریٹائر ہو گیا ہے......یہ بات نہیں اللہ کہتا ہے......یعطیك......محمد ﷺ تو طلب کر میں دینا چاہتا ہوں......تیرے مانگنے میں دیر ہے میرے دینے میں دیر نہیں......اور اگر آپ کو عربی سے تھوڑی سی مناسبت ہو......تو جو دینی مدارس کے طلباء ہیں......ان سے آپ پوچھئے......کہ......یعطیك......یہ فعل مضارع ہے......اس میں حال واستقبال دونوں زمانے پائے جاتے ہیں......یعطیك......اے پیغمبر ﷺ ہم آپ کو دے رہے ہیں دیتے رہیں گے......اب بھی جو کچھ دیا ہم نے یہ بھی ہماری عطا ہے......ہم نے آپ کو امام الانبیاء بنایا......ہماری عطا ہے......جعلت لی الارض مسجدا وطهورا......پوری روئے زمین کو مسجد بنایا......ہماری عطا ہے......آپؐ کے لئے ہم نے پوری زمین کو پاک کر دیا ہے......یہ ہماری عطا ہے......یہ زمین پر سب کچھ ہم آپ کو دے رہے ہیں......یعطیك......جو دے چکے......یعطیك......دیتے رہیں گے......قبر میں دیں

گے..... حشر میں دیں گے..... میدان محشر میں دیں گے..... مقام محمود پہ دیں گے..... آپ ﷺ کو حوض کوثر بھی دیں گے..... پل صراط سے گزرتے ہوئے بھی نعمتیں عطا کریں گے..... اور جنت میں داخلے کے بعد بھی عطا کرتے رہیں گے..... یعطیك..... اس کے دینے کی حد نہیں..... محمد ﷺ تیرے لینے کی حد نہیں..... مانگنا شروع کر خدا دینا چاہتا ہے۔

ربك..... ''تیرا رب تجھے اتنا دے گا'' ..... فترضیٰ..... ''تو راضی ہو جائے گا''..... اللہ کہتا ہے محبوب ﷺ میں تجھے راضی کرنا چاہتا ہوں..... اور اس کا بڑا باذوق ترجمہ یہ ہے..... کہ پیارے ہر وہ چیز تجھے دینا چاہتا ہوں..... جس پر تو راضی ہے..... وہ تیرے حوالے ہے..... جس پہ تو راضی ہے..... وہ تجھے دینا چاہتا ہوں..... یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلو میں کیوں سو گئے.....؟ کہا..... یعطیك ربك فترضیٰ..... محبوب جو راضی ہے اس لئے سلایا ہے..... ؟ رضی اللہ عنہ قدموں میں کیوں آئے.....؟ یعطیك ربك فترضیٰ..... محبوب ﷺ جو راضی ہے..... اس لئے سلا دیا ہے..... عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین کیوں بن گئے ..... یعطیك ربك فترضیٰ..... محبوب جو راضی ہے..... اس لئے راضی کر دیا ہے..... اللہ یہ حیدر کرار رضی اللہ عنہ چھ سال کا کھیلتا ہوا بچہ کیوں بن گیا ہے..... یعطیك ربك فترضیٰ ..... اللہ کہتا ہے محبوب تجھے راضی کرنا مقصد ہے..... جس پر تو راضی ہے..... اسی پر میں راضی ہوں..... یہ تین آیتیں اللہ نے حضور اکرم ﷺ کی تسلی کے لئے اتاریں..... ماودعك ربك وما قلی..... ''ہم نے آپ ﷺ کو چھوڑا بھی نہیں رخ موڑا بھی نہیں''..... وللآخرة خیر لك من الاولیٰ..... ''آخرت آپ ﷺ کے لئے دنیا سے بہتر ہے''..... ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ..... ''ہر وہ چیز دیں گے جس پر تو راضی ہو۔''

اُمت کا جہنم سے نکلنا:

اس پر بھی علماء نے ایک عجیب تحقیق لکھی ہے..... حضور ﷺ فرماتے ہیں..... کل

میدان محشر سے جب امت جنت کی طرف جائے گی...... میرا رب مجھے کہے گا مانگ جو مانگنا چاہتا ہے۔ ......(۱) فرمایا! میں امت کی سفارش کرنا شروع کروں گا...... گناہ گاروں کی معافی تلافی کرا کے ان کو جنت میں لے جانا شروع کروں گا...... فیصلے ہو جائیں گے...... جنتی جنت میں چلے جائیں گے...... جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے...... پھر بھی رب کہے گا...... یعطیك ربك فترضیٰ...... محبوب جو مانگنا چاہتا ہے...... مانگ دوں گا...... تو حضور ﷺ فرماتے ہیں...... اللہ سے کہوں گا...... میرے رب جو امتی تو نے جہنم بھیجے ہیں...... ان کو بھی نکال کر تو جنت میں بھیج دے...... محبوب ﷺ تو تلاش کر...... حضور ﷺ فرماتے ہیں میں خود ان کی سفارش کر کے ان کو جہنم سے نکلوا نکلوا کے جنت میں لے آؤں گا...... حتیٰ کہ وہ آخری درجہ کا امتی جس کے سینے میں رائی کے دانے کے برابر بھی اگر ایمان ہے...... اللہ کی توحید پہ یقین ہے...... حضور ﷺ فرماتے ہیں...... میں اس کی بھی سفارش کرا کے جنت میں لے جاؤں گا...... جب سب آ جائیں گے...... پھر اللہ پوچھے گا محبوب اب تو راضی ہے...... میں کہوں گا...... اللہ میری امت جہنم سے نکل گئی ہے...... اب میں راضی ہو چکا ہوں...... (۱) یعطیك ربك فترضیٰ...... ساری دنیا راضی ہو گی نعمتیں لے کر...... محمد ﷺ راضی ہو گا اللہ سے اپنی امت لے کر۔

یہ جدائی برداشت نہیں ہو سکتی:

آج ہم سوچیں! کہ اس پیغمبر ﷺ کو میرے اور تیرے ساتھ کتنا پیار ہے ایک اور بھی بڑی عجیب روایت ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پوچھیں گے محبوب کچھ مانگنا ہے تو مانگ...... !حضور ﷺ فرماتے ہیں اس وقت جب جنت میں سارے جنتی چلے جائیں گے۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۸۹ ج ۲ / صحیح بخاری ص ...... ج / صحیح مسلم ص ۱۰۵ ج ۱

(۲) مشکوٰۃ ص ۴۹۳ ج ۲ / صحیح بخاری ص ۹۷۴ ج ۲ / صحیح مسلم ص ۱۰۶ ج ۱ /

حضور ﷺ فرماتے ہیں اس وقت جب جنت میں سارے جنتی چلے جائیں گے...... ولی غوث ابدال ان سب کے درجے جنت میں نیچے ہوں گے۔ نبی کی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا درجہ اوپر ہوگا...... صحابہ میں پھر صدیق رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا درجہ ہوگا...... اس کے بعد انبیاء کے درجے ہوں گے...... نبیوں میں سب سے اعلیٰ درجہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ہوگا...... اب ذرا غور کریں اور بات کو سمجھنے کی کوشش کرنا! ...... صدیق امت سے اوپر ہے نبیوں سے نیچے ہے...... اور محبوب کا درجہ انبیاء سے بھی اوپر ہے...... تو حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجہ کے درمیان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے درجہ کا فرق ہوگا...... تو حضور ﷺ فرماتے ہیں...... اللہ مجھ سے پوچھے گا محبوب میں نے وعدہ کیا تھا...... یعطیك ربك فترضیٰ ...... جو تو چاہے گا میں دوں گا ...... جو مانگے گا عطا کروں گا...... جو لے گا تیرے حوالہ کروں گا...... اب بھی اگر جنت میں کسی چیز کی طلب ہے مجھ سے مانگیے؟...... تو میں اپنے رب سے کہوں گا...... اللہ میرا ایک ایسا یار ہے...... جس نے سفر میں مجھے تنہا نہیں چھوڑا...... حضر میں مجھے تنہا نہیں چھوڑا...... بیماری میں مجھے تنہا نہیں چھوڑا...... صحت میں مجھے تنہا نہیں چھوڑا...... گھر میں مجھے تنہا نہیں چھوڑا...... باہر مجھے اکیلا نہیں چھوڑا...... نماز میں اکیلا نہیں چھوڑا...... مزار میں اکیلا نہیں چھوڑا...... وہ میرے سفر و حضر کا ساتھی...... وہ میرے دکھ و سکھ کا ساتھی...... میرے بدر و حنین کا ساتھی...... میرے تبوک و خندق کا ساتھی...... میرے مکہ اور مدینہ کا ساتھی...... میرے غار و مزار کا ساتھی...... میرے حجرے کا ساتھی...... میرا جنت کا ساتھی...... وہ شخص جب میدان محشر میں تھا تب بھی میرا ساتھی...... حوض کوثر پہ تھا تب بھی میرا ساتھی...... میں جب پل صراط...... پر تھا تب بھی میرا ساتھی جب میں جنت میں داخل ہوا تب بھی میرے ساتھ تھا۔

یہ ساری جگہ پر وہ ساتھ رہا...... لیکن جنت کے درجات کی تقسیم میں وہ نبیوں سے نیچے آگیا ہے...... میں انبیاء کے اوپر آ گیا ہوں...... یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا درمیان

میں اتنا بڑا فاصلہ ہے...... اللہ! میں وفادار نبی ہوں بے وفا نہیں...... جس شخص نے بیوی بچے چھوڑ کر مجھ سے وفا کی ہے...... دولت چھوڑ کر مجھ سے وفا کی ہے...... خاندان چھوڑ کر مجھ سے وفا کی ہے...... مکہ چھوڑ کر مجھ سے وفا کی ہے...... سارا گھر بار لٹا کر مجھ سے وفا کی ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ جنت میں بھی حضور ﷺ کا ساتھی:

اب میں محمد ﷺ جنت کے اعلیٰ درجات پر رہوں...... صدیق رضی اللہ عنہ نبیوں سے نیچے رہے...... میں اس سے جدائی اختیار کروں...... یہ میری وفا کے خلاف ہے...... وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ! ...... یا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بھیج دے...... یا مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دے...... اللہ کہیں گے محبوب اگر آپ کو نیچے بھیجوں یہ میرے انصاف کے خلاف ہے...... اس لئے کہ اللہ سب سے بڑا منصف ہے...... اور اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نیچے سے اٹھا کر آپ کے ساتھ بٹھا دوں یہ میرے فضل کے مطابق ہے...... حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو نیچے سے اٹھا کر وہاں اوپر بٹھا دیا جائے گا...... جہاں محبوب چاہیں گے...... کہ میرے پڑوس میں ابو بکر بیٹھ جائے۔

اب یہاں پر ایک سوال ہے اس پر غور کریں......! آپ بھی سوچ رہے ہوں گے ...... اور ویسے لوگ بھی کہیں گے...... آپ کو کہ آپ کے مولوی نے عجیب مسئلہ بتایا...... کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی نیچے ہوں گے...... ابو بکر رضی اللہ عنہ اوپر ہوگا...... ابو بکر رضی اللہ عنہ اوپر نہیں ہوئے...... ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جگہ وہی ہے...... جہاں پر وہ تھے یہ تو پیغمبر ﷺ کا صدقہ ہے...... کہ صدیق رضی اللہ عنہ کو وہ جگہ مل گئی...... ایک شخص نچلی منزل پر رہتا ہے...... درمیان میں اور منزلیں بھی ہیں...... اس کا دوست سب سے اوپر والی منزل میں رہتا ہے ...... اوپر بیٹھنے والا اپنے نیچے بیٹھنے والے یار سے کہے یار تو بھی اکیلا ہوتا ہے...... میں وہاں اکیلا بیٹھا ہوں دل نہیں لگتا...... اوپر ٹھنڈی جگہ ہے کھلی جگہ ہے...... بہترین ہوا ہے...... اچھا

ماحول ہے...... ساری دنیا وہاں سے بیٹھ کر نظر آتی ہے...... میرا دل چاہتا ہے...... تو اوپر آجایا کر...... اب یہ دوست نیچے سے اٹھ کر اگر اوپر چلا جائے...... تو درمیان والوں کو اعتراض کا کوئی حق ہے......؟ (نہیں) کسی پیغمبر کو اعتراض کا حق اس لئے نہیں ہوگا...... کوئی نہیں بولے گا...... کیوں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مقام پر نہیں گیا یہ تو محمد رسول اللہ کے صدقہ سے وہاں پہنچا ہے...... نبی کی نسبت اتنی مضبوط ہے...... کہ اگر ایک جوتا بھی نبی سے منسوب ہو جائے...... نبوت کے قدموں میں آجائے...... مکہ کی دھرتی پہ بنا ہوا مکہ کے موچی کا بنا ہوا مکہ کے کسی جانور کا چمڑا تھا...... پتہ نہیں کیسا جانور ہوگا...... کس جانور کے چمڑے سے وہ جوتا بنا ہے...... مگر نبی کے قدموں میں آگیا ہے...... پیغمبر ﷺ زمین پر چلتے ہیں...... وہ جوتا ساتھ ہے...... پیغمبر ﷺ براق پر بیٹھتے ہیں...... وہ جوتا ساتھ ہے...... نبی مسجد اقصیٰ میں جاتے ہیں وہ جوتا ساتھ ہے...... پیغمبر ﷺ آسمانوں پر جائیں...... وہ نعلین ساتھ ہے محمد ﷺ عرش پر پہنچتے ہیں...... تو جوتا ساتھ رہا ہے...... اگر مکہ کے چمڑے سے بنے ہوئے جوتے کو نبی ﷺ کے صدقہ سے اتنی بڑی عزت ملے کہ وہ اس دھرتی سے اٹھ کر عرش پر پہنچ جائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی محمد ﷺ کی یاری کی وجہ سے قیامت کے دن نبی کے ساتھ بیٹھ جائے گا۔

حضور کے مربی:

ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ...... میں آج اس سورۃ کو سمیٹ کر ختم کرنا چاہتا ہوں...... تا کہ مضمون ادھورا نہ رہ جائے...... پچھلے جمعہ بھی میں نے باتیں درمیان میں چھوڑ دیں تھیں...... وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ...... ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ...... یہ آیتیں حضور ﷺ کی تسلی کے لئے تھیں...... آگے تین آیتیں...... الم یجدك یتیماً فاویٰ ...... ووجدك ضالاً فھدیٰ ...... ووجدك عائلا فاغنیٰ ...... ان تینوں آیات میں اللہ نے اپنے محبوب کو بھی تسلی دی ہے...... لیکن احسان جتلا کر کہ پیارے میں

نے تجھ پر کئی احسان کئے ہیں...... جس خدا نے اس وقت آپ کو نہیں چھوڑا...... آج نبوت دینے کے بعد بھی وہ خدا آپ کو نہیں چھوڑے گا...... ان میں سب سے پہلا احسان...... الم یجدک یتیماً فاویٰ ...... محبوب یاد ہے جب آپ ﷺ یتیم تھے اس وقت سہارے میں نے دیئے تھے...... آنے سے پہلے ابا جدا، چھ سال کی عمر میں امی جدا، آٹھ سال کے تھے دادا جدا، ایک ایک رشتہ ٹوٹ گیا...... دنیا کہتی تھی...... یتیم ہے...... لاوارث ہے...... کوئی رشتہ دار نہیں کون اس کی تربیت کرے گا......؟ محبوب ﷺ ! الم یجدک یتیماً فاویٰ ...... جب دنیا نے چھوڑ دیا تھا...... اس وقت میں نے تیری تربیت کی تھی...... جس رب نے اس وقت نہیں چھوڑا اب اس وقت نبوت دینے کے بعد وہ خدا چھوڑ دے...... یہ ناممکن ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے صدقے ہر چیز کی ترقی:

ما ودعک ربک وما قلیٰ ...... پیارے ہم نے آپ کو چھوڑا بھی نہیں ہے...... تعلق توڑا بھی نہیں ہے...... الم یجدک یتیماً فاویٰ ...... یتیمی میں ہم نے سہارے دئے بے سروسامانی کے عالم میں ہم ہی نے آپ کی تربیت کا انتظام کیا ہے...... اور اس پر حضور ﷺ کی ساری زندگی دیکھئے......! خصوصاً یتیمی کا زمانہ اللہ اپنی قدرت کے کرشموں سے پیغمبر ﷺ کی تربیت کا انتظام کر رہے ہیں...... سینکڑوں داعیاں مکہ کی طرف آتی ہیں...... ساری خالی جاتی ہیں...... جس کا مقدر جاگتا تھا اس کے خاندان کا انتخاب کیا...... سعد کے قبیلہ کی عورت حلیمہ تو آ...... محمد رسول اللہ ﷺ کو اٹھا اور پھر انتظام بھی اس انداز سے کیا...... کہ جس گھر میں پیغمبر ﷺ گئے ان لوگوں کو رزق ملا...... تو محمد رسول اللہ کے صدقہ سے ملا ہے...... حلیمہ کہتی ہے جب میں حضور ﷺ کو اٹھا کر لے جا رہی تھی...... سواریاں پہلے چل چکی تھیں...... میں آخر میں پہنچی...... روانہ ہوئی مگر محمد رسول اللہ ﷺ جب مجھ پر آئے...... یہ سواری ساری سواریوں سے آگے نکل جائے...... نبی حلیمہ کی ڈاچی پر بیٹھے وہ سب سے آگے...... پیغمبر ﷺ براق پہ بیٹھے وہ براقوں سے

آگے...... محمد ﷺ اگر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھے پر بیٹھ جائے...... وہ پوری امت سے آگے محبوب...... الم یجدك یتیماً فاوی ...... یتیمی میں ہم نے سہارے دیئے...... حلیمہ سے کہا گیا یہ کیا ہے......؟ کیسی سواری لے کر آئی ہے...... سواری وہی ہے...... سوار تبدیل کیا ہوا ہے...... نہیں دیکھتے اس پر جو سوار بیٹھا ہوا ہے...... یہ انوکھا نرالا ہے...... اس کے کرشمے ہیں ...... اس کی وجہ سے یہ ساری سعادتیں ہیں ...... ہمارے ایک دوست ہیں ...... مولانا عبید الرحمٰن ضیاء صاحب وہ تقریر کرتے ہیں...... ان کا عجیب اپنا ایک گفتگو کا انداز ہوتا ہے ...... ایک جگہ میں بھی بیٹھا تھا ان کے بعد میں نے تقریر کرنی تھی...... وہ مجھ سے پہلے تقریر کر رہے تھے...... انہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا...... کہا! ''لوکل ٹرینیں جا رہی ہیں...... حلیمہ نے کہا: ٹ جاؤ محمدی فلائنگ کوچ آ رہی ہے''...... پیغمبر ﷺ جس سواری پر سوار ہو جائے ...... وہ تمام سواریوں کی سردار بن کر سب سے آگے چلتی ہے...... حلیمہ کے گھر گئے تو وہاں بہاریں لگ گئیں۔

چودہویں کے چاند کا حضور ﷺ کے حسن کا مقابلہ:

الم یجدك یتیماً فاوی ...... دنیا نے یتیم کر کے چھوڑا تھا...... محمد ﷺ ہم نے تجھے سہارا دیا...... حدیث میں آتا ہے...... حضور اکرم ﷺ کی اماں سیدہ آمنہ حضور ﷺ کو لے کر مکہ سے مدینہ آئی...... حضور ﷺ کی آمد سے پہلے والد فوت ہو چکے تھے...... حدیث میں آتا ہے...... حضور ﷺ کے والد عبد اللہ کی عمر اٹھارہ سال تھی...... جب انتقال ہوا ہے...... سفر پر گئے تھے...... تجارت کے لئے...... اور کہا تھا...... بیوی سے کہ جب میں واپس آؤں گا ...... یہ بچہ جو تیرے پیٹ میں ہے...... جس کی آمد کی بہاریں ہم ابھی سے محسوس کر رہے ہیں ...... میں اس کے لئے کھلونے لے کر آؤں گا...... کپڑے لے کر آؤں گا...... سامان لے کر آؤں گا...... چلے گئے تجارت سے واپس آ رہے تھے...... مدینہ کے قریب ابواء کے مقام پر

پہنچے...... وہاں اللہ کی تقدیر کا فیصلہ غالب ہوا...... عبداللہ فوت ہو گئے اللہ کو پیارے ہو گئے سیدہ آمنہ حضور ﷺ کو لے کر جب آقا ﷺ کی عمر چھ سال ہوئی اسی جگہ پر پہنچیں...... جہاں عبداللہ کی قبر تھی...... قبر پر جا کر کھڑی ہو گئیں اور تین جملے آمنہ نے کہے...... جو بڑے عجیب تھے...... اور تاریخ کی کتابوں میں لکھے ہیں...... کہا عبداللہ! میرے شوہر تو نے مجھے کہا تھا میں واپس آؤں گا...... میں اس دن سے انتظار کر رہی ہوں تو نہ آیا...... تو نے کہا تھا...... بچے کے لئے کپڑے لے کر آؤں گا...... اللہ نے مجھے حسین محمد ﷺ دیا ہے...... مگر اس کے کپڑے نہ آئے...... عبداللہ اب میں اجڑی ہوئی بیوہ بن کے آئی ہوں...... محمد ﷺ یتیم بن کے آیا ہے...... اللہ اگر میرے جملے تجھ تک پہنچا دے اور تجھ میں طاقت ہو تو قبر سے باہر نکل کر دیکھ! خدا نے وہ بچہ دیا ہے...... کہ چودھویں رات کا چاند بھی اس کے حسن کا مقابلہ نہیں کر سکتا...... جب آمنہ نے یہ جملے کہے...... زور سے چیخ ماری گری اور بے ہوش ہو گئیں ام ایمن ساتھ تھی اٹھا کر حضور اکرم ﷺ کی والدہ کو گھر لے آئیں ایک ماہ تک پیغمبر ﷺ کی امی بیمار رہیں۔

یہ حسین محمد ﷺ تیرے حوالے:

اور آخری دنوں میں سیدہ آمنہ بالکل بے ہوشی کے عالم میں تھیں...... حضور ﷺ اپنی اماں کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے...... والدہ پہ زندگی کے آخری اثرات لمحات شروع ہو گئے...... سکرات کی کیفیت ظاہر ہونا شروع ہو گئی...... جان کنی کا عالم تھا...... حضور ﷺ اپنی اماں کے سرہانے بیٹھ کر والدہ کے چہرے کو تک رہے تھے...... سفر کی حالت میں مکہ سے چار سو کلو میٹر دور یتیم محمد ﷺ اپنی بیوہ اماں کے سرہانے بیٹھ کر ماں کی جدائی کے منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں...... آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہے...... ایک دفعہ آمنہ کو تھوڑا سا ہوش آیا آنکھ کھولی...... آسمان کی طرف نگاہ اٹھی...... محبوب ﷺ کے چہرۂ اطہر پر ڈال کے بے ساختہ زبان سے جملہ کہا...... اللہ یہ حسین محمد ﷺ جسے میں نے بڑے دکھوں

سے پالا ہے...... یہ تیرے حوالے کر کے جاتی ہوں...... اتنا کہا روح پرواز ہو گئی...... حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے...... مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میری اماں کی میت اٹھی تھی......(۱) میری آنکھوں میں آنسو تھے...... اور میں ماں کی میت کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

حُسنِ اتنا کہ سورج مقابلہ نہ کر سکے:

ام ایمن حضور ﷺ کو مدینہ سے مکہ لے کر آئی...... حضور کے دادا عبدالمطلب مکہ میں پہاڑ سے باہر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی آمد کا انتظار کرتے تھے...... لوگوں سے پوچھتے تھے مکہ کے بازاروں سے نکل کر پہاڑوں پر چڑھ کے کھڑے ہو جاتے کہ قافلے آنیوالو......! مدینہ میری بہو آمنہ گئی ہے...... میرا پوتا محمد ﷺ گیا ہے ان کی آمد کی کوئی اطلاع دو...... ام ایمن کہتی ہے...... جس دن میں مکہ پہنچی...... صبح کا وقت تھا...... حضور ﷺ چھ سال کے ننھے بچے...... کبھی اس محبوب کو میں سینہ سے لگاتی...... کبھی میں اپنے بازو پہ اٹھاتی کبھی اس کو کندھے پہ بٹھاتی کبھی تھک جاتی...... تو پیغمبر ﷺ کی انگلی پکڑ کے پیدل چلاتی یہ ساری مسافت میں نے طے کی اور جب میں مکہ پہنچی...... عبدالمطلب پہاڑ پر کھڑے تھے...... عبدالمطلب دیکھ رہے تھے...... سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں ہے...... ادھر عبدالمطلب نے نظر ڈالی سورج طلوع ہو رہا تھا...... ایک طرف سے ایک عورت ایک بچہ کو لا رہی ہے...... اس سورج کی چمک بچہ کے چہرے پر پڑی ہے...... اس بچہ کے چہرے کے حسن کا عالم ہے...... کہ سورج بھی اس کے حسن کا مقابلہ نہیں کر سکتا...... حسین اتنا ہے...... سورج مقابلہ نہ کرے...... مگر اس کے چہرہ پر غم کے آثار اتنے ہیں...... کہ دیکھ کر برداشت نہیں ہوتا...... ام ایمن قریب آئی...... عبدالمطلب نے کہا ام ایمن......! محمد ﷺ کو لے آئی۔

---

(۱) سیرت حلبیہ / سیرت مصطفیٰ /

اس کی امی آمنہ کہاں ہے......؟ حدیث میں آتا ہے......ام ایمن نے کہا عبدالمطلب اللہ کی رضا پر راضی ہو جا...... جہاں عبداللہ کو پیارا ہو چکا ہے......آمنہ بھی اللہ کو پیاری ہو چکی ہے...... یہ کہنے کے بعد عبدالمطلب کی آنکھوں میں آنسو تھے......اس نے یتیم پوتے محمد رسول اللہ ﷺ کو اٹھایا...... سینے سے لگایا...... پیشانی پہ بوسہ دیا......اور مکۃ المکرمہ کے پہاڑ سامنے نظر آ رہے تھے......سیدہ آمنہ کا مکان سامنے نظر آ رہا تھا......عبدالمطلب کا گھر قریب نظر آ رہا تھا ......حضور ﷺ نے جب ان مکانوں کو دیکھا اور وہ منظر یاد آیا......کہ کبھی میں امی کے ساتھ اسی جگہ پر رہتا تھا......اور جب میں گیا تھا......تو اماں ساتھ تھیں...... آج جب آیا ہوں تو اکیلا آیا ہوں......کبھی سوچیں جن لوگوں پہ حالات بیتے ہیں......کہ جائیں تو بہاروں کے ساتھ آئیں......تو خزاں لے کر ذہنی طور پر کتنی کوفت ہوتی ہے......اس جگہ کو دیکھ کر کہ ہم جب کسی زمانہ میں یہاں سے گزرے تھے یہاں سے گئے تھے......کیا منظر تھا......آج آئے ہیں تو کس سنسانے اور ویرانے میں آگئے ہیں...... حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

محمدی ﷺ سفارش کے اثرات:

عبدالمطلب نے حضور ﷺ کو زمین پر کھڑا کر دیا......اور اس نے حضور ﷺ کا چہرہ پکڑ کے یوں آسمان کی طرف کیا......اور کر کے کہا......اللہ تو بڑا بے نیاز ہے...... آنے سے پہلے اس کے ابا کو جدا کیا...... چھ سال کی عمر میں محمد ﷺ کی امی جدا کر دی ہے...... پتہ نہیں میری زندگی کے کتنے دن باقی ہیں......اللہ میں یہ حسین تیرے حوالے کر رہا ہوں......اس کی نبوت کو چار چاند لگانا......غیب سے ندا آئی......الم یجدك یتیماً فاوی ......گھبرانے کی ضرورت نہیں......اس کے سر پر ہم نبوت کا وہ تاج رکھیں گے......کہ کلمہ مکمل نہیں ہوگا...... جب تک اس کا نام نہیں ہوگا......اذان پوری نہیں ہوگی...... جب تک اس کا تذکرہ نہیں ہو گا......نماز پوری نہیں ہوگی...... جب تک اس پر درود وسلام نہ پڑھا جائے گا......عبادت

قبول نہیں ہو گی ...... جب تک تیرے یتیم کا نام نہیں آئے گا...... قبر کے سوال و جواب نامکمل ہوں گے...... جب تک اس کا تذکرہ نہ ہو...... میں خدا کل قیامت کے دن اس وقت تک مغفرت نہیں کروں گا...... جب تک تیرا محمد ﷺ سفارش نہیں کرے گا...... الم یجدك یتیماً فاوىٰ...... پہلا احسان پیارے یتیمی میں ہم نے سہارے دئے۔

آپ کو ساری کائنات کا ہادی بنانا:

دوسرا احسان...... ووجدك ضالاً فهدىٰ...... ''اور تو گمراہ تھا ''...... فهدىٰ...... ''تجھے ہدایت سے نوازا''...... توجہ رہے! سمجھنے کی کوشش کریں......! ایک مطلب تو یہ ہے...... کہ جب آپ آئے...... ماحول سارا گندا تھا...... ضالاً...... آپ ﷺ کو اس گندے ماحول میں ہم نے دیکھا...... ہم نے پایا...... ہم نے پیدا کیا...... ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا...... لیکن آئے تو گندے ماحول میں...... فهدىٰ...... پر محمد ﷺ نبوت کا تاج لے کر آئے...... عام طور پہ بچہ ہو یتیم...... باپ بھی نہ ہو ماں بھی نہ ہو...... دادا کا سہارا بھی اٹھ جائے...... ویسے بھی یتیم ہو...... دنیا اور دولت بھی اس کے پاس نہ ہو...... تو لوگ کہتے ہیں ...... یار گندے ماحول میں ہے...... بے راہ روی کا شکار ہو جائے گا...... چور بن جائے گا...... ڈاکو بن جائے گا...... غلط ہو جائے گا...... اللہ کہتے ہیں...... ووجدك ضالا فهدىٰ...... ایسے ماحول میں جب امی نہیں تھیں...... ابا نہیں تھے...... دادا نہیں تھے...... کوئی قبیلے کا ایسا فرد نہیں جو سر پر ہاتھ رکھ سکے...... جو تربیت کا انتظام کر سکے...... اور عرب کی جہالت کا عالم یہ تھا...... کہ لوگ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے...... جہالت کا عالم یہ تھا ...... کہ لوگ ظلم کی انتہا کرتے تھے...... جہالت کا عالم یہ تھا...... کہ ایک ایک عورت کے ساتھ دس دس مرد نکاح کر لیتے تھے...... جہالت کا عالم یہ تھا...... کہ پانی کے کنویں پر ایک عدد ڈول پر اگر لڑائی ہوئی ہے...... پچاس پچاس سال تک لڑائیاں ہوتی تھیں...... ایسے ماحول میں محمد

کو بھیج کر...... فھدیٰ...... ہم نے آپ کے سر پر نبوت کا تاج رکھ کر ساری دنیا کا ہادی بنادیا یہ ہم نے آپ پر بڑا احسان کیا۔

ایک عجیب واقعہ:

ووجدك ضالا فھدی ...... ایک اور واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے...... کہ حضور ﷺ بھی چھوٹی عمر میں تھے...... سات سال کی عمر تھی...... آپ مکہ کے پہاڑوں میں گئے...... تو راستہ گھر آنے کا بھول گئے...... "ضال" کا معنی راہ بھولنا بھی ہے...... راستہ بھٹک جانا...... راہ کا پتہ نہ چلا...... کہ گھر کیسے جاؤں...... حضورؐ ایک پہاڑ پر بیٹھ گئے...... ابو جہل ادھر سے گذرا ...... سواری پر سوار تھا...... اس نے سواری آ کر حضورؐ کے پاس روکی...... اور کہا...... میرے بھتیجے محمد! آؤ سواری پر بیٹھ جاؤ...... میں تمہیں گھر لے چلتا ہوں...... اس نے حضور ﷺ کو اپنے ساتھ پچھلی طرف بٹھایا...... خود آگے بیٹھا...... ڈاچی کو اٹھایا نہ اٹھی...... چلایا نہ چلی...... ہانکا نہ چلی...... آخر غصے میں آ کر کہا کیا مصیبت ہے......؟ چلتی کیوں نہیں ......؟ کیا ہو گیا ہے تجھے......؟ اسے چابک مارا...... ہاتف غیب سے آواز آئی ابو جہل......! اس کو پیچھے بٹھاتے ہو جسے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے آگے کھڑا کرنا ہے...... ابو جہل حیران ہوگا...... حضور ﷺ کو اٹھایا اور اپنے سامنے ڈاچی پر بٹھایا...... ڈاچی ایک دم سے کھڑی ہو گئی اور چل پڑی...... اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے...... کہ ووجدك ضالا...... "راستہ بھول گئے تھے"...... "فھدیٰ" واپس لاتے ہوئے ہماری غیرت نے برداشت نہ کیا...... کہ ابو جہل کے پیچھے بیٹھیں...... ہم آپ کو آگے بٹھا کر لائے تھے...... ہادی بنا کر لائے...... آگے بٹھا کر لائے۔

آپ ﷺ کا ساری دنیا سے بے نیاز:

وو جدك عائلا فاغنیٰ...... اے پیغمبر آپ بے سروسامان تھے...... ہم نے دولت دی...... غنی کر دیا...... کہ آپ کسی کے دروازے پر ہاتھ نہیں پھیلا رہے...... بلکہ دنیا تیرے دروازے پر آ رہی ہے...... وو جدك عائلا فاغنیٰ...... ابو طالب سگے چچا نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تھا...... پر محبوب جب ہم نے تجھ پر کرم کیا تو...... وو جدك عائلا فاغنیٰ...... اکیلی خدیجہؓ تیرے قدموں میں بھیجی...... جس نے آ کر اپنی ساری جائیداد تیرے پاؤں پر لٹا دی...... وو جدك عائلا فاغنیٰ...... اتنی دولت دی کہ آپ دنیا سے بے نیاز ہو گئے ساری دنیا تیری محتاج بن گئی...... اکیلا ابو بکرؓ نے آپ کو ایسا عطا کیا جس نے کلمہ پڑھ کر چالیس ہزار دینار آ کر محبوب تیرے قدموں میں رکھ دیئے...... یہ تین احسان اللہ نے جتلائے...... اور آخر میں تین فریضے بتائے...... اب آپ لوگوں کا حق کیا ہے......؟ ذمہ داری کیا ہے......؟ کام کیا ہے......؟ پہلا کام فرمایا...... فاما الیتیم فلا تقہر...... ''محبوب کوئی یتیم آپ کے سامنے آئے تو اس پر سختی نہ کرنا...... جھڑکیں نہ قہر نہ کریں''۔

فاما الیتیم فلا تقہر...... ''یوں نہیں کہ یتیموں کو تم پالو تو روزانہ ان کی پٹائی...... یتیم کو پال رہے ہو تو اپنے بچوں کو تو کوئی کام نہ کہو سارا دن یتیم سے کام لو......؟ اگر تم یتیم کی پرورش کر رہے...... تو سارا مال غصب کر کے کھا جاؤ......؟ فاما الیتیم فلا تقہر...... جب یتیم سامنے آئے تو ذرا خیال کرنا...... شفقت کی نگاہ سے اس کو دیکھنا...... غصہ کی نظر سے نہ دیکھنا...... حدیث میں آتا ہے...... کہ جب کوئی یتیم سامنے آئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھ دو اس ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے...... اللہ اتنی اتنی نیکیاں عطا فرمائیں گے......(۱) فاما الیتیم فلا تقہر۔

---

(۱) تفسیر روح المعانی

حدیث میں آتا ہے...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا...... میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا...... ہم دونوں کل قیامت کے دن...... جنت میں ایسے جائیں گے...... جیسے دو انگلیوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں...... میرے اور یتیم کی تربیت کرنے والے کے درمیان بھی جنت میں جانے میں کوئی فاصلہ نہیں ہوگا......(۱) بہت بڑا انعام ہے اس آدمی کا جو یتیموں کے لئے سہارا بنتا ہے...... یہ بات میرے اور آپ کے لئے سبق ہے...... کہ آج ہم لوگ کتنا سہارا بنے ہیں...... انتخاب کے دنوں میں تو ہر کسی کا سہارا ہوتا ہے...... آگے پیچھے تو کچھ پتہ نہیں...... آج کل تو خیر الیکشن بڑی جلدی آرہے ہیں...... پہلے پانچ سال بعد ہوتے تھے...... تو پانچ سال کے مردوں کی تعزیت ایک دن میں کی جاتی ہے...... وہ آج سے پانچ سال پہلے...... تیرا پردادا فوت ہوا تھا...... بڑا افسوس ہے...... بڑا نیک آدمی تھا...... اس سے میرے بڑے تعلقات تھے...... میں اس کی تعزیت کرنے آیا ہوں...... تین سال پہلے فلاں آدمی مرا تھا...... اس کا بڑا افسوس ہے...... میں آج اس کی تعزیت کرنے آیا ہوں...... فاما الیتیم فلا تقھر...... کبھی نہیں پوچھا تیرا فلاں رشتہ دار تیرا باپ مر گیا تھا...... میں اس کی تعزیت کرنے آؤں...... اب ضرورت پڑی ہے اپنی خواہش کے لئے...... اس لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے...... اللہ کہتا ہے محبوب یتیم آئے اس پر سختی نہ کریں...... فاما الیتیم فلا تقھر...... ”پیغمبر یتیم آئے سختی نہ کرنا۔“

یہ جماعت صحابہ تیرے در پر سائل:

واما السائل فلا تنھر...... کوئی سوالی آئے...... تو جھڑک کر جواب نہ دینا...... جیسے ہمارے ہاں بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے...... ان کے مانگنے کی عادت ہے۔

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۲۲ ج۲ / صحیح مسلم ص ۲۵۴ ج۲

یہ یوں ہی مانگتے رہتے ہیں...... کوئی غریب آ گیا کوئی بھکاری آ گیا...... چل اوئے میں تجھے جانتا ہوں ...... تو بھیک مانگتا ہے نکل جا میرے دروازے سے باہر ہو جا...... قرآن کہتا ہے...... واما السائل فلا تنهر ...... سوالی کو جھڑکو مت تم نہیں جانتے...... کہ کس مجبوری کی وجہ سے وہ تمہارے سامنے ہاتھ پھیلا رہا ہے...... اللہ معاف کرے کہیں اس مجبوری میں تم نہ ملوث ہو جاؤ...... کہ تمہیں در در کی ٹھوکریں کھانی پڑیں...... اور قرآن کہتا ہے محبوب! یہ ساری جماعت صحابہ تیرے در پر سائل ہے...... سوالی بن کے آئے ہیں پیارے جب یہ سوال کرنے کے لئے آئے ہیں...... تو آپ نرم مزاجی سے ان کو مسائل بتایئے...... فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك ...... "کہ محبوب اگر آپ نرم مزاج نہ ہوتے ...... خوش رو نہ ہوتے" ...... یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بنو تیم کا...... عمر رضی اللہ عنہ بنو عدی کا...... عثمان رضی اللہ عنہ بنو امیہ کا...... علی رضی اللہ عنہ بنو قریش کا...... سلمان رضی اللہ عنہ فارس سے...... صہیب رضی اللہ عنہ روم سے...... اویس رضی اللہ عنہ قرن سے...... بلال رضی اللہ عنہ حبش سے...... یہ ساری دنیا سمٹ کر تیرے قدموں میں نہ آتی...... آج یہ سارے اس لئے آئے ہیں...... کہ آپ نرم مزاج کے مالک ہیں...... نرم مزاج ہے...... خوش اخلاقی سے گفتگو کرتے ہیں...... آپ کو پتہ ہے...... یہ اللہ والوں کے دروازوں پر دنیا کیوں جمع ہوتی ہے......؟ صرف اس لئے کہ وہاں اخلاق ملتا ہے...... خوش خلقی ملتی ہے...... پیار ملتا ہے...... اور وڈیروں ...... سرداروں ...... نوابوں ...... چوہدریوں کے ہاں سے لوگ ڈرتے اس لئے ہیں...... کہ وہاں سے جھڑکیاں ملتی ہیں ...... آج کل تو نہیں ملیں گی...... جھڑکیاں آج کل تو اپنی پگڑیاں بھی آپ کے جوتوں پر لا کر رکھیں گے...... لیکن الیکشن جیتنے کے بعد پھر سوائے اس بات کے چل اوئے میں نے تجھ سے ووٹ خریدا تھا...... تو میرے پاس کس لئے آیا ہے...... وہ ظالم جو تمہیں پیسے دے کر تم سے ووٹ لیتا ہے...... وہ تمہارے ضمیر کو خریدتا ہے...... پھر پورے اقتدار میں بیٹھ کر......

تمہارے ضمیر کے سودے کرتا رہتا ہے...... اور ہمیں اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا...... ہم پھر بھی کہتے ہیں...... چونکہ بڑا آدمی ہے...... اس سے اتنے کام ہو سکتے ہیں...... اس لئے اسی کے حوالے کر دیا جائے...... واما السائل فلا تنهر...... "محبوب سوالی کو جھڑکئے مت"...... واما بنعمة ربك فحدث...... "اپنے رب کی نعمت کو کھول کر بیان کیجئے۔ قرآن اللہ کی آپ پر بہت بڑی نعمت ہے"...... فحدث...... "محبوب اس کو بیان کریں...... علم آپ کے پاس نعمت ہے"...... فحدث...... کھول کر بیان کریں...... قاری تلاوت کرتا ہے...... خدا کی نعمت ہے کھل کے تلاوت کر...... اچھا نعت خوان نعت پڑھتا ہے...... اللہ کی نعمت ہے اسے کھول کر بیان کرے...... ایک شخص کو مسئلہ آتا ہے...... آپ اس حقیقت کو جانتے ہیں۔

نبی ﷺ کی عظمت:

واما بنعمة ربك فحدث ...... اللہ کہتا ہے...... حق اور شریعت کو چھپانا نہیں ...... اسے کھول کر بیان کریں...... یہ اس سورۃ کا وہ نچوڑ تھا جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا...... ایک اہم بات کہہ کر بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں...... اس سورۃ کا خلاصہ یہ ہے...... کہ اللہ اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی برداشت نہیں کرسکتا...... ایک ظالم نے طعنہ دیا...... کہ خدا چھوڑ گیا ہے...... اللہ ناراض ہو گیا ہے...... محمد ﷺ رب نے تجھ پر وحی بھیجنا بند کر دی ہے...... اتنا کہا اللہ کا عرش ہلا خدا نے پوری سورۃ اتار دی...... احکامات بھی دئے ...... پیغمبر ﷺ کو تسلی بھی دی...... مسلمانو! وہ نبی اتنا عظیم ہے...... جس کے لئے خدا عرش سے بولتا ہے...... پیغمبر ﷺ کا مقام تو بہت اونچا ہے...... نبی کے یاروں پر بھی اگر کوئی تنقید کرے ...... اللہ ان کے لئے بھی عرش سے اتر کر عدالت کے کٹہرے میں گواہیاں پیش کرنا شروع کر دیتا ہے...... عبداللہ بن ام مکتومؓ نابینا صحابی ہے...... اس کے متعلق ایک آدمی نے تھوڑی سی بات کہہ دی...... تو اللہ اس کے وکیل وسفیر بن گئے...... عائشہ صدیقہؓ پر الزام آیا قرآن عرش

سے اترا...... وکیلِ صفائی بنا۔

اپنے نبی ﷺ کی گستاخی برداشت نہیں:

میرے محترم دوستو......! پہلے انبیاء اور حضور ﷺ میں یہ فرق ہے...... کہ پہلے نبیوں پہ جب کوئی تنقید کرتا...... نبی علیہ السلام خود جواب دیتے اور ہمارے آقا ﷺ کی شریعت میں جب حضور ﷺ پہ کوئی شخص تنقید کرتا اس کا جواب اللہ دیتے ہیں...... محبوب ﷺ تو چپ رہ ...... تو میرا محبوب ﷺ ہے...... اوئے دنیا میں لوگ کہتے ہیں...... یہ میرا محبوب ہے...... اس کا نام نہ لینا...... نام لیا تو دانت نکال دوں گا۔

خبردار! اس کے خلاف بات کی تو میں تیرے ساتھ مقابلہ کروں گا...... اللہ بھی کہتا ہے محمد ﷺ تو میرا محبوب ہے دشمن اگر تیرے متعلق زبان کھولے...... تو چپ رہنا...... اس سے انتقام میں خدا لوں گا...... ابولہب کے لڑکے نے ایک دفعہ حضور ﷺ کے سامنے گستاخی کردی بے ادبی کی...... پیغمبر ﷺ نے اس کے لئے بددعا کا ایک جملہ کہہ دیا...... اللہ اس پر کوئی درندہ مسلط کر جو اسے پھاڑ ڈالے...... ابولہب کو پتہ چل گیا وہ کہتا تھا...... ابولہب کہ لوگو......! اس میں کوئی شک نہیں...... کہ میں محمد کو نبی نہیں مانتا...... لیکن اس کی زبان سے نکلے ہوئے جملے غلط نہیں ہوتے...... اس نے کہہ دیا ہے...... تو یقیناً میرے بیٹے کو کوئی درندہ آ کر پھاڑے گا...... رات کو وہ لڑکا سویا ہوا تھا...... پہاڑ پر اردگرد اس کے دوست سو رہے تھے ...... جنگل سے ایک شیر آیا اس نے آ کر زور سے اپنا پنجہ مارا...... اس کے دو ٹکڑے کر کے لاش پہاڑ سے زمین پر پھینک دی...... اللہ پیغمبر ﷺ کی بے ادبی برداشت نہیں کرتے...... نبی کی ذات تو بہت ہی عظیم ہے...... پیغمبر ﷺ کے نام میں بھی اللہ نے اتنے کمالات رکھے ہیں ...... میں نے اسم محمد ﷺ پر ایک تقریر پہلے کی تھی...... میں اس کو نہیں دہرانا چاہتا۔

جنگل کے درندے اور حضور ﷺ کے نام کا احترام:

جنگل کے درندوں کو جا کر صحابہ نے کہا تھا...... ایھا السوائب والبھائم اخرجو امن ھذا البلاد نحن اصحاب رسول اللہ ...... ہم محمد ﷺ کے یار اس زمین پہ ڈیرہ ڈالنا چاہتے ہیں...... شہر چھوڑ دو......! جنگل چھوڑ دو نکل جاؤ......! چیتے شیر سانپ اژدہا اور گیدڑ ہر قسم کا جانور اپنے بچوں کو منہ میں لے کر سکینڈوں میں جنگل چھوڑ کر چلا گیا...... کہ اب محمد ﷺ کا نام آ گیا ہے...... اب ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے...... ایک صحابی راستہ بھٹک گئے...... تو سامنے ایک شیر آ گیا...... شیر نے منہ پھاڑا...... صحابی سامنے یوں کھڑا ہو گیا اس نے کہا جنگل کے شیر سن نہیں جانتا میں محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں...... اس نے جب اتنا جملہ کہا اس شیر نے سر جھکا دیا...... سر جھکا کر اس نے دُم ہلائی اور اشارے سے کہا...... کہ میری پشت پر سوار ہو جاؤ...... صحابی اس کے اوپر سوار ہو گئے...... شیر نے اٹھایا اور اٹھا کر اس جگہ پر چھوڑ کر آیا...... جہاں صحابی جانا چاہتے تھے...... جنگل کے درندے کہا مانتے ہیں۔

میں احتجاجاً ایک بات کہنا چاہتا ہوں...... میں نہ مسلم لیگ سے تعلق رکھتا ہوں...... نہ پیپلز پارٹی سے ہمارا ان سے کوئی تعلق ہے...... اور نہ ہی ان میں کسی کو نیک نیت سمجھتا ہوں...... اس لئے کہ ان لوگوں نے اسلام سے غداری بہت زیادہ کی ہے...... لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے...... میں نے پرسوں ترسوں بھی دو دن تین چار مرتبہ ٹیلی فون کر کے مسلم لیگ کے ذمہ داروں کو کہا ہے...... یہ اس چوک میں یہ سامنے جو درانی چوک ہے...... اور جو دین پور چنگی والا چوک ہے...... ان دونوں چوکوں میں سیٹھ اسلم کا جس جگہ پر بورڈ لگا ہوا ہے...... نیچے اس کا نام ہے سیٹھ محمد اسلم...... اور اوپر شیر کی تصویر بنا کر اس شیر کے پنجے لفظ محمد پر لگائے ہوئے ہیں...... لیگیو! میں تم سے کہہ رہا ہوں...... اپنے لیڈروں کو سمجھاؤ......! اللہ کے عذاب کو مت دعوت دو......! اللہ کی گرفت کو مت پکارو......! کہیں ایسا نہ ہو...... کہ

خدا کا عذاب نہ تم پر نازل ہو جائے......قوم کے ووٹوں کے سودا کرنے والے لوگ قوم کو بکاؤ مال تصور کرنے والے لوگ پیسے دے کر ووٹ حاصل کر کے پھر اس قوم کا استیصال کرنے والے آج سے کچھ سال پہلے ہمارے علم میں یہ بات آئی تھی...... کہ اس شخص نے قرآن کی توہین کی تھی......اب محمد ﷺ کے نام کی توہین کی ہے...... یہ بات قابل برداشت نہیں...... اس بورڈ کو کل صبح تک اترنا چاہئے......اگر نہ اترا میں انتظامیہ کے نوٹس میں بھی لا رہا ہوں ......ورنہ پھر ہم اس کو خود جا کر اتار دیں گے......اترنا چاہئے کہ نہیں......؟ (اترنا چاہئے) اس کو اتارنا چاہئے...... ہم خود اتاریں گے کل کو اگر مسلم لیگ کے لوگ بیٹھے ہیں......تو وہ میری بات نوٹ کر کے جائیں...... ہم بے غیرت نہیں...... پچھلی دفعہ ہم نے اس کا ساتھ دیا تھا...... انکار نہیں کیا تھا...... آج تک ہم نے اس کے خلاف کوئی زبان نہیں کھولی...... خاموشی کے ساتھ وقت بسر کر رہے ہیں......لیکن اتنی بڑی بے ادبی دنیا میں کوئی ایک اشتہار مجھے دکھا دو جس میں انتخابی نشان اوپر ہو......اور امیدوار کا نام نیچے ہو یہ اتنی بڑی بات ہے ......کہ اپنے آپ کو اس نے نیچے کر کے شیر کو اس نے اپنے اوپر بٹھایا ہے...... تیرے نام پر آتا تو کوئی فرق نہ تھا لفظ محمد پر شیر کے پنجے......؟ جنگل کے درندے پیغمبر ﷺ کا کہا مانیں ......تو نبی کے نام کی توہین کرے......اور اس دفعہ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا...... اگر یہ تیرا رویہ رہا تو شکست تیرا مقدر ہو جائے گی......اس کا نوٹس ہم لینا چاہتے ہیں......انتظامیہ کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں...... کہ انتظامیہ فوراً اس بورڈ کو اتروائے ......اور اگر نہیں اتروایا...... پھر دیکھو......! کہ دو دن تک میں خود جا کر اس کو اتاروں گا......پھر جو طاقت ہے......کسی بڑے رئیس نواب کی آئے ...... میرا مقابلہ کرے ہم اتاریں گے ......آپ ساتھ چلیں گے......؟ (انشاء اللہ) اللہ آپ کو جزائے خیر دے (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صاحب حوض کوثر

(حصہ اول)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَم ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ......انا اعطيناك الكوثر......ο فصل لربك وانحر ......ο ان شانئك هو الابتر ...... ο قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم......οحوضی مسیرةُ شهرٍ ماؤهٗ ابیضُ من اللبن وریحه اطیب من المسك ...... وكیزانه كنجوم السماء من یشرب منها فلا یظما ابدا......ο(۱) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ ......وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم......!واجب الاحترام......!بزرگو دوستو اور بھائیو......!ربیع الاول شریف سے......سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف عنوانات پر گفتگو ہو رہی ہے ......گذشتہ دو جمعے سورۃ " والضحیٰ " کی توضیح وتفسیر اور مناقب وفضائل سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بیان کئے......آج کے خطبہ میں سورۃ الکوثر قرآن کی ایک سورت ہے...... جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔

(۱) صحیح بخاری ص ۹۷۶ ج ۲ / مشکوۃ ص ج ...... / صحیح مسلم ص ۲۶۹ ج ۲ عن عمر بن عاش

اس پر میں مختصر سی گفتگو کرنا چاہوں گا......اس سورت میں تین آیتیں ہیں......دس اس کے کلمے ہیں......اور اکتالیس اس سورت کے حرف ہیں......علماء نے اس سورت کے شان نزول میں مختلف واقعات نقل کیے ہیں......اگرچہ مفسرین نے اس پر بھی اختلاف کیا ہے......کہ یہ سورت مکی یا مدنی ہے......لیکن زیادہ اتفاق اس بات پر ہے......کہ مکۃ المکرمہ میں نازل ہوئی۔(۱)

حضور ﷺ کے بیٹوں کا انتقال:

اور اس سورۃ کے نزول کا سبب مکۃ المکرمہ کے ابتدائی حالات میں جناب

سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ اور بعض حضرات نے انہی دو بچوں کا نام القاب کے طور پر طیب اور طاہر بھی لکھا ہے......(۲) یہ بچے جتنے تھے......اللہ کے محبوب کے سب کے سب بچپن میں فوت ہو گئے......کم عمری میں ان کا انتقال ہو گیا تھا......اور اس میں بھی اللہ کی طرف سے ایک حکمت تھی......قرآن نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے......کہ......ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین و کان اللّٰہ بکل شیٔ علیماً ......"کہ لوگو! محمد تم میں مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں......اس لئے کہ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔

---

(۱) یہ سورت اکثر علماء کے نزدیک مکہ میں نازل ہوئی ہے ۔ حضرت ابن عباسؓ ، حضرت عائشہؓ ، حضرت ابن زبیرؓ مقاتل اور قلبی سے میں بھی منقول ہے ۔ مگر مجاھد، قتادۃؒ، حسن بصریؒ اور عکرمۃؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی ہے ۔ علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں اسی کو درست قرار دیا ہے ۔ علامہ نوویؒ نے بھی شرح مسلم میں اس کو ترجیح دی ہے ۔ علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے ۔ کہ اس کا نزول دو مرتبہ ہوا ہے۔ ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں ۔ (وحینئذ فلا اشکال) درس تفسیر ص ۴۳۰/

(۲) سیرت مصطفی ص ۳٦٤ ج ۳ / زرقانی ص ۳۱٦ ج ٤ بیروت

آپ کا کوئی بچہ مرد نہیں ہوا...... جس کے ابا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنے...... اللہ نے حضور کو صاحبزادیاں عطا کیں...... اور ان کے واسطہ سے آپ کا نسب باقی رہا...... یہ دونوں بچے جب دنیا سے رُخصت ہو گئے ...... اس پر مشرکین مکہ نے حضور اکرم ﷺ کو تکلیف دینے کے انداز میں یہ جملہ کہا...... "قد بتر محمد "معاذاللہ محمد ا مقطوع النسل ہو گئے......(۱) حضور کا سلسلہ نسب ختم ہو گیا...... پیغمبر کا خاندان مٹ گیا...... اس لئے کہ دنیا میں یہ قانون ہے...... کہ باپ کے بعد بیٹا ہی آتا ہے...... جو باپ کے نام کو روشن کرتا ہے ...... بیٹا ہوتا ہے...... جو باپ کی تحریک کو لے کر چلتا ہے...... اس کے مشن کو آگے بڑھاتا ہے...... اور جب کسی کی نرینہ اولاد نہ ہو تو لوگ کہہ دیتے ہیں آج اس کے جانے سے اس کا نسب ختم ہو گیا اس کا نشان مٹ گیا ہے اس کی تحریک ختم ہو گئی ہے جناب سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صاحبزادوں کے انتقال سے ایک طرف تو مشرکین مکہ صحابہ سے بھی یہ مذاق کرتے تھے جہاں چند اصحاب رسول جمع ہوتے...... تو یہ جا کر ان کو کہتے چھوڑو۔ کس محمد ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہو...... کس کی اتباع کرتے ہو...... کس کا نام لیتے ہو...... جس کی کوئی نرینہ اولاد نہیں...... جس کی کوئی نسل نہیں...... جس کا کوئی نشان نہیں...... جس کا کوئی خاندان نہیں...... اور دوسری طرف خود رسول اللہ کو بھی ستاتے...... اور یہ جملے کہتے۔

تیرا بیٹا جنت میں:

حتیٰ کہ ان صاحبزادوں کی جدائی سے ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰؓ ان کو بھی بے انتہا صدمہ ہوا...... حدیث کی کتابوں میں ہے...... کہ ایک مرتبہ اماں خدیجۃ الکبریٰؓ کی آنکھوں میں آنسو تھے...... حضورؐ نے سبب دریافت کیا۔

---

(۱) ان تکلیف دینے والوں کے نام یہ ہیں عاص بن وائل سہمی (درسی تفسیر) کعب بن اشرف (ابن کثیر) ابولہب۔ (انوار البیان)

تو کہا اللہ کے محبوب مجھے بچے یاد آتے ہیں...... میرا بیٹا قاسم دنیا سے چلا گیا...... پتہ نہیں کس حال میں ہوگا...... حضورؐ نے فرمایا...... خدیجہ! اگر تو کہے...... تو میں اللہ سے یہ دُعا کروں ......اور خدا یہ سارے پردے ہٹائے......اور تیرا بیٹا تجھے جنت میں کھیلتا ہوا دکھا دے......ام المؤمنین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے......اور کہا پیارے! آپ نے فرمایا...... میں نے یقین کرلیا......آپ کے ارشاد پر مجھے اتنا اعتماد ہے......اتنا یقین ہے...... کہ اگر خدا سارے پردے ہٹا دے......اور مجھے میرا بچہ جنت میں کھیلتا ہوا نظر آئے......تو اللہ کے محبوبؐ! میرے اس یقین میں فرق نہیں آئے گا...... جو آپ کی زبان سے سن کر یقین کیا ہے...... دیکھنے کے بعد بھی یقین اسی طرح کا ہوگا......اللہ ہمیں بھی ایسی قوت ایمانی عطا کرے۔

میری تسلی کا سامان:

میرے محترم دوستو......! یہ وہ واقعات تھے......ابتدا میں ایک طرف تو اللہ کے محبوبؐ دین کی دعوت دے رہے تھے......دوسری طرف مشرکین مکہ حضورؐ کے ان بچوں کی جدائی پر مذاق اُڑاتے تھے......ایک طرف اماں خدیجۃ الکبریٰؓ کو ان بچوں کی جدائی کا صدمہ تھا......تو حدیث میں آتا ہے...... کہ رسول اللہؐ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے...... کہ اچانک آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے......آپ نے آنکھیں بند کرلیں...... مراقبہ کی شکل اختیار کرلی......اور تھوڑی دیر کے بعد حضور اکرمؐ نے اپنا چہرہ اقدس اوپر کیا......آپ کے لبوں پر مسکراہٹ تھی...... صحابہؓ نے پوچھا محبوب! خیر ہے......؟ فرمایا! ابھی اللہ کی طرف سے ایک آیت اتری جو میری تسلی کا سامان لے کر آئی ہے اور پھر اس کے بعد حضورؐ نے سورۃ الکوثر سنائی......انا اعطیناك الکوثر فصل لربك وانحر ان شانئك هو الابترO(۱)

---

(۱) الصحیح المسلم

پورے دین کا خلاصہ تین چیزیں:

میرے محترم دوستو......! ظاہراً تو یہ تین آیتیں ہیں...... مختصر سی مگر حقیقت یہ ہے ...... کہ سب کلاموں میں سے سب سے جامع کلام اللہ کا کلام ہے...... ان تین مختصر سی آیات طیبات میں...... اہم ترین عنوان اس میں سمو دیئے...... اور ایسی جامع گفتگو ہے...... کہ آدمی اس کا تصور نہیں کر سکتا...... مفسرین نے لکھا ہے...... کہ ان تین آیات میں اللہ نے تین چیزیں بیان کی ہیں...... انا اعطیناک الکوثر ......"اس میں پیغمبر کا مرتبہ و مقام ہے ...... فصل لربك وانحر......"اس میں آمنہ کے در یتیم کا پروگرام اور مشن ہے......" ان شانئك هو الابتر ......اس میں رسول اللہؐ کے دشمنوں کا انجام ہے...... گویا پورے دین اسلام کا خلاصہ تین چیزیں ہیں...... ایک تو یہ کہ اللہ کے پیغمبر کی عظمت منقبت مرتبہ اور شان کیا ہے......؟ دوسری حیثیت آدمی کو یہ پہچاننا چاہئے...... کہ اس آنے والے پیغمبر کا مقصد کیا تھا......؟ اس نبی کا مشن اور پروگرام کیا ہے......؟ اور تیسری چیز یہ ہے...... کہ جس شخص نے اس بات کا انکار کیا...... نبی کی صفات کا انکار کیا...... پیغمبر کی جماعت کا انکار کیا...... نبوت کے کمالات کا انکار کیا...... نبوت کی حیات کا انکار کیا...... اس بدبخت اور کمینہ انسان کا انجام کیا ہوگا......؟ ان تین آیات طیبات میں یہ تین چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔

خدا کے کلام کا مقابلہ:

یہ سورۃ "کوثر" اتری...... الفاظ تو بڑے مختصر ہیں...... لیکن اس میں وزن بھی زیادہ ہے...... اس کے معانی اور مفہوم میں وسعت بھی بہت زیادہ ہے...... اس کی وسعت کا اندازہ آپ اس بات سے لگایئے...... کہ اہل عرب فصاحت اور بلاغت کے بادشاہ لوگ

جس وقت عرب کے بڑے بڑے ادیب اور فصیح لوگ عربی ادب کا مشاہدہ کرتے تھے..... اس وقت ایک صحابی رسول نے یہی سورۃ مبارکہ..... انا اعطیناك الكوثر.....O فصل لربك وانحر.....O ان شانئك هو الابتر.....O کعبۃ اللہ پر ایک جگہ لکھ کر لگادی اور کتابوں میں یہ بات ملتی ہے..... کہ اس نے جب یہ سورۃ لٹکادی..... تو ادیب لوگ آئے..... اور پڑھتے پڑھتے جب اس سورۃ پر پہنچے..... بڑے بڑے قصیدے لٹکے ہوئے تھے..... ہمارے ہاں عربی مدارس میں ایک کتاب پڑھائی جاتی ہے..... عربی قصائد کی اس کتاب کا نام سبع معلقات ہے..... اس میں سات ایسے قصیدے لکھے ہوئے ہیں..... جو کعبۃ اللہ میں ایک طویل مدت لٹکے رہے..... ان قصیدوں کو اتارنے والا کوئی شخص نہ تھا..... اس کلام میں فصاحت اور بلاغت اتنی تھی..... کہ اس کا جواب کوئی شخص نہیں دے سکا تھا..... اس لئے ان کو سبع معلقات کہا جاتا ہے..... کہ سات ایسے قصیدے جو لٹکے رہے..... اور جس وقت یہ سورۃ اس صحابی نے لکھی..... انا اعطیناك الكوثر.....O فصل لربك وانحر.....O ان شانئك هو الابتر.....O تو پڑھتے پڑھتے ادیب اور قادر الکلام لوگ جب اس جگہ پر آئے..... ششدر ہو کر رہ گئے..... انگشت بدنداں تھے..... حیران تھے..... اس عبارت کو بھی سوچتے تھے..... اس کی وسعت پر بھی سوچتے تھے..... اس کی فصاحت و بلاغت پر ان کا دل و دماغ حیران ہو گیا تھا..... متحیر اور پریشان تھے..... کہ اتنا مختصر کلام اتنی جامعیت اتنا وزن اس میں اتنی باتیں سمودی گئی ہیں..... پھر بے ساختہ ایک ادیب نے وہاں ایک جملہ لکھا..... کہ..... واللہ ما هذا قول البشر..... ''ہم انسانوں کے کلام میں تو موازنہ کر سکتے ہیں خدا کے کلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''..... اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں..... یہ انسانوں کا کلام نہیں..... بلکہ خدا کا کلام ہے۔

سورۃ ''کوثر'' کے ایک ایک لفظ میں بڑی وسعتیں:

اب میں اس سورۃ کی مختصر سی تشریح اس وقت اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں......انا اعطینـاك الكوثر......اللہ فرماتے ہیں......بے شک ہم نے" اعطیناك " پیغمبر آپ کو عطا کیا......الکوثر......"کوثر" دیا......اس میں ایک ایک لفظ ایسا ہے......جس میں بڑی وسعتیں ہیں......سب سے پہلے لفظ " انا " کہا......کہ بے شک ہم آپ کو دے رہے ہیں......اس دینے میں بھی بڑی باتیں قرآن مجید نے بیان کی ہیں...... کہ ہم آپ کو عطا کر رہے ہیں......ہم آپ کو دے رہے ہیں......اس طرف اشارہ کیا گیا۔

"کوثر" کی عطاء:

علماء نے لکھا ہے......کہ قرآن مجید میں لفظ " انا " اللہ اس وقت استعمال کرتے ہیں......جو سوائے خدا کے اور کوئی نہ کرسکے......صرف اللہ کی قدرت کاملہ وہ کام کرسکتی ہے......اس کو آپ مختلف مقامات پر دیکھیں......انا انزلنـه فی لیلة القدر ......اللہ کہتے ہیں ......ہم نے آپ کو لیلة القدر عطا کی......یہ خدا دیتا ہے......اور کوئی نہیں دے سکتا......انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ......"ہم نے آپ کے لئے قرآن مجید کو اتارا ہے......ہم قرآن کی حفاظت کر رہے ہیں......قرآن سوائے خدا کے اور کوئی نہیں اتار سکتا ......اس قرآن کی حفاظت سوائے خدائے لم یزل کے اور کوئی نہیں کرسکتا......اس لئے ہر وہ کام جس کے کرنے کی طاقت اللہ کے سوا کسی کو نہ ہو......خدا وہاں لفظ انا ر استعمال کرتے ہیں......اللہ اس جگہ بھی کہتے ہیں...... انا اعطیناك الکوثر ......"محبوب! ہم آپ کو کوثر عطا کر رہے ہیں......اشارہ اس طرف کیا گیا......کہ سب کو سب کچھ میں نے دیا ہے......آدم سے عیسیٰ تک تمام انبیاء کے محاسن وکمالات ہماری طرف سے ہیں......لیکن جو کوثر کی عظمت ہم آپ کو دے رہے ہیں......نہ اس سے پہلے کسی کو دیئے ہیں......نہ آپ کے بعد کسی کو عطا کریں گے......بے شک! ہم آپ کو عطا کر رہے ہیں......اور اس پر بھی اگر آپ غور کریں

!تو ایک عجیب بات سمجھ آئے گی ...... کہ ہمارا عقیدہ ہے...... کہ اللہ ایک ہے ...... اور عربی میں جب ایک کیلئے کوئی لفظ استعمال کیا جائے...... وہاں مثلاً میں ایک آدمی بات کر رہا ہوں...... تو میں یہ کہوں گا...... کہ میں کہتا ہوں...... میں اس جگہ پر گیا...... میں وہاں سے آیا ......اور جب بہت سے سارے آدمی ہوں...... تو وہاں پر لفظ جمع کا استعمال ہوتا ہے...... ہم آئے...... ہم گئے...... ہم بیٹھے...... ہم نے یہ بات سنی ...... اللہ کہتے ہیں...... انا اعطیناك الکوثر ...... ''پیغمبر ہم آپ کو کوثر عطاء کر رہے ہیں...... حالانکہ دینے والا ایک ہے...... ہے ایک...... اور کہتا ہے...... ''ہم'' سوچنے کی بات ہے...... کہ اللہ تو ایک ہے ...... اور کہتا ہے ......ہم خدا کوئی دس بیس تو نہیں ہیں...... اللہ تو ایک ہے...... ''وحدہ لاشریك'' ہے۔ لم یزل لا یزال ہے...... بے مثل بے مثال ہے...... ایک ہو کر کہتا ہے۔

''ھم'' ضمیر سے قدرتِ کاملہ کا اظہار:

''ہم'' علماء نے اس پر عجیب نکتہ لکھا ہے ...... کہ یہ لفظ ہم کہہ کر اللہ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کیا...... ایک تو یہ مسئلہ بتایا...... کہ جس کے دشمن ہوں ...... ہزاروں اور ساجن ہوں...... ایک اور وہ بھی ایسا ہو...... جو دکھوں اور سکھوں میں ساتھ دینے والا...... جو ہر مصیبت اور خوشی میں تعلق نبھانے والا...... اور پھر مختار کل بھی ہو...... با اختیار بھی ہو...... زبردست بھی ہو...... طاقت والا بھی ہو...... وہ کبھی یہ نہیں کہتا...... کہ نہ گھبرا میں تیرے ساتھ ہوں...... اپنے محبوب کو تسلی دینے کے لئے...... وہ ہمیشہ ہم کا لفظ استعمال کرتا ہے...... اپنے دوست کو یوں کہتا ہے...... تیرے ہزاروں دشمن ہوں...... تجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں...... ہم جو تیرے ساتھ ہیں۔

بڑی طاقت والا:

اللہ بھی کہتا ہے...... انا اعطیناك الکوثر...... ''محبوب ﷺ ہم آپ کو کوثر عطا کر رہے ہیں...... کافروں کے طعنوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں...... ان کی اس بدزبانی سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں...... وہ یہ کہہ دے آپ کی نرینہ اولاد نہیں...... آپ کا حسب ونسب نہیں چلے گا...... یہ کوئی گفتگو نہیں...... ہم آپ کو جو عطا کر رہے ہیں...... اس کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا...... ہم آپ کو دے رہے...... آپ کو تسلی دینے کے لئے...... میں اکیلا خاندان، سب پر حاوی ہوں...... دشمن آپ کے ہزاروں ہوں...... تسلی دینے والا ایک ہے...... اور وہ اتنی زبردست طاقت ہے...... اتنی زبردست ہستی ہے...... اتنی قوت والی ذات ہے...... جس کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کرسکتا...... اس لئے اللہ نے کہا...... ہم آپ کو عطا کر رہے ہیں...... اور اس طرف بھی اشارہ کیا گیا...... کہ محبوب آپ کو ہم جو دے رہے ہیں...... سب کو سب کچھ ہم نے دیا ہے...... لیکن جو چیز آپ کو خاص طور پر عطا کی جارہی ہے...... یہ آپ سے پہلے بھی کسی کو نہیں دی...... آپ کے بعد کسی کو نہیں دیں گے...... اور عطا کا ایک معنیٰ علماء نے یہ لکھا ہے...... کہ کوئی چیز جب کسی کو دی جائے...... اس کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں...... ایک حیثیت تو یہ ہوتی ہے...... کہ طلب کرنے پر کوئی چیز ملے...... دوسری حیثیت یہ ہوتی ہے...... کہ بغیر مانگے کوئی چیز مل جائے...... جو چیز مانگنے پر ملے...... اسے ایتا کہتے ہیں...... جو بغیر مانگے ملے...... اسے عطا کہتے ہیں۔

بن مانگے بڑا تحفہ:

اللہ کہتے ہیں...... انا اعطیناك الکوثر...... ''محبوب ﷺ ہم جو یہ آپ کو کوثر عطا کر رہے ہیں......'' یہ آپ کے سوال کا جواب نہیں ہے...... آپ کے مانگنے پر نہیں دے رہے...... ہم آپ اپنی طرف سے آپ کو ھدیۃً تحفۃً عطیۃً ایک چیز عطا کر رہے ہیں...... آپ کو اس پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں...... آپ کو جن لوگوں نے پریشان کیا ہے......

جن لوگوں نے آپ کو طعنے دیئے ہیں...... جن لوگوں نے آپ کو تکلیفیں دی ہیں...... ان سب کا ازالہ خدا یہ کر رہا ہے...... کہ اللہ بن مانگے...... آپ کو اتنا بڑا تحفہ دے رہا ہے...... کہ اس سے پہلے خدا نے وہ کسی کو نہیں دیا۔

دینے والے ہم اور لینے والا تو:

انا اعطیناك الکوثر...... ''بے شک ہم آپ کو کوثر عطا کر رہے ہیں''...... اس لفظ '' ك '' پر میں نے سورۃ '' الضحیٰ '' میں ایک بات بتائی تھی...... کہ عربی زبان میں '' ك '' کا معنیٰ ہوتا ہے تو ایک! حالانکہ حضور ﷺ اکیلے نبی نہیں...... ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء تشریف لائے...... لیکن خدا نے یہاں '' اعطیناك '' کہہ کر بتایا...... کہ دینے والے تو ہم ہیں...... لیکن لینے والے پیارے تو ایک ایسا ہے...... کہ تجھ جیسا کوئی نہیں...... تجھ اکیلے کو یہ نعمتیں دی جا رہی ہیں...... کہ تجھ سے پہلے کسی کو نہیں دیں...... اور یہ نعمت کیا ہے......؟ جو خدا دینا چاہتے ہیں...... اللہ کہتے ہیں...... محبوبؐ! ہم آپ کو عطا کر رہے ہیں...... اللہ کیا دیا......؟ فرمایا...... الکوثر...... ''اس کوثر کو سمجھئے کوثر کیا چیز ہے۔''

لفظ کوثر کے کئی معانی:

''الکوثر'' کی تشریح میں اللہ کروڑوں رحمتیں نازل کرے...... مفسرین پر جن لوگوں نے ہمیں اللہ کا قرآن سکھایا...... اور سمجھایا...... اور خدا گواہ ہے...... کہ ان لوگوں نے ایک ایک حرف سے کئی کئی رموز و اسرار نکالے اور اُمت کو سمجھائے...... اس کوثر کے بتیس معنے علماء نے لکھے ہیں...... تفصیل کا وقت نہیں...... ان میں سے چند ایک بطور نمونہ آپ کو گنوا دیتا ہوں...... اللہ فرماتے ہیں...... اعطیناك الکوثر...... 'اے پیغمبرؐ ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا'...... ''کوثر'' کے معنے لکھے ہیں......''اعطیناك الکوثر''...... ''علم کثیر دیا

"......اعطیناك الکوثر...... "رحمت کثیر دی"......اعطیناك الکوثر...... "خیر کثیر عطا کی"......اعطیناك الکوثر...... "میرے پیارے آپ کو پانچ وقت کی نمازیں عطا کیں"......اعطیناك الکوثر...... معراج عطا کیا......اعطیناك الکوثر...... "ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی امامت کا تاج عطا کیا"......اعطیناك الکوثر...... "جنت کی نہر کوثر عطا کی"......اعطیناك الکوثر...... یہ سورۃ "الکوثر" عطا کر کے میرے محبوبؐ! ہم نے آپ کے دل کی تسلی کا سامان عطا کیا۔

اولین وآخرین کے علوم:

"الکوثر" صرف اس ایک لفظ میں اتنے اسرار ورموز جمع ہیں...... کہ آدمی ان کو سوچ بھی نہیں سکتا...... ان سب کے معنے تو میں نہیں کرتا...... ان میں سے دو چار کے معنے وضاحت کے لئے کر دیتا ہوں...... "الکوثر" سب سے پہلی چیز علم کثیر دیا...... وہ علوم عطا کئے...... جو آپ سے پہلے بھی کسی کو نہیں دیئے...... اور آپ کے بعد بھی کسی کو نہیں عطا کریں گے...... اور اس پر مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ مہاجر مدنی ایک بہت بڑے عالم گذرے ہیں...... انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے...... "المھند علی المفند" عقائد علماء دیوبند کے نام سے...... اس میں انہوں نے لکھا ہے...... وہ ارشاد فرماتے ہیں ......ولقد اعطی علم الاوّلین والآخرین......(۱) "بے شک آپ کو اللہ نے اولین وآخرین کے علوم عطا کئے۔"

علماء نے لکھا ہے...... کہ اولین کا علم کیا ہے......؟ اور آخرین کا علم کیا ہے......؟ اولین کے علوم سے مراد آدم سے عیسیٰ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو جو اللہ نے علوم عطا کئے۔

---

(۱) "المھند علی المفند" السوال الثامن عشر ص ۵۳ مطبوعہ مکتبۃ الحسن لاہور

اعطیناک الکوثر ...... اللہ کے محبوبؐ ہم نے وہ سارے علوم جمع کر کے آپ کے سینہ میں رکھ دیئے ...... حضورؐ نے فرمایا ...... اللہ نے مجھے اولین کا علم دیا ...... آدم سے عیسیٰ تک جس پیغمبر کو جو علوم عطا کئے ہیں ...... جو کمالات دیئے ہیں ...... جو محاسن دیئے ہیں ...... آدم علیہ السلام کی انابت ہو ...... نوح علیہ السلام کا ولولہ تبلیغ ہو ...... ابراہیم علیہ السلام کا جوش توحید ہو ...... اسحاق علیہ السلام کی رضا جوئی ہو ...... یوسف علیہ السلام کا حسن ہو ...... لوط علیہ السلام کی حکمت ہو ...... دانیال علیہ السلام کی محبت ہو ...... زکریا علیہ السلام کا وقار ہو ...... یحییٰ علیہ السلام کی پاکدامنی ہو ...... موسیٰ علیہ السلام کے کمالات ہوں ...... عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہوں ...... آدم سے عیسیٰ تک تمام انبیاء کے علوم کو جمع کر کے ...... "الکوثر" محمدؐ ہم نے تیرے سینہ میں بند کر کے رکھ دیئے ہیں ...... تمام پہلوؤں کا علم آپ کو دیا ...... آخرین کا علم آپ کو دیا گیا۔

علوم کی اشاعت حضور ﷺ کے قدموں کا صدقہ:

آخرین سے مراد علماء نے لکھا ہے ...... کہ قیامت تک اُمت میں جتنے علوم پھیلیں گے ...... وہ سارے کے سارے علوم رسول اللہؐ کے قدموں کا صدقہ ہوگا ...... مفسر جو قرآن کی تفسیر لکھے گا ...... یہ پیغمبر کا علم ہوگا ...... محدث حدیث بیان کرے گا ...... یہ رسول اللہؐ کا علم ہوگا ...... مفتی فتویٰ دے گا ...... یہ نبوت کا علم ہوگا ...... کلمۂ حق کہنے والا کلمہ حق کہے گا ...... یہ رسول اللہ کا علم ہوگا ...... محقق تحقیق کرے گا ...... یہ نبوت کا علم ہوگا ...... قیامت تک جتنے علوم دنیا میں پھیلیں گے ...... سب رسول اللہؐ کے قدموں کا صدقہ ہوں گے ...... اعطینـــاک الکوثر ...... پہلوں کے علم بھی تیرے سینہ میں قیامت تک علم بتانے والے جتنے لوگ آئیں گے ...... ان کا علم بھی پیغمبرؐ تیرے سینہ میں رکھ دیا ہے ...... الکوثر ...... "آپ کو سب سے زیادہ علم عطا کیا"۔

سب سے زیادہ کمالات کے حامل:

دوسرا معنٰی ......اعطیناک الکوثر ...... "محبوب ہم نے آپ کو کمالات کثیر عطا کیے...... "سب سے زیادہ کمال ہم نے آپ کو عطا کیے ...... حضور اکرم ﷺ کے کمالات کی تفصیل اس پر شراح حدیث نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں ......اور بالخصوص صاحب سیر لوگوں نے انہوں اس پر کمال کر دیا...... حضور ﷺ کے کمالات کی قسمیں لکھی ہیں ...... ان تمام اقسام کو ہمارے ایک عالم مولانا دوست محمد قریشیؒ گزرے ہیں ......انہوں نے بڑے عجیب انداز سے سمویا ہے...... کہتے ہیں ......اللہ کے محبوبؐ کے چار قسم کے کمال دنیا میں بڑے مشہور ہیں ......(۱) علوی کمال......(۲) سفلی کمال......(۳) اسمی کمال......(۴) جسمی کمال۔

علوی کمال......وہ جو پیغمبرؐ نے زمین پر بیٹھ کر آسمانوں پر کمالات ظاہر کیے۔

سفلی کمالات......وہ جو پیغمبرؐ نے زمین پر کمالات ظاہر کیے۔

جسمی کمالات......وہ جو پیغمبرؐ کے وجود سے کمالات ظاہر ہوئے۔

اسمی کمالات...... وہ جو آقاؐ کے اسم گرامی محمدؐ سے کمالات ظاہر ہوئے۔

آسمانوں کے کمالات:

میں ان تمام کمالات کو نہیں کھولتا......اس لئے کہ اسم محمدؐ کے کمالات پر اور وجود کے کمالات پر پہلے میں گفتگو کر چکا ہوں ......صرف بطور نمونہ کے ایک بات کہتا ہوں ...... آسمانوں کے کمال جو اللہ کے محبوب سے ظاہر ہوئے......ان کمالات میں سے ایک کمال یہ ہے......کہ میرے محبوبؐ سات آسمانوں سے بھی اوپر عرش بریں سے بھی اوپر اللہ کے قرب میں پہنچے......ان مقامات پہ پہنچے ...... جہاں جبرائیل نہیں پہنچا...... حضور اس مقام پر پہنچے

خود فرمایا لوگو......لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیہ ملکٌ مضربٌ ولا نبی مرسل ......(۱) "مجھے اللہ کے قرب میں ایک ایسا وقت بھی ملا ہے......جس مقام پر میں پہنچا ......اس وقت اس مقام پر نہ کوئی فرشتہ پہنچا ہے......نہ کوئی نبی پہنچ سکا ہے......جو خدا نے مجھے اپنا قرب عطا کیا ہے...... یہ آسمانوں کا کمال ہے"......انگلی کے اشارہ سے بادلوں کو چلا دینا ......یہ نبوت کے آسمانوں کا کمال ہے......زمین پر بیٹھ کر ستاروں کو گننا نبوت کے آسمانوں کا کمال ہے......محبوب جب دنیا میں تشریف لائے...... پہلے شیاطین آسمانوں کی طرف جاتے تھے......فرشتوں کی گفتگو سن کے آتے تھے......آسمانوں پر شیاطین کا داخلہ بند ہوا......یہ پیغمبر کے آسمانوں کے کمال ہیں۔

زمین کے کمالات:

ایسے آقا ﷺ کے زمین پر بھی ہزار ہا کمالات تھے......ان میں ایک کمال یہ ہے ......کہ آقا ﷺ نے مکہ کی دھرتی پہ قدم رکھا......مکہ مکرمہ بن گیا......حضور ﷺ مدینہ میں تشریف لائے......مدینہ منورہ بن گیا......آپ نے بیت المقدس میں قدم رکھا......امام الانبیاء بن گئے......محبوب کے زمین کے کمالات میں سے ہے......کہ آپ نے درختوں کو اشارہ کیا......درخت زمین کو چیر کر نبوت کے قدموں میں آتے ہیں......میں اور آپ اگر چلتے ہیں......زمین کی مسافت طے کرتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے......حضور قدم اٹھاتے تھے......زمین کھسک کر نبی کے قدموں میں آجاتی تھی......الکوثر......"یہ علوی اور سفلی کمال ہیں۔"

---

(۱) معارج النبوۃ ص ۳۶۵ ج ۲ / قصص القرآن برحاشیہ ص ۳۵۳ ج ۴ / مکتوبات امام ربانی مترجم دفتر دوم ص ۴۴ /

جسمی کمالات:

پیغمبر ﷺ کے جسمی کمال سر سے پاؤں تک پورا وجود کمال ہے..... علماء شمار کر چکے ہیں..... علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے فضائل الکبریٰ کے نام سے دو جلدوں میں کتاب لکھی ہے..... اسی طریقہ سے شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مدارج النبوت کے نام سے دو جلدوں میں کتاب لکھی ہے..... ایسے ہی علامہ ملا معین نے معارج النبوت کے نام پر دو حصوں میں ضخیم حضورؐ کی سیرت پر صرف کمالات پر کتاب لکھی ہے..... پیغمبرؐ کے جسم کے ہزاروں کمالات ہیں..... نگاہ کا کمال..... زبان کا کمال..... ہاتھوں کے کمال..... قدموں کے کمال..... نبی ﷺ کے پسینہ کے کمال..... نبوت کے سینہ کے کمالات..... وجود کے ایک ایک حصہ کے کمال..... ان کمالات کو اگر تفصیل میں پھیلا دیا جائے..... پھر کمالات کی ایک وہ شکل ہے..... جو خدا نے بیان کی ہے..... ایک وہ کیفیت ہے..... جو مخلوق نے ملاحظہ کی ہے..... ایک وہ حیثیت ہے..... جو آمنہ کے دریتیم نے خود بیان کی ہے..... ایک اللہ نے بتایا ہے..... کہ میں نے نبی کی نگاہ کا قرآن میں تذکرہ کیا ہے..... زبان کو "لا تحرك به لسانك" کہا ہے..... چہرے کو "والضحى" کہا ہے..... زلفوں کو "والليل" کہا ہے..... نگاہ کو "ماذاغ البصر" کہا ہے..... ہاتھوں کو "وما رميت اذ رميت" کہا ہے..... سینہ کو "الم نشرح لك صدرك" کہا ہے..... کپڑوں کو "ثيابك فطهر" کہا ہے..... ماحول کو "والرجز ما هجر" کہا ہے..... پیغمبر ﷺ کے قدموں کا تذکرہ کیا ہے..... یہ وہ پیغمبر کے کمالات ہیں..... جو نبی کے جسم کے کمال خدا بیان کر رہا ہے۔

زبان کے کمالات:

ایک وہ محبوب کے کمالات ہیں..... جو پیغمبرؐ کی زبان فیض ترجمان مبارک سے

صادر ہوئے ہیں...... اللہ کے نبیؐ نے اپنے وہ کمالات خود بیان فرمائے ...... اور صرف فرمائے نہیں۔

سرداری کو فخر:

اس پر بڑا عجیب جملہ ارشاد فرمایا...... کہ لوگو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے پوری خلقت کا سردار بنایا ہے...... پوری اولاد آدم کا...... انا سید ولد آدم یوم القیامة لا فخر......(۱) ''میں پوری اولاد آدم کا سردار ہوں۔ لیکن اس سرداری پر مجھے کوئی فخر نہیں۔''

آپ دیکھیں ......! بڑی عجیب بات ہوتی ہے ...... ایک شخص مسجد کا امام بن جائے...... اترا کر کہتا ہے کہ میں بڑی مسجد کا امام ہوں ...... ایک آدمی کو پاکستان میں اگر بیس سربراہوں کی امامت کا موقع مل جائے...... لوگ کہتے ہیں...... امام الملوك بادشاہوں کا امام بنا ہوا ہے...... کسی آدمی کو الفیصل مسجد میں امامت کی جگہ مل جائے...... اعزاز سے کہتا ہے...... میں بادشاہی مسجد کا خطیب ہوں...... میں فلاں مسجد کا امام ہوں...... اگر کسی مسلمان کو عام علاقہ کے رہنے والے کو مسجد نبویؐ کی ایک نماز پڑھانے کا موقع مل جائے...... زندگی بھر اس ایک نماز کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہے...... کہ میں نے نبیؐ کے مصلی پر کھڑے ہو کر امامت کرائی ہے...... اتنا بڑا اعزاز لیکن حضور ﷺ کیا کہتے ہیں...... انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر ...... ''مجھے اللہ نے پوری اولاد آدم کا سردار بنایا ہے۔ لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔'' کیا مطلب......؟ یعنی حضورؐ کے لئے یہ فخر کی بات ہی نہیں ...... غور کریں......؟ بات مشکل ہے...... میں اسے ذرا آسان کر کے کہنا چاہتا ہوں...... آدمی ناز یا فخر اس بات پر کرتا ہے...... جس کو اپنے سے بڑی چیز سمجھے...... اور خود کو اس کا اہل نہ سمجھے۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۵۱۳ ج۲ / ترمذی ص ۲۰۲ ج ۲ / مسلم ص ج

اور وہ اسے مل جائے......تو آدمی کہتا ہے...... بڑا اعزاز ہے......میں اس قابل تھا تو نہیں ......جو آج مجھے یہ جگہ مل گئی......کسی اعزاز کو بھی سمجھ لیجئے......! ایک شخص کو مسند حدیث پر بٹھا دیا جائے......حدیث پڑھانے کے لئے وہ محنت کرے......وقت کا شیخ الحدیث بن جائے ......تو آدمی کہتا ہے......یار بڑے اعزاز کی بات ہے......میں اس قابل تھا تو نہیں......لیکن یہ اس کا کرم ہے......اس نے مجھے حدیث پڑھانے کے لئے بٹھا دیا ہے......محنت کی ہے ......اس قابل ہو گیا ہوں......تو جس کے قابل آدمی نہ ہو......وہ چیز اس کو ملے......وہ اس پر ناز کرتا ہے......کہ دیکھیں میرے مقدر میں یہ لکھی تھی......مجھے مل گئی......تو آدمی کو فخر ہوتا ہے......اپنے سے اعلیٰ چیز پر بہتر شئے پر......اور میرے محبوبؐ نے کیا فرمایا......انا سید ولد آدم ولد یوم القیامه و لا فخر ......''مجھے اللہ نے پوری اولاد آدم کا سردار بنایا ہے...... لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں''......اس لئے کہ سردار بن جانا یہ میرے لئے فخر کی بات ہی نہیں ......دنیا سرداری کو ناز سمجھتی ہے میں محمد ﷺ اس سرداری کو کوئی فخر کی چیز نہیں سمجھتا......اب یہاں جو جملہ کہا تھا اس کو سمجھئے......! لوگوں کو ناز ہوگا......سردار بنیں......یہاں سرداری کو ناز ہے......کہ محمد ﷺ کے قدموں میں آ گئی ہے......انا سید ولد آدم یوم القیامة و لا فخر۔

آدم علیہ السلام سے قیامت تک کی انسانیت محمد ﷺ کے پرچم تلے:

فرمایا......وبیدی لواء الحمد و لا فخر......''قیامت کے دن خدا میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا لگا دے گا''......آدم سے قیامت تک کی انسانیت مجھ محمدؐ کے پرچم تلے ہوگی......سارے میرے پاس ہوں گے......اور یہ میرے لئے کوئی فخر کی بات نہیں......بڑی عجیب بات ہے......آج اگر کوئی پاکستان کا سربراہ بن جائے......تو نخرہ اور فخر آ جاتا ہے ......کسی جماعت کا اس کو امیر منتخب کر لیا جائے......تو اس کو بڑا ناز ہوتا ہے......ایک شہر میں کوئی ممبر منتخب ہو جائے......تو اس کے لئے بڑے فخر کی بات ہے......اور حضور کہتے ہیں......

قیامت کے دن آدم علیہ السلام سے قیامت تک کی ساری انسانیت محمدؐ کے جھنڈے تلے ہوگی اور مجھے کوئی فخر نہیں...... میرے لئے کوئی فخر کی بات نہیں...... کیوں......؟ اس لئے فخر کی بات نہیں...... کہ یہ پیغمبر ﷺ کی عظمت نہیں...... کہ حضور ﷺ کو سرداری مل گئی...... محبوب کا مقام اس سے بھی بہت آگے ہے...... یہ تو سرداری کو ناز ہے...... آدم علیہ السلام سے قیامت تک ساری انسانیت نبی کے جھنڈے تلے آئے...... پیغمبر ﷺ کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو...... یہ اس جھنڈے کو تو فخر ہے...... کہ میں محمدؐ کے ہاتھ میں آیا ہوں...... محمدؐ کو کوئی فخر نہیں...... کہ میرے ہاتھ جھنڈا آگیا ہے...... جھنڈا ناز کرے گا...... کہ میں رسول اللہؐ کے پاس آیا ہوں...... یہ نبوت کے کمالات ہیں...... جو اللہ نے محبوب کو عطا کئے ہیں۔

اپنی پیشانی کو خدا کے حضور جھکا دینا فخر کی بات:

توجہ کریں......! ایک عجیب بات دل میں آگئی...... وہ کہہ دوں...... ایک چیز پر حضورؐ نے فخر کیا...... اور اس کو اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھا...... فرمایا لوگو...... الفقر فخری...... اللہ کی دربار میں جھکنا...... اپنی اس پیشانی کو خدا کے حضورؐ جھکا دینا...... یہ میرے لئے اتنا بڑا فخر ہے...... کہ نہ شفاعت کا جھنڈا میرے لئے اعزاز ہے...... نہ اولاد آدم کی سرداری میرے لئے اعزاز ہے...... نہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی امامت کو میں اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں...... جتنا بڑا اعزاز یہ سمجھتا ہوں...... کہ میری پیشانی میرے رب کے سامنے جھکے...... اور وہ مجھے کہہ دے...... کہ محمدؐ تو میرا بندہ ہے...... اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے...... معراج کی رات حضور اکرمؐ سے اللہ نے پوچھا...... محبوبؐ تجھے سب سے زیادہ کیا پسند ہے......؟ تو بتا میں تجھے کس نام سے یاد کروں......؟ تو حضورؐ نے کہا اللہ! مجھے سب سے زیادہ پسند ہے...... کہ تو مجھے اپنا بندہ کہہ...... اس پر اللہ نے کہا...... سبحان الذی اسریٰ بعبدہ فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ۔

وجود کے کمالات

باتیں لمبی ہوگئیں......میں اختصار سے اس گفتگو کو سمیٹوں......جس پر میں گفتگو کر رہا ہوں......اعطیناک الکوثر......کمالات سب سے زیادہ عطا کئے......ایسے ہی پیغمبرؐ کے وجود کے کمال ہیں......کہ مجھ کو آپ کو پسینہ آئے......اس میں بدبو ہے......نبی کو پسینہ آئے......تو اس میں کستوری سے زیادہ خوشبو ہے......میں اور آپ بولیں......تو منہ سے لعاب نکلتا ہے......نبی بولے......تو خدا کی قسم پھول جھڑتے ہیں......میرے اور آپ کے اور پیغمبر کی انسانیت میں یہی تو کمال نبوت ہے......کہ......مجھے خون نکلے......اس میں بدبو ہے......پیغمبر ﷺ کے پسینہ میں بھی خوشبو ہے......نبوت کے خون میں بھی خوشبو ہے۔

اور علماء نے لکھا ہے......پیغمبر ﷺ کے جسم سے جو فضلہ خارج ہوتا ہے......اس میں بھی جنت کی مشک وعنبر کی خوشبو ہوتی تھی......(۱)

"الکوثر" کمالات سب سے زیادہ عطا کئے......ایسے ہی حضور ﷺ کے نام محمد کے کمالات ہیں......میں اس عنوان کو اس لئے نہیں دہراتا......کہ میں اس سے قبل اسم محمدؐ پر گفتگو کر چکا ہوں۔

سب سے زیادہ فضائل کے حامل:

"الکوثر" کا معنیٰ ہے......محبوب ﷺ ہم نے آپ کو فضائل سب سے زیادہ دیئے......آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک......جس نبی کو جو فضیلت دی......وہ فضیلت آپ کا حصہ ہے......میں ساری فضیلتیں نہیں......صرف بطور اشارہ ایک ایک فضیلت بتاتا ہوں......آدم کو اللہ نے فضیلت دی۔

(۱) اس پر تفصیلی بحث خطبات ندیم جلد سوم میں گذر چکی ہے۔

فرمایا...... علم آدم الاسماء کلها...... ''ہم نے آپ کو ناموں کا علم عطا کیا''...... اور اللہ نے محبوب ﷺ کو فرمایا...... علمك مالم تکن تعلم ...... محبوب ﷺ ہم نے آپ کو سکھایا ہے...... جو آپ سے پہلے کسی کو بھی نہیں سکھایا ہے...... نوحؑ کو فضیلت عطا کی...... کہ نوح یہ کشتی آپ کے لئے بہت بڑی عظمت کی چیز ہے...... آپ اس میں سوار ہو جایئے...... جو آپ کے ساتھ بیٹھے گا...... وہ کنارے لگے گا...... اور یہاں محبوب ﷺ کو فرمایا...... میرے پیارے آپ کی کشتی آپ کی اولاد محبت کی کشتی ہے...... جو آپ کے خاندان سے پیار کرے گا وہ ایسے ہے...... جیسے کشتی نوح میں سوار ہو گیا...... وہ نجات پاتا چلا جائے گا...... ابراہیم کو اللہ نے اپنا قرب عطا کر کے خلیل اللہ بنایا ہے...... میرے محبوب کو اپنا قرب عطا کر کے حبیب اللہ بنایا ہے...... اور علماء نے یہ لکھا ہے...... خلیل اور حبیب میں یہ فرق ہوتا ہے...... خلیل بھی یار کو کہتے ہیں...... حبیب بھی دوست کو کہا جاتا ہے۔

- خلیل اس یار کو کہتے ہیں — جس سے سب کچھ لے لیا جائے
- حبیب اسے کہتے ہیں — جسے سب کچھ دے دیا جائے
- خلیل اسے کہتے ہیں — جس کے پاس چھوڑا کچھ نہ جائے
- حبیب اسے کہتے ہیں — جس سے چھپایا کچھ نہ جائے

خلیل آئے دنیا میں...... آگ میں پہلے گئے...... نار گلزار بعد میں ہوئی ہے...... محبوب دنیا میں تشریف ابھی نہیں لائے تھے...... ایران کا آتش کدہ پہلے بجھا دیا گیا تھا ہر پیغمبر کے کمالات جو فضیلت کسی نبی کو دی...... اللہ نے وہ محبوب کو عطا کی۔

''الکوثر'' آدم علیہ السلام کے کمالات محبوب کے سینہ میں رکھے...... ابراہیم علیہ السلام کے کمالات نبی کے سینہ میں رکھے...... موسیٰ علیہ السلام کے کمالات میرے آقا کے سینہ میں رکھے...... موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا ہے...... محمد ﷺ کو حبیب بنایا ہے...... ان سے ہم کلامی کی

ہے......ان سے کلام بھی کیا ہے......اپنی تجلیات بھی دکھائی ہیں......ان کی جب کلام کرنے کی باری آئی......وہ طور پر پہنچے......پاؤں سے جوتے مبارک اُتارے گئے......ان کی جب باری آئی......نعلین پہن کر گئے ہیں......جب ان کی باری آئی ہے......کلیم رو کر کہتے ہیں......رب ارنی انظر الیک......"اللہ اپنا دیدار کرا"......آواز آتی ہے......لن ترانی......"تو مجھ کو نہیں دیکھ سکتا"......ادھر حبیب کی باری ہے......جب راتوں کو سو رہے ہیں......کلیم منت کرتے ہیں......خدا انکار کرتے ہیں......حبیب اس کو کہتے ہیں......جو رات کو میٹھی نیند کرتا ہے......خدا انتظار کرتا ہے......الکوثر......"کمالات سب سے زیادہ عطا کئے......فضیلتیں بھی سب سے زیادہ عطا کیں۔"

آپ کی اُمت اور آپ کے تذکرے:

اعطیناک الکوثر......"کوثر" کا ایک معنیٰ یہ ہے......کہ پیارے! کافر یہ کہتے ہیں......حضور کا نام کوئی نہیں لے گا......آپ کا تذکرہ ختم ہو جائے گا......آپ کا مشن مٹ جائے گا......ہم آپ کو......"الکوثر" اتنی بڑی امت دیں گے......کہ جب تک آپ کی امت رہے گی......آپ کے تذکرے ہوتے رہیں گے......حدیث سنئے! حضورؐ نے فرمایا! کل قیامت کے دن اللہ کی دربار میں ایسے نبی بھی آئیں گے......ایک نبیؑ ہوگا......ایک امتی ہوگا......ایک نبی ہوگا......دو اُمتی ہوں گے......ایک نبی ہوگا......چار اُمتی ہوں گے......اور فرمایا! ایسے نبی بھی آئیں گے......اکیلا نبی کھڑا ہوگا......اس کا کلمہ پڑھنے والا کوئی اُمتی نہیں ہوگا......فانی مکاثر بکم الامم......(۱)"فرمایا لوگو......! میں محمد ﷺ کل قیامت کے دن اس بات پر فخر کروں گا"......کہ آدم سے عیسیٰ تک کسی پیغمبر کی اتنی بڑی اُمت نہیں۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۶۷ ج ۲ عن معقل بن یسار / ابو داؤد ص ج / نسائی ص ج

جو خدا مجھ کو دے گا...... آدم سے عیسیٰ تک تمام انبیاء کے اُمتیوں کی صفیں اکٹھی ہوں گی...... اکیلی مجھ محمد کی اُمت ان تمام اُمتوں سے دو حصے زیادہ ہوگی...... اوراس پر مجھے بڑا فخر ہوگا...... اللہ مجھے یہ اعزاز عطا کریں گے...... کہ مجھے اُمت ایسی ملے گی...... کہ اس اُمت کا مقابلہ بھی دنیا میں کوئی اُمت نہیں کرسکے گی...... اس لیے ایک حدیث سنئے اور خوش ہوجایئے......! حضورؐ نے فرمایا لوگو...... تزوجوا الودود الولود ......(۱) ''چن چن کر رشتے تلاش کیا کرو''...... ان خاندانوں میں شادیاں کیا کرو...... جن خاندان میں بچے بکثرت ہوں...... کہ تمہاری اولاد زیادہ ہو...... تمہاری اولاد بڑھے گی...... میری اُمت بڑھے گی...... قیامت کے دن میں اس پر ناز کروں گا...... حضورؐ نے فرمایا......! وہ شخص خوش نصیب ہے...... جس کو اللہ اولاد عطا کرتا ہے...... ہمارے ہاں تو بڑی پریشانی ہوتی ہے...... اولاد زیادہ ہوجائے...... تو اورقرآن مجید نے بڑا عجیب جملہ کہا...... لا تقتلوا اولادکم خشیة املاق نحن رزقکم وایاهم...... ''اولاد کو اس لئے مت قتل کرو...... کہ ان کے رزق کا انتظام کیسے ہوگا''...... اس لئے منصوبہ بندی کرارہے ہیں...... اللہ کہتے ہیں...... تمہیں بھی ہم رزق دیتے ہیں...... تمہاری اولادوں کو بھی ہم رزق دیتے ہیں...... جو خدا تیرا اور میرا رازق ہے...... وہ خدا میری اور آپ کی اولادوں کا بھی رازق ہے۔

آپ ﷺ کی اُمت اور علماء:

''الکوثر'' اور ''کوثر'' کا ایک معنیٰ علماء اُمت بھی ہے...... یہ اس لئے معنیٰ کیا...... کہ محبوب ﷺ آپ کی اُمت میں قیامت تک علماء آئیں گے...... جیسے بنی اسرائیل میں انبیاء آتے تھے...... وہ نبی آکر دین کی دعوت دیتا تھا۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۲۶۷ ج ۲/ عن معقل

آپ کی اُمت میں ہر دور میں علماء ہوں گے...... جو اُمت کو دین کی دعوت دیا کریں گے ...... جیسے ان میں ہر نبی اپنے اپنے علاقہ میں دعوت کا کام کرتا تھا...... یہاں پر ہر ہر عالم اپنے اپنے علاقہ میں دین کی دعوت کا کام کیا کرے گا...... الکوثر...... ''انعام کثیر دیں گے۔''

بکثرت فتوحات دینے کا وعدہ:

الکوثر ...... ''فتوحات کثیر دیں گے''...... اتنی فتوحات ہوں گی...... کہ دنیا ششدر رہ جائے گی...... اللہ کے پیغمبرؐ جب مکہ سے مدینہ گئے...... حدیث کی کتابوں میں آتا ہے...... آقاؐ بیت اللہ کی طرف مڑ کر دیکھتے تھے...... آنکھوں میں آنسو تھے...... اور حضور ﷺ نے یہ جملے کہے...... کعبہ! تیرے چھوڑنے کو دل نہیں کرتا...... مگر کیا کروں...... ظالم لوگ رہنے نہیں دیتے...... (۱) وہ دور دیکھا گیا...... چند دن گزرے ہی تھے...... بدر میں ان کو فتح ہوئی...... اُحد کا معرکہ لڑا گیا...... حنین و تبوک کے واقعات پیش آئے ...... پھر پیغمبر ﷺ فاتحانہ انداز میں مکۃ المکرمہ میں داخل ہوئے ...... علاقوں میں فتوحات ہوئیں...... حضور ﷺ جب دنیا سے رُخصت ہوئے...... نو لاکھ مربع میل پر مسلمانوں کا اسلامی پرچم لہرا رہا تھا ...... حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں دو سال ابوبکر نے حکومت کی جب دنیا سے رُخصت ہوئے گیارہ لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت پہنچ چکی تھی عمر بن خطاب تشریف لائے۔

اعطیناک الکوثر ...... یہ فتوحات کا زمانہ شروع ہوا...... بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت پھیل چکی تھی...... حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں چوالیس لاکھ مربع میل تک اسلامی فتوحات پھیلیں...... حضرت علیؓ کا زمانہ آیا۔

---

(۱) شرح الزرقانی ص ۱۰۸ ج ۲ بیروت

حضرت امیر معاویہ صحابہ میں آخری صحابی ہے...... جس شخص نے اپنی خلافت کا منصب سنبھالا...... جس وقت وہ دنیا سے رخصت ہوئے...... چونسٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار مربع میل پر پیغمبر ﷺ کی شریعت کا پرچم لہرا رہا تھا

خلفائے راشدین دینے کا وعدہ:

الکوثر ......ایک اور معنیٰ بڑا پیارا محبوب......! ہم آپ کو خلفاء راشدین دیں گے...... صدیق رضی اللہ عنہ دیں گے...... فاروق رضی اللہ عنہ دیں گے...... عثمان رضی اللہ عنہ دیں گے...... علی رضی اللہ عنہ دیں گے......اور اس پر بڑا عجیب ترجمہ لکھا ہے...... تفسیر حقانی میں کہ کوثر میں بھی چار حرف ہیں......اور خلفائے راشدین بھی چار ہیں...... شاید اس چار کی طرف اشارہ ہے...... اس لئے کہ کافروں کا اعتراض یہ تھا...... کہ رسول اللہ کے بعد...... جب رسول اللہ کا بیٹا کوئی نہیں...... تو نبی کے دین کو کون سنبھالے گا...... اللہ نے کہا! محبوب گھبرانے کی ضرورت نہیں...... لوگ کہتے ہیں...... بیٹا آکر سنبھالتا ہے...... ہم آپ کو ابوبکرؓ دیں گے...... جو آپ کی ختم نبوت کی حفاظت کرے گا...... ہم آپ کو ابوبکرؓ دیں گے...... جو زکوٰۃ کے منکروں کا قلع قمع کرے گا...... ہم آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ دیں گے...... جو آپ ﷺ کے دین کو سنبھالے گا...... آپ کو عثمان رضی اللہ عنہ دیں گے...... جو آپ کے قرآن کی جمع و تدوین کا کام کرے گا...... ہم آپ کو علی ابن ابی طالب دیں گے...... جو اپنے علم و حکمت کے ساتھ پوری اُمت میں دین کی لہریں پھیلا دے گا۔

الکوثر ......ہم نے آپ کو خلفائے راشدین دیئے ہیں...... جنہوں نے بیٹھ کر پورے دین اسلام کو پوری دنیا میں نافذ کیا ہے۔

قرآن کے چرچے محمدؐ کی سیرت کے تذکرے:

"الکوثر" کا ایک معنی یہ بھی ہے...... کہ پیارے ہم نے آپ کو قرآن مجید دیا

ہے...... قرآن خیر کثیر ہے...... سب سے بڑی بھلائی اس اُمت کے پاس جواللہ کی طرف سے ہے...... وہ قرآن ہے...... ایک جملہ یاد کر لیجئے...... ہمارے ہاں انسانوں کے پاس مخلوق کے پاس کوئی چیز ایسی نہیں...... جواللہ کے اندر سے نکلی ہوئی ہمارے پاس ہو...... ایک قرآن ہے...... جواللہ کے اندر سے نکلا ہوا کلام ہے...... اس لئے کہ متکلم جب بولتا ہے ......تو کلام اس کے اندر سے باہر نکلتا ہے...... تو قرآن وہ کتاب ہے...... جواللہ کے اندر سے نکلی ہوئی کلام ہے...... جب کوئی شخص اللہ کے قرآن کو پڑھتا ہے...... وہ ایسے ہے ...... جیسے اللہ سے گفتگو کر رہا ہو...... وہ ایسے ہے...... جیسے اللہ سے باتیں کر رہا ہو...... اس لئے قرآن کو ''الکوثر'' کہا گیا...... اس اعتراض کو سامنے رکھئے...... جو میں نے تقریر کے شروع میں کیا تھا...... کافروں کا...... کہ کافروں نے کہا رسول اللہ کی اولاد نہیں...... نام کون لے گا...... اللہ نے کہا محبوب! ہم آپ کو قرآن دے رہے ہیں...... یہ اولاد کی باتیں کرتے ہیں...... جب تک قرآن پڑھا جائے گا...... قرآن میرے پیغمبر کی سیرت ہے...... رسول اللہ کے تذکرے ہوں گے ...... نبوت کے چرچے ہوں گے...... محبوب ﷺ کی تعریف ہوگی...... امام مصلیٰ پر پڑھے گا...... تب بھی پیغمبر کی تعریف ہوگی...... حافظ وقاری اپنی مسند پر بیٹھ کر پڑھے گا...... تب بھی رسول اللہ کی سیرت کے تذکرے ہوں گے...... کوئی شخص ایوان عدالت میں کھڑے ہو کر قرآن کے قانون کے مطابق فیصلہ کرے گا...... تو تب بھی پیغمبر ﷺ کی سیرت کے تذکرے اور چرچے ہوں گے...... کافر کہتے ہیں...... نرینہ اولاد نہیں...... محبوب! ہم آپ کو قرآن دے رہے ہیں...... جب تک قرآن کے چرچے رہیں گے...... محمدؐ تیری سیرت کے تذکرے ہوں گے۔

حوضِ کوثر پر بیٹھ کر اُمت کو پانی پلانا:

''الکوثر'' یہ ایک لفظ کوثر کے معانی ہیں...... بتیس ۳۲ ترجمے علماء نے

"الکوثر" کے لکھے......ان تمام کی تفصیل کو میں چھوڑتا ہوں......ایک معنٰی جو اس مناسبت سے ہے ......وہ یہ ہے......کہ محبوب! ہم نے آپ کو جنت کی ایک نہر دی جس کا نام نہر کوثر ہے......علماء نے لکھا ہے...... جنت میں کئی نہریں ہیں۔

"شراباً طهوراً" کی نہر ہے......دودھ کی نہر ہے......خالص پانی کی نہر ہے......شہد کی نہر ہے......اور یہ جو حوضِ کوثر ہے...... جنت میں حضورؐ نے فرمایا! ایک نہر ہے......جس نہر کا نام نہر کوثر ہے......اور یہ کوثر صرف میری اُمت کو ملے گی......(۱)اور کسی نبی کی اُمت کو نہیں ملے گی......فرمایا! اس نہر کوثر کے کناروں پر جو اس نہر کے کنارے بنے ہوئے ہیں...... جیسے آپ کے ہاں پختہ نہریں بنتی ہیں......بعض سائڈوں اور کناروں پر پلاٹ بنا دیئے جاتے ہیں...... حضورؐ نے فرمایا! اس کے کنارے وہاں پر ہیرے جواہرات لؤ لؤ اور مرجان سجے ہوئے ہیں...... حضورؐ نے فرمایا اس نہر کے کنارے پر جو آب خورے پانی پینے کے بنے ہوئے ہیں......ان کی تعداد ایسے ہے...... جیسے آسمان کے ستاروں کی وہ بڑے خوبصورت اور مزین قسم کے بنے ہوئے ہیں......حوض کوثر کا پانی سفید اتنا ہے......کہ دودھ مقابلہ نہ کر سکے......میٹھا اتنا ہے کہ شہد مقابلہ نہ کر سکے......ٹھنڈا اتنا ہے......کہ برف مقابلہ نہ کر سکے......اور فرمایا! اس نہر کوثر سے دو پرنالے میرے اس حوض کوثر میں آئیں گے......جس حوض پر میں قیامت کے دن بیٹھوں گا......اور اپنی امت کو پانی پلاؤں گا......فرمایا! اس میں دو پرنالے آئیں گے......(۱)اور وہ حوض اس سے بہے گا......اس حوض کے کنارے پر بہت سارے آب خورے اور پیالے رکھے ہوئے ہوں گے...... چاندی کے خوبصورت چمکتے ہوئے......حضورؐ نے فرمایا! میں وہ پیالے بھر بھر کر اپنے یاروں کو دوں گا۔

---

(۱) صحیح بخاری ص ۹۷۶ ج ۲ / انوار البیان ص ٤٦٤ ج۹ / مشکوٰۃ ص ٤٨٧ ج۲ / ترمذی ص ۱۷۳ ج۲

(۲) مشکوٰۃ ص ٤٨٧ ج۲ / انوار الایمان ص ٤٦٤ ج ۹/

میرے یار صدیق ؓ عمر ؓ عثمان ؓ علی ؓ یہ اُمت میں تقسیم کرنا شروع کریں گے...... حضورؐ نے فرمایا! جس کو میرے حوض کوثر سے ایک گھونٹ بھی پانی کا میسر آ گیا...... فرمایا! پچاس ہزار سال کے اس بڑے دن میں جس میں نفسا نفسی کا عالم ہوگا...... شدت کی گرمی اور تڑپ ہوگی...... حضورؐ نے فرمایا......! اتنے بڑے دن کے اندر ایک گھونٹ پانی پینے والے کو دوبارہ پیاس نہیں لگے گی...... (۱) جب تک کہ جنت میں داخل نہیں ہو جائے گا...... اللہ ہم سب کو اس کا حصہ وافر نصیب کرے...... اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے اس پوری امت کو وہ پانی نصیب ہو جائے۔

دین کا مذاق اُڑانے والے اور حوضِ کوثر کا پانی:

"الکوثر" محبوب! کافر تو کہتے ہیں...... رسول اللہ کا م نام کوئی نہیں لے گا...... میرے پیارے یہ جو آج تجھے طعنے دیتے ہیں...... کل یہی تو بھکاری بن کر حوض کوثر پر آئیں گے...... ایک حدیث ڈرنے کے لئے سناتا ہوں...... آپ نے بڑی پیاری پیاری باتیں سنیں...... تنبیہ کے طور پر ایک جملہ سن لیجئے...... حضورؐ نے فرمایا! میرے حوض کوثر پر کچھ لوگ آئیں گے...... جب وہ پانی پینے کے لئے قریب آئیں گے...... فرشتے ان کو دھکیلیں گے...... پیچھے ہٹائیں گے...... میں کہوں گا ان کو آنے دو...... ان کے چہرے میرے اُمتیوں سے ملتے ہیں...... ان کے جسم پر آثار وضو کے نشانات ہیں...... میں ان کو پہچان لوں گا...... اور کہوں گا...... ان کو آنے دو...... اور فرشتے ان کو نہیں آنے دیں گے...... ان کو ہٹائیں گے دھکے دیں گے...... میں کہوں گا...... کیا بات ہے......؟ فرشتے کہیں گے...... اللہ کے محبوب! یہ آپ کے وہ بدکار اُمتی ہیں...... جنہوں نے آپ کے جانے کے بعد آپ کے دین کو بدل

(۱) من یشرب منها فلا یظما ابداً مشکوٰۃ ص ۴۸۷ ج ۲ / بخاری ص ۹۷۶ ج ۲ / مسلم ص ۲۴۹ ج ۲ /

دیا تھا...... (۱) ان لوگوں نے آپ کی شریعت کے احکامات کو بدلا تھا...... مسلمانو! حدیث میں آتا ہے...... حضورؐ جب یہ جملہ سنیں گے...... تو اللہ کے محبوب کے سامنے حضور کی ساری زندگی آجائے گی...... کہ اللہ جس دین کی خاطر میں نے صدمے سہے...... اپنے دانت تڑوائے...... اپنا جسم خون سے تر کروایا...... پتھر کھائے...... اُحد میں دندان مبارک شہید ہوئے...... میں وطن سے بے وطن ہوا...... زنیرہ کی آنکھیں نکلیں...... ابوفکیہہ کی پسلیاں ٹوٹیں...... بلالؓ کے سینہ پر پتھر آئے...... گردن میں رسیاں ڈال کر مکہ کے بازاروں میں گھسیٹا گیا...... اللہ! جس دین کی خاطر میرے صحابہؓ انگاروں پر لیٹے...... ستر صحابہؓ کے لاشے تڑپتے ہوئے میں نے اُحد میں دیکھے...... چچا حمزہ کی لاش کے تیرہ ٹکڑے میں نے دیکھے...... اس کا سینہ نکلا ہوا دیکھا...... اس دین کو جن لوگوں نے مٹایا...... اللہ! آج میں محمد ﷺ یہ اعلان کرتا ہوں "سُحقاً سُحقاً"...... ان کو ہٹا دیا جائے...... دور کر دیا جائے...... بھگا دیا جائے...... جنہوں نے میری شریعت کا لحاظ نہیں کیا...... آج محشر کے میدان میں حوض کوثر پر مجھے ان کا کوئی لحاظ نہیں...... انہوں نے میرے دین کو دھکے دیئے ہیں...... آج میں محمدؐ ان کو دھکا دیتا ہوں۔ مسلمانو...... ! کل قیامت کے دن لوگوں کو دھکے ملیں گے...... جنہوں نے رسول اللہ کی شریعت کا مذاق اُڑایا ہے...... آج ہم نے نبی کی آذان چھوڑ کر اپنی آذان بنائی ہے...... پیغمبر کے قرآن کو چھوڑ کر اپنا قرآن بنایا ہے...... نبی کی شریعت کو چھوڑ کر اپنی شریعتیں ترتیب دی ہیں...... نبی کا درود چھوڑ کر اپنا درود بنایا ہے...... زکوٰۃ کو چھوڑ کر اپنا نظام بنایا ہے...... یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے پیغمبر ﷺ کی شریعت کو دھکا دیا ہے...... کل قیامت کے دن حوض کوثر پر دھکے ملیں گے...... بات لمبی ہوگئی بات کو ختم کروں۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۴۸۷، ۴۸۸ ج۲ عن سہل بن سعد / صحیح بخاری ص ۹۷۶ ج۲ / صحیح مسلم ص ۲۴۹ ج۲

پورا دین دو چیزوں میں بند:

اعطیناک الکوثر...... "یہ مقام نبوت ہے" ......فصل لربک وانحر...... یہ مشن نبوت ہے...... وہ پیغمبر کا مقام تھا...... یہ نبی کا پروگرام ہے...... محبوب آپ کے ذمہ دو کام ہیں...... فصل لربک...... اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے...... وانحر...... اور قربانی کیجئے......! یہ پیغمبر کی زندگی کا نچوڑ اور خلاصہ ہے...... نماز اور قربانی اور علماء نے اس پر یہ جملہ بھی لکھا ہے...... کہ عید الاضحی کے دن " فصل لربک " نماز پڑھے "وانحر" قربانی بعد میں کی جاتی ہے...... اس آیت سے سبق ملتا ہے...... کہ پہلے نماز پڑھ لیا کرو...... پھر جا کے قربانی کیا کرو...... اور پورا دین ان دو چیزوں میں بند ہے...... " تعلق مع اللّٰہ " اللہ سے تعلق جوڑنے کے لئے نماز کے اہتمام کی ضرورت ہے...... اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے قربانی کی ضرورت ہے...... ان دو چیزوں کا اہتمام کرو گے...... تو کامیاب ہو جاؤ گے...... اور صحابہؓ نے اس پر عمل کیا ہے...... دیکھئے! تطبیق سمجھئے......! مقام اتنا اونچا...... کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء حضورؐ کے مقتدی، مقام اتنا اونچا...... کہ شفاعت کا پرچم ہاتھ میں...... مقام اتنا اونچا...... حوض کوثر کے مالک...... مقام اتنا اونچا...... کہ پوری کائنات قدموں میں...... لیکن جب " فصل لربک "محبوب! پوری اُمت کے سامنے خدا کے دروازے پر آ...... اور ان کو نماز پڑھ کر دکھا......میری طرف دیکھیں......! آدمی جب نماز کے لئے مسجد میں آتا ہے...... اور تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتا ہے...... کندھوں تک لے آتا ہے...... کتابوں میں لکھا ہے...... ہاتھ یہاں تک اوپر لانے چاہئیں ...... انگلیاں کھلی رہیں...... اور کعبہ کی طرف منہ ہو...... اللہ اکبر یہ کرتے ہوئے اشارہ ہے...... سمجھانے کے لئے...... ایک بات کہتا ہوں...... اگر پولیس اور فوج کسی جگہ جا کر حملہ کرے...... اور آگے مقابلے میں دشمن ہوں...... اور اس پر قبضہ کرے تو ان کو ایک جملہ کہہ دیا جاتا ہے...... ان کو

گرفتار کرتے ہوئے کہتے ہیں...... ہینڈز اپ (Hends Up) کیا مطلب؟...... اپنے ہتھیار ڈال دو...... اور ہاتھ اوپر کرلو...... یہ جب ہتھیار ڈال کر خالی ہاتھ اوپر کرتے ہیں...... یہ علامت ہوتی ہے...... کہ اب تک تو ہم بڑے طاقتور تھے...... لیکن تمہارے سامنے ہماری کوئی حیثیت نہیں...... مسلمانو...... !اللہ کے نبی نے مسجد نبوی میں کعبۃ اللہ میں کھڑے ہوکر اللہ کی دربار میں "اللہ اکبر" کہہ کر بتایا...... کہ لوگو...... !میرا مقام دیکھنا ہے...... تو میں انبیاء کا سردار ہوں...... میرا مقام دیکھنا ہے...... تو کائنات کا وارث ہوں...... میرا مقام دیکھنا ہے...... تو حوض کوثر کا مالک ہوں...... میرا مقام دیکھنا ہے...... تو پوری خلقت میرے پیچھے ہے...... لیکن جب مجھے رب کی دربار میں دیکھو...... "اللہ اکبر" اللہ دیکھ لے تیری دربار میں آیا ہوں...... میری طاقت نہیں...... تیری طاقت ہے...... تو زبردست ہے...... تو قوت والا ہے...... پستی والا ہوں...... تو بااختیار ہے...... میں بے اختیار ہوں...... کنٹرول تیرے پاس ہے...... میرے پاس کچھ نہیں...... میں ہاتھ خالی لے کر بے سروسامان ہوکر...... اپنی کمزوری کا اظہار کرکے "اللہ اکبر" کہتے ہوئے...... پیغمبر بھی ہاتھ اٹھا کر بتاتا ہے...... اللہ !دیکھ میرے ہاتھ میں کچھ نہیں...... سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے...... اس انداز سے اللہ اکبر کہو کہ اللہ کی کبریائی کا اعلان ہو...... اپنی عاجزی کا اظہار ہو...... تو اکبر ہے...... میں اصغر ہوں...... تو قوت والا ہے...... میں پستی والا ہوں...... تو بااختیار ہے...... میں بے اختیار ہوں...... سب کچھ تیرے پاس ہے...... میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے...... اس انداز سے کبھی نماز پڑھے...... !ہم نماز پڑھتے ہیں...... دنیا کی باتیں سوچتے ہیں...... اس نماز سے کچھ حاصل نہیں ہوتا...... اللہ اکبر کہہ کر اس بات کا اعلان کرو۔

اللہ اب اختیار ہمارا نہیں...... اختیار تیرا ہے...... طاقت میری نہیں...... طاقت تیری ہے...... دیکھ لے خالی ہاتھ آیا ہوں...... میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے...... فصل

لربك ...... ’’اللہ کے لئے نماز پڑھئے‘‘ وانحر ......اور قربانی کیجئے......(قربانی کی باتیں قربانی پر کریں گے)......(۱) ان شانئك هو الابتر ......اور کہا پیغمبر......! رہا ان بدمعاشوں اور تیرے دشمنوں کا مسئلہ جو آپ پر تنقید کرتے ہیں...... آپ کا مذاق اُڑاتے ہیں......آپ کو یہ کہتے ہیں...... کہ (العیاذ باللہ) محمدؐ کی نرینہ اولاد نہیں...... اس کا تذکرہ کون کرے گا...... اس پر نہ گھبرائیے...... محبوب ! ہم تیرے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کریں گے...... ان کو ذلت میں ڈال دیں گے......ان کا نشان مٹا دیں گے۔

مسلمانو ! تاریخ گواہ ہے...... جو نبی کا دشمن ہے...... آج دنیا میں اس کا کوئی نشان نہیں...... آج ابولہب کو کون جانتا ہے......؟ ابو جہل کا کون اچھائی سے تذکرہ کرتا ہے؟ کافر بھی ابو جہل کا نام اچھے طریقہ سے نہیں لیتے...... مکہ کا اب بھی کوئی دشمن ہو...... آج بھی کوئی کائنات کا بدترین مشرک ہو...... وہ کبھی ابولہب کا اچھے انداز سے نام نہیں لے گا...... عتبہ عتیبہ کا اچھے انداز سے نام نہیں لے گا...... کعب ابن اشرف یہودی کا اچھے انداز سے نام نہیں لے گا...... جس نے نبی کی دشمنی کی ہے...... خدا نے اسے اس دنیا میں بھی برباد کیا ہے...... اور آخرت میں بھی برباد کیا ہے...... اور میں ایک بات کہوں...... یاد رکھنا ! آج کے نبی کے دشمن جو دنیا میں کچھ پہچانے جاتے ہیں...... اس میں بھی ان کا کوئی کمال نہیں...... وہ بھی صرف نبی کی دشمنی کی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں...... ورنہ کون نام لیتا...... یہ جو لوگ کہتے ہیں...... بدنام ہوں گے...... تو نام نہ ہوگا...... پیغمبر کی دشمنی میں بدنام ہوئے...... تو ان کا اتنا نام ہے...... ورنہ کون جانتا تھا...... کہ ابو جہل کون ہے...... کون جانتا...... ابولہب کون ہے...... ابو جہل کو عرب کے لوگ ابوالحکم کہتے تھے ابوالحکم کا معنٰی جو فیصلہ کسی سے نہیں ہوتا تھا...... وہ ابو جہل کی دربار میں آتا...... کہ آپ بڑے ہیں۔

(۱) بحمدللہ خطبات ندیم جلد ہفتم میں یہ تقریر چھپ چکی ہے۔

آپ ذہین وزیرک ہیں......آپ فیصلہ کیجیے......فیصلوں کا امام تھا......سب سے بڑا چیف جسٹس تھا......مکہ کی دھرتی پر ابوالحکم......لیکن پیغمبر کی زبان سے نکلا ابوجہل......حق نہ سمجھنے والا......علم سے کورا......جہالت کا مرکز......نبی کی زبان سے ایک دفعہ نکل گیا تھا......صدا اس دھرتی سے ابوالحکم کی کیفیت مٹ گئی......آج دشمن بھی ابوجہل کہتا ہے......ابوجہل کو ماننے والا بھی ابوجہل کہتا ہے۔

انا اعطیناك الكوثر......پیغمبر کا مرتبہ ومقام " فصل لربك وانحر "نبوت کا مشن اور پروگرام " انا شانئك هو الابتر "نبی کے دشمنوں کا انجام......ہمیں سبق یہ ملا کہ پیغمبر کی عظمت اور مرتبہ و مقام اپنے دل میں رکھئے ...... نبی کا مشن نماز اور قربانی کو اپنایئے......ان شانئك هو الابتر ......اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے بھی ہوشیار رہئے اور پیغمبر کی دشمنی والا کوئی کام نہ کیجئے۔ اللہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمين

صاحب حوض کوثر

(حصہ دوم)

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ ...... بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاہِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......انا اعطیناک الکوثر...... ○ فصل لربك وانحر...... ○ ان شانئك هو الابتر......○قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم...... اعطیت خمساً لم یعطهن احد قبلی نصرتُ بالرعب مسیرۃ شهر وجعلت لی الارض مسجدا وطهوراً ......فایما رجل من اُمتی ادرکته الصلوٰۃ فلیصل واحلت لی المغانم ولم یحل لاحدٍ قبلی واعطیت الشفاعة ......وکان النبی یبعث الی قومه خاصةً وبعثت الی الناس عامةً......(۱)صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

☆ قابل صد تعظیم و تکریم...... بزرگو دوستو اور بھائیو...... ! گذشتہ کئی جمعوں سے سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر قرآن کے آئینہ میں اس عنوان پر میں گفتگو

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۵۱۲ ج۲ / صحیح بخاری و صحیح مسلم

کر رہا ہوں...... پچھلے جمعہ سورۃ "الکوثر" کا شانِ نزول بھی بیان کیا تھا...... اور اس میں لفظ "کوثر" کے مختلف معانی بتائے تھے...... اور یہ کہا تھا...... کہ سورۃ کی تین آیتوں میں پہلی آیت...... انا اعطیناك الكوثر...... اس میں پیغمبر کا مقام ومرتبہ ہے...... اور...... فصل لربك وانحر...... یہ آیت آمنہ کے درِیتیم کا مشن اور پروگرام ہے...... ان شانئك هو الابتر...... اس آیت کریمہ میں محبوب کے دشمنوں کا انجام ہے۔ پیغمبر کا مقام کیا ہے......؟ اس پر میں نے پچھلے جمعہ بہت ساری باتیں بتائی تھیں...... کوثر کے معنیٰ بتاتے ہوئے...... کہ یہ سارا اللہ نے اپنے محبوب کو ایک مقام عطا فرمایا ہے...... کہ اے پیغمبر ہم نے آپ کو علم کثیر دیا...... فضائل کثیر دیئے...... انعامات کثیر دیئے...... رحمتیں کثیر دی...... ہدایت کثیر دی...... اُمت کثیر دیں...... جماعت کثیر دی...... خلفاءِ راشدین دیئے...... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دیا...... مقام محمود عطا کیا...... اور شفاعت کبریٰ کا تاج عطا فرمایا...... جنت کی نہر کوثر عطا کی...... حوض کوثر عطا کیا...... قرآن مجید عطا کیا...... سورۃ "الکوثر" نازل کر کے آپ کے دل کی تسلی کا سامان دیا...... یہ تمام وہ معانی ہیں...... جو سورۃ "الکوثر" میں علماء نے کوثر کے لکھے ہیں...... اس کے علاوہ بھی اور بہت سارے ہیں...... جن کی تفصیل میں اگر جایا جائے...... تو یقیناً یہ جمعہ پھر اسی پر خرچ ہو جائے...... آج میں اس سورۃ کی تکمیل کر کے آئندہ جمعہ ایک نیا عنوان سیرت ہی کا بیان کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور مشن ہمیشہ تابندہ:

فصل لربك وانحر...... اس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ہے...... نبی کے پروگرام کو اللہ نے ذکر کیا ہے...... آپ اس سورۃ کے شان نزول کو اگر ذہن میں رکھیں گے...... تو یہ تطبیق آپ کو سمجھ میں آئے گی...... کہ کافروں کا طعنہ یہ تھا...... کہ معاذ اللہ محمد کا نام کوئی شخص نہیں لے گا...... اس لئے کہ پیغمبر کی نرینہ اولاد نہیں...... اور دنیا کے قانون کے مطابق باپ

کے بعد بیٹا آتا ہے...... جو باپ کے نام کو روشن کرتا ہے...... چمکاتا ہے...... اس کے تذکرے اور چرچے کرتا ہے...... معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد نہیں...... اس لئے اس پیغمبرﷺ کا کوئی شخص تذکرہ نہیں کرے گا...... اس کا کوئی نام نہیں لے گا......

اللہ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا...... محبوب یہ بات نہیں...... ہم نے تو آپ کا نام ہمیشہ تک کے لئے روشن رکھنا ہے۔

☆ جہاں اللہ کا تذکرہ ہوگا وہاں رسول اللہؐ کا تذکرہ ہوگا

☆ جہاں اللہ کی عبادت ہوگی وہاں رسول اللہ کی اطاعت ہوگی

☆ جہاں اللہ کی رضا ہوگی وہاں رسول اللہ کی ادا ہوگی

☆ جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے دین کے احکامات بتائے گا...... وہاں محبوب تیری تعریفیں اور توصیفیں ہوگی...... اور یہ ساری خوبیاں اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہیں...... اور جس آدمی کو یہ خوبیاں ملیں...... اس کا نام مٹا نہیں کرتا...... اس کا نام تو بلند ہوا کرتا ہے...... جب اللہ کے نبی کو اس بات کی تسلی ہوگئی...... کہ اللہ نے میرے نام کو ہمیشہ رکھنا ہے...... میرا مشن جاری رہے گا...... میرے تذکرے ہوتے رہیں گے۔

اللہ کے حضور ﷺ کو عطاء کردہ دو فریضے:

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو دو فریضے سونپے...... کہ پیغمبر آپ کی ذمہ داریاں دو ہیں...... فصل لربك وانحر...... ایک تو یہ ہے...... کہ آپ اپنے رب کی رضا کے لئے نماز پڑھئے...... اور دوسرا "وانحر" قربانی پیش کیجئے...... عبادتیں دنیا میں دو ہی قسم کی ہیں...... ایک ایسی عبادت ہوتی ہے...... جس کا وجود سے تعلق ہو...... خواہ وہ زبان سے عبادت کی جائے...... آنکھوں سے عبادت کی جائے...... ہاتھوں سے عبادت کی جائے...... پاؤں سے عبادت کی جائے...... دل اور دماغ سے عبادت کی جائے...... جسم ظاہری سے

کوئی عبادت کی جائے ...... یہ ایک ایسی عبادت ...... جس کا تعلق وجود کے ساتھ نہیں ...... بلکہ اس کے مال کے ساتھ ہے ...... مال سے مراد جانوروں سے متعلق اس کی عبادت کا حصہ ہو یا پیسے اور دولت سرمایہ سے اس کا حصہ ہو ...... وہ بھی ایک عبادت ہے ...... تو " فصل لربك " میں نماز کا حکم دے کر انسان کی بدنی عبادت کی طرف اشارہ کیا ...... کہ آپ اس عبادت کا اہتمام کیجئے ...... جس نماز میں آپ کی آنکھیں بھی عبادت کرتی ہیں ...... آپ کی زبان بھی عبادت کرتی ہے ...... آپ کے ہاتھ بھی عبادت کرتے ہیں ...... آپ کے پاؤں بھی عبادت کرتے ہیں ...... آپ کا دل و دماغ بھی عبادت کرتا ہے ...... پورا وجود سر سے پاؤں تک سر سجدہ میں رکھتے ہوئے عبادت میں مصروف ہوتا ہے ...... ایک تو آپ اس عبادت کا اہتمام کیجئے ......! اور دوسرا ...... 'وانحر " نحر کا معنٰی عربی زبان میں ہوتا ہے ...... خون بہانا ...... جانور کو ذبح کرنا ...... اور اس میں دونوں معنی مراد ہیں ...... کہ مال اگر خرچ کر کے جانور خریدا جائے ...... تو مال کی بھی قربانی ہے ...... جانوروں کی بھی قربانی ہے ...... اے پیغمبرؐ ہم نے آپ کو ان دو قربانیوں کا حکم دیا ہے ...... دو قسم کی عبادات کا حکم دیا ہے ...... کہ ایک تو آپ نماز کا اہتمام کیجئے ......! دوسرا آپ قربانی کا اہتمام کیجئے ......! جب آپ بدنی عبادت بھی کریں گے ...... مالی عبادت بھی کریں گے ...... یہ دونوں عبادتیں اللہ کی رضا کے لئے کریں گے ...... تو یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا وعدہ پورا کریں گے ...... کہ آپ کا مرتبہ بلند کریں گے ...... آپ کی شان کو روشن کریں گے ...... پورے عالم میں آپ کا چرچا ہوگا۔

اللہ کے سامنے نماز میں حاضر ہونے کا طریقہ:

آپ کی ذمہ داریاں صرف یہ ہیں ...... کہ ...... فصل لربك وانحر ...... ایک تو نماز کا اہتمام کیجئے ...... دوسرا قربانی کا اہتمام کیجئے ...... دو چیزیں بڑی اہم ہیں ...... لیکن اس وقت جو ایک اہم چیز بتانا چاہتا ہوں ...... نماز کے متعلق وہ یہ ہے ...... کہ نماز در حقیقت اللہ

سے مانگنے کا ایک خوبصورت طریقہ ہے...... عرب میں پہلے رواج ہوا کرتا تھا...... کہ جب کوئی فقیر اپنے بادشاہ کے دروازے پر جاتا...... اس کے جانے کا یہ انداز ہوتا تھا...... کہ پہلے جب بادشاہ کی دربار کے قریب جاتا...... اس کے دربان جو وہاں نگران بیٹھے ہوتے تھے وہ کہتے تھے...... ہمارے حاکم کی دربار میں آنے کا اچھا انداز یہ ہے...... اور جو بادشاہ کو سب سے زیادہ پسند ہے...... وہ یہ کہ تم باہر سے آئے ہو...... میلے ہو...... گندے ہو...... تمہارے کپڑے خراب ہیں...... یہ گندے کپڑے یہاں اتار دو...... یہ نیا لباس پہنیں...... او ہاتھ منہ دھولو اپنے آپ کو صاف ستھرا بنا کر بادشاہ کی دربار میں پیش کرو...... چنانچہ اس کی گٹھڑی سامان یا گندے کپڑے یا میلی چیزیں جو اس کے پاس ہوا کرتی تھیں...... ان سب کو اتار کر وہاں رکھ دیا جاتا...... اور پھر وہ آدمی نہاتا...... کپڑے تبدیل کرتا...... دھو کر نہا کر صاف ستھرا ہو کر...... بادشاہ کی دربار میں جانے کے لئے...... سب سے پہلے جب اس کی دربار میں پہنچتا...... تو پہلے اس کو سلام پیش کرتا...... پھر جانے کے بعد بادشاہ کے سامنے اپنی آرزو پیش کرنے کے بھی تین طریقے وہاں تھے...... ایک تو یہ ہے...... کہ پہلے کھڑے ہو کر اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر آدمی کھڑا ہو جاتا...... اس کی مدح ثنائی کرتا...... اس کی تعریف و توصیف کرتا...... اس کے تذکرے کرتا...... اس کی اہمیت بیان کرتا...... اس بادشاہ کو اپنی غلامی کا اقرار دلاتا...... اور پھر آخر میں اس کے سامنے نیاز مندی کے ساتھ اپنا مدعیٰ پیش کرتا ...... اور جب بادشاہ اس کی طرف توجہ کرتا...... تو پھر وہ اس کے سامنے جھک جاتا...... اور تیسرا طریقہ یہ استعمال کرتا...... کہ جھکنے کے بعد فرطِ محبت میں آ کر سر سجدہ میں ڈال کر اس کے سامنے گڑ گڑاتا...... اور بادشاہ جب محبت میں آتا...... اور اس کی اس انکساری اور نیاز مندی کو دیکھتا...... تو اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کے کہتا...... اچھا اب سر اٹھا مانگ تو مجھ سے کیا مانگنا چاہتا ہے...... وہ آدمی اٹھ کر بیٹھ جاتا...... اور یوں ہاتھ پھیلا لیتا...... کہ کچھ تو دے دیجئے

پھر وہ بادشاہ اپنے مزاج کے مطابق یا اپنے انس والفت، شوق ومحبت کے مطابق جو چاہتا تھا اس کو دیتا تھا...... بعینہ وہ طریقہ جو پہلے دور میں لوگ دنیا کے بادشاہوں کے سامنے اپناتے تھے...... وہی طریقہ اللہ کی دربار میں نماز میں ہمیں اللہ کے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا...... کہ بندو! جب اللہ کی دربار میں آؤ...... پہلے نہا کر آؤ...... صاف ستھرے بن کے آؤ...... کپڑے تبدیل کر کے آؤ...... لباس پاک کر کے آؤ...... وجود پاک کر کے آؤ جس جگہ نماز پڑھ رہے ہو...... اس جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے...... تمہارے لباس کا پاک ہونا بھی ضروری ہے...... تمہارے وجود کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔

وضو کرنے سے صغیرہ گناہوں کا جھڑنا:

اور سب سے پہلے تم وضو کر کے جب اللہ کی دربار میں آؤ...... پہلے تو اس کی فضیلت ارشاد فرما دی گئی...... کہ جب تم وضو کرنے کے لئے بیٹھے ہو...... ہاتھ دھوتے ہو ہاتھوں کے گناہ چھڑ جاتے...... کلی کرتے ہو...... منہ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں...... ناک میں پانی ڈالتے ہو...... ناک کے گناہ جھڑ جاتے ہیں...... چہرہ دھوتے ہو...... آنکھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں...... بازو دھوتے ہو...... جسم کے گناہ جھڑتے چلے جاتے ہیں...... حتیٰ کہ پاؤں دھوتے ہوئے...... صغیرہ گناہ جتنے ہیں...... سب کے سب وضو کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں اللہ ان کو جھاڑ دیتے ہیں (۱)...... ختم کر دیتے ہیں...... پھر یہ بندہ پاک صاف ہو کر اللہ کی دربار میں آتا ہے...... اللہ کی شانِ کریمی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

نماز میں مساوات کا عجیب درس:

☆ اور نماز میں بھی ایک عجیب مساوات کا درس ہوتا ہے...... ایک امام ہے۔

(۱) الصحیح المسلم ص ۲۵/ ج ۱/ مشکوٰۃ ص ۳۸ ج ۱

سارے مقتدی ہیں ...... ایک بادشاہ ہے...... ساری رعایا ہے...... ایک حاکم ہے...... سارے محکوم کھڑے ہیں...... جو انداز یہ اپناتا ہے...... وہی انداز ان کو اپنانا پڑتا ہے...... یہ قیام میں ہے...... سب کو قیام میں کھڑا رہنا پڑے گا...... یہ رکوع میں جائے...... سب کو رکوع میں جانا پڑے گا...... یہ سر سجدہ میں رکھے...... سارے سجدہ میں جائیں گے...... اور پھر اس میں یہ حاکم مطلق بھی نہیں ...... بنا جب بادشاہ بن کر مصلیٰ پر جو کھڑا ہو گیا ہے...... جو چاہے کرے...... نہیں مقتدیوں کو اختیار دے دیا گیا ہے...... کہ اگر یہ رکوع غلط کرے...... سجدہ غلط کرے...... قرآن کی تلاوت غلط کرے...... کہیں کسی جگہ پر غلطی کرے...... فوراً اس کو ٹوک دو......! اس کی اقتداء مت کرو...... اقتداء اس وقت جائز ہو گی...... جب اللہ کے حکم کے مطابق عبادت کو یہ سر انجام دے رہا ہو گا...... اگر خدا کا حکم نہیں مانتا...... تو اس کی اقتداء کرنے کی کوئی اجازت نہیں ہے...... نماز میں یہ سارے اصول سکھائے گئے

نماز میں حرکات وسکنات کی درستگی:

توجہ رہے...... اب یہ آدمی اللہ کی دربار میں آیا...... تو اس نے انکساری کا انداز پیش کیا...... اللہ اکبر جب یہ ہاتھ اوپر اٹھاتا ہے...... یہ ہاتھ دونوں خالی ہوتے ہیں...... اور علماء نے لکھا ہے...... ہاتھوں کو کھلا رکھنا چاہئے...... بند نہیں کرنا چاہئے...... (۱) ہاتھ کھلے رکھ کر اشارہ ہے...... کہ اللہ دیکھ لے...... تیری دربار میں آیا ہوں...... ہاتھ کھلے اور خالی ہیں اس لئے کہ جو یہاں خالی آتا ہے...... دامن بھر کے جایا کرتا ہے...... خالی ہاتھ آیا ہوں...... اللہ اکبر کہنے کے بعد آپ نے ہاتھ باندھے...... یہ انکساری کا انداز ہے...... اور پھر اس میں بھی دیکھئے......! ہاتھ باندھنے میں...... رسول اللہ کی تین سنتیں ہیں۔

---

(۱) نووی ص ۱۶۸ ج ۱ شرح مسلم

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا بھی سنت ہے...... بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا بھی سنت ہے...... اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ بازو کو پکڑنا بھی سنت ہے...... اب ہاتھ باندھنے کا وہ انداز اختیار کیجئے......! کہ ساری سنتیں پکڑنا بھی سنت ہے...... اب ہاتھ باندھنے کا وہ انداز اختیار کیجئے......! کہ ساری سنتیں ادا ہوں...... اگر آپ یوں کر کے کھڑے ہو جائیں......تو ساری سنتیں ادا نہیں ہو سکتیں...... اگر آپ یوں کر کے کھڑے ہو جائیں......تب بھی سنتیں ادا نہیں ہو سکتیں...... اب پیغمبرؐ کا صحیح طریقہ جس سے نماز صحیح ادا ہو جائے...... اس کا آسان طریقہ یہ ہے...... کہ ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ لیں...... یہ تین انگلیاں اپنے بازو پر رکھیں...... کہ بازو کو پکڑنا بھی حضورؐ کی سنت ہے......(۱) اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ اس بازو کو قابو رکھے...... اور یہ اس انداز سے ناف کے نیچے ہاتھ رکھے اور اس میں جتنے ہاتھ جھکیں گے......اتنی اس میں تواضع اور انکساری آئے گی...... یہاں پر ایک اور بات بھی آپ کو کہہ دوں...... کہ نماز میں ہاتھ باندھنے کے لئے......عورت کو سینہ پر ہاتھ باندھنے کا حکم ہے۔

---

(۱) نسائی ص ۱۴۱ ج ۱ پر ہے حضرت وائل بن حجر کی موفوع حدیث ہے: "رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان قائما فی الصلوٰۃ قبض بیمینہ علی شمالہ" میں نے رسول اللہ اکو دیکھا۔ جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے...... حضرت وھبؓ کی مرفوع حدیث ہے: "کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یؤمنا فیاخذ شمالہ بیمینہ" حضورؐ ہمارے امام بنتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑتے۔ (ترمذی ص ۳۴ ج۱ / ابن ماجہ / مشکوٰۃ ص ۷۶) حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ: "کان الناس یومرون ان یضع الرجل یدہ الیمنی علی ذراعہ الیسریٰ فی الصلوٰۃ" لوگ اس بات پر مامور تھے کہ نماز میں آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے۔ (صحیح بخاری ص ۱۰۲ ج۱ / موطا امام مالک) حضرت وائل بن حجرؓ کی مرفوع حدیث میں ہے: "ثم وضع یدہ الیمنی علی کفہ الیسریٰ والرسغ والساعد" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی اور پانچے اور بازو پر رکھا۔ (نسائی ص ۱۴۱ ج ۱ / ابوداؤد / مسند احمد) مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا ہاتھ باندھنے کا طریقہ بحمدللہ سنت نبوی سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔

مرد کو ناف کے نیچے اس لئے......(۱) کہ جس کے لئے جو چیز عیب ہے......اسے وہاں پر ہاتھ رکھ کے اسے چھپانے کا حکم ہے......عورت کا اس کا سینہ سب سے بڑا عیب ہے......اس لئے حکم دیا گیا......کہ اس کے ہاتھ سینہ پر ہوں......تا کہ اس کے سینہ پر کسی کی نظر نہ پڑے مردوں کو حکم دیا گیا......کہ تم ناف کے نیچے ہاتھ باندھو......!

---

(۱) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے دلائل ہمارے پاس بکثرت موجود ہیں ۔ چند تسکین قلب کے لئے پیش خدمت ہیں ۔ حضرت وائل بن حجرؓ کی مرفوع حدیث ہے ۔ "عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه قال رايت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وضع يمينه على شماله فی الصلوٰة تحت السرة" حضرت وائل فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اپنا داھنا ھاتھ بائیں ھاتھ پر زیر ناف رکھا ۔ (مصنف ابن ابی شیبه ص ۳۹۰ ج۱) اس کی سند صحیح ہے ۔ (آثار السنن ص ۹۰) محدث ابوالطیب المدنیؒ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں : "هذا حديثٌ صحيح من حيث السند" کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے ۔شیخ محمد عابد السندھی طوابع الانوار شرح درمختار میں فرماتے ہیں کہ : "رجاله ثقاتٌ" کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں ۔ ائمہ محدثین نے اس حدیث کی توثیق کی ہے ۔ دیکھئے (بذل المجھود و شرح ابوداؤد ص ۲۳ ج ۲ / تحفة الاحوذلی شرح ترمذی ص ۲۱٤ ج ۱ / آثار السنن ص ۹۰) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ : ناف کے نیچے دایاں ھاتھ بائیں ھاتھ پر رکھنا نماز کی سنت ہے ۔ (مصنف ابن ابی الحاشیه ص ۳۹۱ ج۱ / مسند احمد ص ۱۱۰ ج۱ / دارقطنی ص ۲۸٦ ج۲ / سنن بیھقیؒ ص ۳۱ ج۲ /) حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں : نماز میں ناف کے نیچے ھاتھ پر ھاتھ رکھا جائے ۔ (ابوداؤد بروایة الاعرابی / الجوھر النقی علی البیھقی ص ۳۱ ج ۲ طبع مصر) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تین باتیں اخلاق نبوت سے ہیں (۱) ۔ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا ۔ (۲)۔ سحری کھانے میں تاخیر کرنا ۔(۳) ۔ نماز میں دایاں ھاتھ بائیں ھاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ۔ (محلی ابن حزم تعلیقاً الجوھر النقی ص ۳۲ ج۲ علی البیھقی) حضرت ابراھیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ : نمازی نماز میں اپنا دایاں ھاتھ اپنے بائیں ھاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ۔ مصنف ابن ابی شیبه ص ۳۹۰ ج۱ اسنادہ صحیح آثار السنن ص ۹۱)حضرت ابومجلز تابعی فرماتے ہیں کہ: نمازی اپنے دائیں ھاتھ کی ھتھیلی اپنے بائیں ھاتھ کی ھتھیلی کی پشت پر رکھے ۔ (مصنف ابن ابی شیبه ص ۳۹۱ ج۱ اسنادہ جیدٌ الجوھر النقی علی البیھقی ص ۳۱ ج۲ اسنادہٗ صحیحٌ ۔ آثار السنن ص ۷۱) حضرت ابوجحیفة سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا : نماز میں ھاتھ پر ھاتھ ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے ۔(مصنف ابن ابی شیبه ص ۳۹۱ ج۱)یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے ۔ دیکھئے ! سنن ابی داؤد بروایت لولوی ص ۱۹۸ ج۱ مطبوعہ ادارة الجلیل بیروت ۱٤۱۲ھ سنن بیھقی ص ۳۱ ج۲ / مسند احمد ص ۱۱۰ ج۱ / سنن دارقطنی ص ۲۸۲ ج۱ / کتاب الاحادیث المختارہ اوالمستخرج من الاحادیث المختارہ مما لم یخرجه البخاری و مسلم فی صحیحیھما ص ۳۸٦ ج۲ بعض روایات میں سینہ یا ناف پر ھاتھ رکھنے کا ذکر ہے لیکن وہ سب کی سب عندالمحدثین متکلم فیہ اور ضعیف ہیں ۔ آثار السنن ۸٦ تا ۸۸ ص لیکن اس بات پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ عورت نماز میں اپنے سینے پر ھاتھ باندھے علامہ عبدالحی لکھنوی ائمہ اربعہ کا اتفاق لکھتے ہیں کہ: " واتفقوا علی ان السنة لهن وضع اليدين على الصدر لانه استرلها "

کہ تمہارے لئے ستر کا حصہ یہ ہے......اور پھر آپ جب یوں ہاتھ باندھ لیتے ہیں......اور

اسی انداز سے باندھتے ہیں......انگلیاں یہاں آئیں......تو یہ انگلیوں کی عبادت ہے......
انگوٹھے اور چھوٹی انگلی نے پکڑا تو...... یہ ان کی عبادت...... بایاں ہاتھ نیچے دایاں اوپر یہ سنت ادا ہوئی...... یہ بھی عبادت ہتھیلی پر ہتھیلی آئی......تو ایک اور عبادت ادا ہوئی......ناف کے نیچے ہاتھ رکھے......تو اور عبادت ادا ہوئی......اب یہ تو تھی ہاتھوں کی عبادت...... یہاں پر پھر آنکھوں کی عبادت ہے...... جب آپ قیام میں ہیں......آپ کی نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہئے......نماز کے اندر اگر آپ اپنی حرکات وسکنات کو صحیح طریقہ سے ادا کریں......تو یقیناً ایسی بہترین عبادت ادا ہوگی...... کہ ہم اس کا تصور کبھی نہیں کر سکتے......نماز میں اپنی آنکھ کی حفاظت کریں...... کہ کس کس جگہ کہاں اس کو رکھنے کا حکم ہے...... ہاتھ کس جگہ ٹھہرانے کا حکم ہے...... پاؤں کہاں کہاں کھڑے رکھنے کا حکم ہے......اور زبان کس جگہ نماز میں استعمال کرنے کا حکم ہے......ان چاروں چیزوں کو غور سے سمجھیں......! قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں...... ہاتھوں کی انگلیاں کھلیں......رُخ کعبہ کی طرف باندھنے کا انداز میں نے بتایا...... جب آپ رکوع میں جائیں......آپ کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہونی چاہئیں......اور یہ فرق ہے......مرد وعورت کی نماز میں......کہ عورت انگلیاں سمیٹ کے اکٹھی کر کے رکھے......ان سے اپنے گھٹنے کو پکڑے......اور مرد ہاتھ کھول کر پکڑے......
انگوٹھا اور انگلیاں اس کی کھلی ہونی چاہئیں۔

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سینے پر ہاتھ رکھنا مسنون ہے کیونکہ یہ صورت ان کے لئے زیادہ باعث ستر و پردہ پوشی ہے۔ (السعایہ شرح شرح وقایہ ص ۵۶ ج ۲) شیخ حلبیؒ نے بھی اس مسئلہ پر اتفاق و اجماع نقل فرمایا ہے۔ (کبیری ص ۳۰۱) ان دلائل و براہین سے قارئین پر یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، تابعین سے ثابت ہے۔

اور اس میں بھی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ گھٹنے کو پکڑے......اور تین انگلیاں اس کے اوپر آنی چاہئیں......اور اپنے بازو سے فل زور دے...... یوں نہیں کہ آہستہ سے پکڑے ہوئے ہو......نہیں بلکہ مضبوطی سے اس کو تھام لے......جس طریقہ سے کسی چیز کو جکڑ دیا جاتا ہے......اب یہ رکوع کی حالت آپ کی عبادت ہو رہی ہے...... یہ ہاتھوں کی عبادت ہے۔

خدا کی رضا نبی کی ادا:

آپ نے سر سجدہ میں رکھا ہے......آپ کی کہنیاں آپ کی رانوں اور پیٹ سے جدا نہیں ہونی چاہئیں......اور سر سجدہ میں رکھتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے...... چہرہ ہے...... چہرے کے دائیں بائیں دونوں ہاتھ بالکل برابر ہونے چاہئیں......بعض لوگ سجدہ کرتے ہیں...... ہاتھ آگے ہوتے ہیں......سر پیچھے ہوتا ہے......بعض لوگوں کا سر آگے ہوتا ہے...... اور ہاتھ پیچھے ہوتے ہیں...... یہ کوئی انداز نہیں......سجدہ کرنے کا مقصد عبادت میں تلذذ حاصل کرنا ہے......مزہ حاصل کرنا ہے......اللہ کو راضی کرنا ہے......تو خدا کی رضا نبی کی ادا میں ملتی ہے......محبوب نے جس انداز سے سجدہ کیا تھا......اگر محبوب کی اداؤں کو اپناؤ گے ......تو وہ سجدہ قبول ہو جائے گا......اب حکم یہ ہے......کہ وہاں پر آپ اس انداز سے سجدہ کریں......کہ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان آپ کا چہرہ آنا چاہئے...... نہ ہاتھ چہرے سے آگے بڑھنے چاہئیں......نہ پیچھے ہونے چاہئیں......آپ تشہد اور التحیات میں بیٹھے ہیں......تو وہاں بھی ہاتھوں کی ایک مخصوص حالت......اور کیفیت ہونی چاہئے...... بعض لوگ التحیات میں بیٹھتے ہیں......تو ان کے ہاتھ یہاں پر ہوتے ہیں......بعض لوگوں کے ہاتھ اوپر ہوتے ہیں......یعنی رانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں...... یہاں حکم یہ ہے...... کہ جس وقت آپ تشہد میں بیٹھیں......آپ کے ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں کے ساتھ ہونی چاہئیں......اس انداز سے......جیسے کوئی چیز سامنے رکاوٹ بن کر کھڑی ہوگئی...... ہاتھ نہ

آگے بڑھے...... نہ پیچھے ہٹے...... اسی جگہ پر آنا چاہئے...... اور جب سجدہ میں جائیں ...... اس وقت انگلیوں کو جوڑ کر رکھنا سنت ہے...... رکوع میں کھولنا سنت ہے...... سجدہ میں جوڑ کے رکھنا...... سنت ہے...... اور تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے...... یا رکوع اور سجدہ سے اٹھتے...... اور آتے جاتے ہوئے ہاتھوں کو اپنے حال پر چھوڑنا سنت ہے...... اپنے حال کا کیا معنٰی کہ جان بوجھ کر ان کو سکیڑے بھی نہ کھولے بھی نہ...... اپنی حالت پر رہ جائیں ...... جس حال پر ہیں...... یوں نہیں کہ ان کو اکڑالیں...... یا کھول دیں...... یا سکیڑ دیں...... اپنے حال پر ہاتھوں کو رکھنا ہے...... اور رُخ کعبہ کی طرف ہو...... یہ تو ہے نماز میں ہاتھوں کی کیفیت...... نماز کی تسکین حاصل کرنے کے لئے۔

شیطان کا سب سے پہلا حملہ:

نگاہ کی بھی ایک کیفیت ہے...... نظر اِدھر اُدھر پھر گئی...... تو سارا مزہ ہی ختم ہو جاتا ہے...... عبادت کا نظر ایک ایسی چیز ہے...... حدیث میں آتا ہے...... یہ شیطان کے تیروں سے ایک تیر ہے...... اور جب بھی شیطان کوئی گناہ کراتا ہے...... تو سب سے پہلے وہ نظر پر حملہ کرتا ہے...... انسان کی آنکھ پر حملہ کرتا ہے...... آنکھ اٹھتی ہے...... کسی چیز پر جاتی ہے...... اس کا نقشہ دماغ میں آتا ہے...... ذہن اس کا اثر قبول کرتا ہے...... پھر اس کے بعد اس کی طرف آدمی کا ذہن گھومنا شروع ہو جاتا ہے...... پھر وہ محبت جب جنون اور عشق کی کیفیت اختیار کر جائے...... زبان پر اس کی ثنا خوانی شروع ہو جاتی ہے...... دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے...... یہ سارے گناہ کا دارومدار صرف اس آنکھ پر ہے...... بقول ایک ہندو شاعر کے...... کہ

دل کی نہیں پر آنکھیں ہیں بڑی ظالم
یہ جا کر نہ لڑتیں وہ گرفتار نہ ہوتا

یہ سارا قصور ہی اس کا ہے...... یہ آنکھ اٹھتی ہے...... تو سارا نظام تبدیل ہو جاتا ہے...... اور آپ حیران ہوں گے۔

کمال محبت کا تقاضہ:

علماء نے یہاں تک لکھا ہے...... کہ اگر آپ کعبۃ اللہ کے سامنے بھی نماز پڑھ رہے ہیں ...... تو کعبہ کی دیوار کو بھی دیکھنے کی...... اجازت نہیں اس وقت بھی آپ کی نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہئے...... بصد معذرت کہہ ہی دوں ...... ہوتی بڑی مجبوری ہے...... آدمی رہ نہیں سکتا...... کعبہ کو دیکھے بغیر کہ محبوب کا دربار ہو...... اللہ کا دروازہ ہو...... خدا کا گھر ہو...... اور اس پر انوارات وتجلیات کی بارش ہو رہی ہو...... لیکن حکم یہ ہے...... کہ مت دیکھو ......! جب کعبہ کا طواف کر رہے ہوتے ہیں...... اس وقت بھی حکم یہی ہوتا ہے...... کہ کعبہ کی طرف دیکھ کر طواف مت کرو...... دیوانوں کی طرح پاگلوں کی طرح بے ہوش ہو کر "لبیک اللھم لبیک ، لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و النعمة لک و الملک لاشریک لک" کے جملے کہتے ہوئے...... کعبہ کے ارد گرد اس انداز سے چکر لگاؤ...... جیسے کوئی پاگل اپنے محبوب کے مکان کے ارد گرد چکر لگا رہا ہو...... اگر اس کے مکان کو دیکھا ہے...... کہ اس کی بناوٹ کو دیکھا ہے...... اس کی دیواروں کو دیکھا ہے...... اس کے پتھروں کو دیکھا ہے...... اس کے جوڑ توڑ کو دیکھا ہے...... تو پھر محبوب کی محبت نہیں...... یہ مکان کی محبت رہ جائے گی ...... محبوب کی کمال محبت کا تقاضہ یہ ہے...... کہ اس کے گھر کا طواف کر...... لیکن تجھے پتہ نہ چلے...... کہ اس کی رنگت کیسی تھی...... اس لئے حکم دیا گیا ہے...... کہ وہاں اس انداز سے طواف کرنا چاہئے...... تو قیام کی حالت میں جب اللہ اکبر کہہ کے آپ کھڑے ہوں...... یہ بھی ذہن میں رکھیں......! کہ نماز کی حالت میں جب آپ کھڑے ہوں...... تو کھڑے ہونے میں جھکاؤ نہیں آنا چاہئے...... بالکل آدمی سیدھا کھڑا ہو...... بعض لوگ یوں جھک

کے کھڑے ہو جاتے ہیں...... ایسے نہیں کھڑا ہونا چاہئے...... بالکل صحیح سالم کہ آدمی کی طبیعت میں کوئی جھکاؤ نہ ہو...... لیکن قیام تو اس انداز سے کہ جھکاؤ نہ آئے...... اور میری طرف دیکھنا...... نظر اس انداز سے کہ رہے سجدہ کی جگہ پر اِدھر اُدھر نہ ہو...... نگاہ صرف سجدہ کی جگہ پر رہے...... اگر نظر اِدھر اُدھر چلی گئی...... تو پھر اس نظر کی وجہ سے بڑی خرابی پیدا ہوگی...... رکوع میں جب آدمی جائے...... تو اس وقت نگاہ کا محل یہ ہے...... کہ آدمی کی نظر اس کے اپنے قدموں پر ہونی چاہئے...... جب سر سجدہ میں رکھے...... اس وقت آنکھوں کے کناروں سے دائیں بائیں دیکھنے کی بجائے...... اپنی نظروں کو اپنے رُخساروں کی اس جگہ پر ڈال دو...... کبھی یہ ڈال کے سوچیں اور دیکھیں...... کہ کیسی کیفیت پیدا ہوتی ہے...... سجدہ کی حالت میں یہ انداز ہونا چاہئے...... التحیات اور تشہد میں جب آپ بیٹھیں...... اس وقت لوگ کہا کرتے ہیں...... کہ اپنے ہی گریبان میں جھانک کر دیکھ لو...... یہ نماز کا اختتام ہوتا ہے...... اس وقت آپ کی نظر آپ کے گریبان پر ہونی چاہئے...... اپنی جھولی اور دامن میں رہے...... اور دنیا میں بھی یہی اصول ہے...... جب کسی بڑے کی دربار میں آدمی بھیک مانگنے کے لئے جائے...... تو یہ کھڑا ہو...... یوں اوپر نہیں دیکھتا...... سر نیچا ہوگا...... اس کا کہ میں تو اپنی انکساری کا پورا انداز اختیار کرلوں...... آگے آقا کی مرضی ہے کتنا نوازتا ہے...... اس لئے اس انداز کو اختیار کرنا چاہئے تو یہ تھا...... آنکھوں کا محل کہ نگاہ کیسے اٹھنی چاہیے...... پاؤں میں بھی یہی حکم ہے۔

قیام کرنے کا صحیح طریقہ:

جب آپ قیام کی حالت میں کھڑے ہوں...... تو آپ کے پاؤں بالکل سیدھے ہوں...... کعبہ کی طرف ان کی انگلیوں کا رُخ ہونا چاہئے...... بعض لوگ پیر رکھتے ہیں...... قیام کی حالت میں تو پاؤں کو یوں ٹیڑھا کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں...... یعنی ترچھا کے

شمال اور جنوب کی طرف یہ صورت نہیں ہونی چاہئے ...... بلکہ کعبہ کی طرف سیدھا پاؤں کا رُخ ہونا چاہئے ...... دونوں پاؤں کے درمیان چار یا چھ انگل سے زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہئے ...... بعض لوگوں کا مزاج ہوتا ہے...... ایک حدیث ہے...... بعض لوگ اس کا مفہوم غلط سمجھ لیتے ہیں...... رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا...... جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو ...... صفیں بنایا کرو...... تو اس وقت تمہارے کندھوں سے کندھے اور ٹخنوں سے ٹخنے ملے ہونے چاہئے......(۱) اس کا معنیٰ یہ تھوڑی ہے...... ٹخنہ یوں کھینچ کے ملانا...... مقصد یہ ہے ...... کہ صف اس انداز سے سیدھی کرو...... کہ ٹخنے کے برابر ٹخنہ ہونا چاہئے ...... کندھے کے برابر کندھا ہونا چاہئے ...... یوں نہ ہو ایک آدمی آگے کھڑا ہو...... دوسرا آدمی پیچھے کھڑا ہو ...... اور آپ دیکھیں یہ جہالت ہے...... بعض لوگ پاؤں سے پاؤں ملاتے ہیں ...... اگر آپ پاؤں سے پاؤں جوڑیں گے...... تو اس سے فرق ہوگا...... کیا ہوگا؟ ...... میری طرف دیکھیں...... ایک آدمی کا پاؤں بڑا ہے...... ایک کا چھوٹا ہے۔

اب آپ دیکھیں...... اس انداز سے جب پاؤں ہوں گے...... تو اس سے بڑی پریشانی آپ کو یہ ہوگی ...... کہ پاؤں سے پاؤں آپ کیسے جوڑیں گے...... اس لئے جب صف میں آپ کھڑے ہوں...... تو آپ کی ایڑھیاں اس لکیر پر آنی چاہئیں...... جہاں آپ کے ٹخنے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں...... جب وہ ایک جگہ ہو جائیں گے...... تو یقیناً پوری کی پوری صف سیدھی ہو جائے گی...... رکوع کی حالت میں بھی پاؤں اسی حال پر رہنے چاہئیں سجدہ میں جاتے ہوئے ...... دونوں پاؤں کی انگلیوں پر زور دے کر، انگلیوں کو یوں موڑ کر، ان کا رُخ کعبہ کی طرف کرے اور اس انداز سے اللہ کی دربار میں سجدہ کرے۔

---

(۱) ابوداؤد ص ۹۷ ج ۱ عن نعمان بن بشیرؓ

اور جب سجدہ سے اٹھ کر بیٹھے جلسہ کی حالت میں یا تشہد کی حالت میں بائیں پاؤں کو بچھانا چاہئے......(۱) دائیاں پاؤں کھڑا کر دینا چاہئے...... بائیں کو بٹھا کر اسی پر بیٹھ جائے...... دائیاں پاؤں کھڑا کردے...... اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا رخ کعبہ ہی کی طرف رہے...... اس انداز سے پاؤں کو استعمال کرنا چاہئے۔

نماز میں حضور ﷺ کی تسبیح:

نماز میں چوتھی چیز جس کی بڑی اہمیت ہے...... وہ ہے زبان جس جس جگہ جو جو تسبیح پیغمبرؑ نے پڑھی...... اور بتائی ہے...... اس کو اسی جگہ پر ادا کرنی چاہئے...... یہ ہے نماز کی کیفیت جس سے نماز یقیناً اللہ کے ہاں قبول ہو جاتی ہے...... کانوں کا بھی ایک محل ہے...... کہ امام اللہ اکبر کہتا ہے...... آپ کے کان اس کی طرف متوجہ ہونے چاہئیں...... یوں نہیں کہ دوسرے سے پوچھتے رہیں...... کہ وہ تکبیر ہو گئی ہے...... یہ بات نہیں...... آپ ہمہ تن امام کی طرف متوجہ ہوں۔

امام پیچھے قرأت کا حکم:

امام قرأت کرتا ہے...... پوری تلاوت اس کی سنئے...... پوری قرأت اس کی سنئے...... اور یہاں بطور مسئلہ کے ایک اور بات بھی بتا دوں...... کہ قرأت سننے میں یہ بھی ضروری ہے...... کہ اگر امام آہستہ بھی پڑھ رہا ہے...... تب بھی اس کے پیچھے تلاوت کرنے کی اجازت نہیں...... اس لئے کہ قرآن کا پڑھنا...... نماز کی حالت میں مطلقاً فرض ہے...... سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے...... فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے...... فرض اور واجب میں مقتدی امام سے آگے بڑھ جائے...... تو نماز نہیں ہوتی۔

---

(۲) صحیح مسلم ص ۱۹۶ ج۱ / مشکوٰۃ ص ۷۵ عن عائشہ / ابوداؤد ص ۱۱۳ ج۱ عن ابو حمید الساعدیؓ

یہ مسئلہ یاد کریں...... بڑی اہم بات کہنا چاہتا ہوں...... خدا کرے آپ کے ذہن میں بیٹھ جائے...... کہ جو نماز میں فرض یا واجب ہے...... اس میں مقتدی امام سے آگے نکل جائے...... تو اس میں اس کی نماز نہیں ہوتی...... مثلاً سلام پھیرنا واجب ہے...... امام بیٹھا ہی تھا...... ایک مقتدی نے پہلے ہی سلام پھیر دیا...... کیا خیال ہے...... اس کی نماز ہو جائے گی......؟ (نہیں ہوگی) رکوع سے کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا سجدہ فرض ہے...... امام سے پہلے ایک آدمی سجدہ میں چلا جاتا ہے...... اس کی نماز ہو جائے گی......؟ امام سے پہلے ایک آدمی رکوع میں چلا جاتا ہے...... نماز ہو جائے گی...... (نہیں) تو جیسے رکوع فرض ہے...... سجدہ فرض ہے...... تشہد فرض ہے...... سلام واجب ہے...... اس طریقہ سے فاتحہ پڑھنا واجب ہے...... سورۃ کا ملانا واجب ہے...... اب امام تو بلند آواز سے نہیں پڑھ رہا...... وہ دل میں آہستہ آہستہ پڑھ رہا ہے...... اگر بلند آواز سے پڑھتا ہے...... آپ کو سننا ضروری ہے...... اگر وہ آہستہ پڑھ رہا ہے...... اب آپ سن تو نہیں رہے...... اب آپ اپنی بھی نہ پڑھئے...... اس لئے کہ امام تو پڑھ رہا ہے۔

الحمدللّٰہ رب العالمین...... ٥ الرحمن الرحیم...... ٥ مالك یوم الدین...... ٥ ایاك نعبدو ایاك نستعین...... ٥ اھدنا الصراط المستقیم...... ٥ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین...... ٥ آپ بھی امام کے پیچھے یہی قرآن مجید کی سورۃ فاتحہ پڑھنے لگ گئے...... تو آپ یہ فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں...... کہ میں امام کے بعد الحمد ختم کر رہا ہوں...... امام مجھ سے پہلے پڑھ جائے گا...... میں بعد میں ختم کروں گا...... اگر آپ جلدی سے پڑھ کر امام سے پہلے سورۃ فاتحہ ختم کر بیٹھے تو کیا خیال ہے...... آپ امام سے آگے نکل گئے...... کہ نہیں......؟ آپ نے فاتحہ تیزی سے پڑھنا شروع کر دی...... دل میں امام آہستہ پڑھ رہا تھا...... وہ بھی دل میں اب امام اپنی ایک روٹین میں پڑھ رہا ہے......

آپ نے اس کو روانگی میں پڑھنا شروع کر دیا...... آپ کے پاس کوئی پیمانہ ہے...... جس سے آپ ناپ کر تول کر یہ اندازہ لگا سکیں...... کہ میں امام کے بعد ہی فاتحہ ختم کروں گا پہلے نہیں کروں گا......؟ (نہیں ہے) جب نہیں ہے...... تو احتیاط کا اندازہ بھی وہی ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا...... من کان له امام فقرأة الامام له قرأة...... کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہوتی ہے......(۱) جب امام پڑھ رہا ہے تمہیں پڑھنے کی اجازت نہیں تم چپ رہو...... ممکن ہے تم اس آگے نکل گئے تو جب امام سے فرض میں یا واجب میں مقتدی آگے نکل جائے...... اس کی نماز ہوتی ہے......؟ (نہیں ہوتی) تو آپ امام سے آگے نکل جائیں گے خطرہ ہے...... کہ آپ کی نماز نہ ضائع ہو جائے...... تو نماز کی حالت میں کانوں کا بھی ایک حکم ہے...... کہ وہ اللہ کے کلام کی طرف متوجہ رہیں...... امام کے حکم کی طرف متوجہ رہیں...... زبان کو حکم ہے...... جہاں پڑھنے کا حکم ہے...... وہاں پڑھے جہاں رُکنے کا حکم ہے...... وہاں پر رک جائے...... آنکھوں کو حکم ہے...... قیام، رکوع اور سجدہ کی حالت میں کیسی ہونی چاہئیں...... ہاتھ اور پاؤں کس انداز سے رکھنے چاہئیں...... اس ترتیب سے نماز پڑھو۔

جبین نیاز جھکانے کی جگہ:

فصل لربك...... ''اپنے رب کے لئے نماز پڑھے''...... یہ لفظ رب لا کر بتایا گیا...... کہ رب عربی میں کہتے ہیں...... پالنے والے کو تربیت کرنے والے کو پالنہار کو ایک شخص کسی کو ایک وقت کھانا کھلا دے...... پانی پلا دے...... اس کی پریشانی دور کر دے...... آدمی تڑپ کر کہتا ہے...... یہ میرا بڑا مربی ہے...... میرا محسن ہے ...... اس نے مجھے کھانا کھلایا ہے...... ہزار مرتبہ اس کے گیت گائے گا۔

---

(۱) اس پر تفصیلی بحث خطبات ندیم جلد سوم میں گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ کہتے ہیں...... اگر تم نے کسی کے دروازے پر سجدہ کرنا ہے...... کسی کے سامنے جبین نیاز جھکانی ہے...... تو وہ ایک ہی دربار اللہ کی دربار ہے...... اس کے دروازے پر آ کر جھکو...... اس کے سامنے آ کر جھکو...... اس لئے کہ وہ تمہارا رب ہے...... نماز پڑھنی ہے...... تو اپنے پالنے والے کے لئے پڑھو...... مخلوق کے لئے نہ پڑھو!

عبادت میں کسی مخلوق کو شامل کرنا:

لربك ...... صرف رب کے لئے اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا...... من صلی یرائی فقد اشرك...... جس شخص نے نماز دکھلاوے کے لیے پڑھی...... اس نے شرک کیا شاید شرک کا معنیٰ آپ سمجھتے ہوں گے...... بتوں کی پوجا کی نہیں...... شرک کہتے ہیں...... جو عبادت اللہ کا حق ہے...... اگر اس میں کسی بندے کو شریک کر دیا جائے...... تو اس کا نام شرک ہے...... مخلوق میں سے کسی کو شریک کر دیا جائے...... اس کا نام شرک ہے...... نماز کا کس کا حق ہے......؟ (اللہ کا حق ہے) اور جب میں نماز پڑھتے ہوئے...... یہ سوچوں! کہ یہ صوفی صاحب مجھے نماز پڑھتا دیکھ کر کہیں گے...... یہ مولوی صاحب بڑے اللہ والے ہیں...... بڑے خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے ہیں...... یہ میرے ذہن میں بات آ جائے...... کہ صوفی صاحب میری نماز کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے...... اب یہ نماز اللہ کی ہو گی...... یا صوفی کی......؟ صوفی صاحب کے دکھلاوے کے لئے ہوئی...... تو اللہ تعالیٰ کی نماز میں شرک آ گیا...... اللہ ایسی عبادت کو قبول نہیں کرتے۔

سجدہ میں انسان کا سر اللہ کے قدموں میں:

اس لئے فرمایا...... فصل لربك ...... ”صرف رب کے لئے نماز پڑھو“...... اللہ کو دکھانے کے لئے...... اللہ کو راضی کرنے کے لئے...... اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی کے لئے

نماز کو ادا کیا کرو...... دیکھیں! حدیث میں آتا ہے...... حضور اکرم معراج کی رات آسمانوں پر تشریف لے گئے...... اور آسمانوں میں سب سے آخری منزل جو آمنہ کے در یتیم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی...... جس پہ آقا پہنچے...... وہ اللہ کا عرش تھا...... حضور کی آخری منزل وہ تھی...... جہاں محبوب پہنچے...... خدا کے قرب میں پہنچے...... اور غالباً ابن ماجہ نے ایک روایت نقل کی ہے...... کہ حضور فرماتے ہیں...... کہ اللہ کا بندہ جب نماز پڑھتے ہوئے...... سر سجدہ میں رکھتا ہے...... تو وہ یہ سمجھ لے...... کہ اس کی پیشانی اللہ کے قدموں کے اوپر ہوتی ہے...... خدا کے قدم نیچے ہیں...... اور اس کی پیشانی قدموں کے اوپر ہے...... قدم نیچے اور اس کا یہ ماتھا قدموں کے اوپر ہوتا ہے...... یہ زمین پر نہیں...... سر سجدہ میں رکھ رہا...... یہ اللہ کے قدموں پر سر سجدہ میں رکھ رہا ہے...... اور آپ دیکھیں......! اللہ جس کو ہم اپنا خدا یا رب کہتے ہیں...... اس کی جلوہ گاہ کون سی جگہ ہے...... عرش ہے...... کہ نہیں......؟ (میں اس مصلّٰی پر کھڑا ہوں...... تو میرے پورے وجود میں مصلّٰی کے قریب کون سا حصہ ہے) جو مصلّٰی کو مس کر رہا ہے...... وہ میرے پاؤں ہیں...... میں اگر اس منبر کے اوپر کھڑا ہو جاؤں...... تو میرے پاؤں منبر کے سب سے زیادہ قریب ہوں گے...... تو اللہ اپنے عرش پر ہے...... تو اللہ کا جسم تو ہم نہیں کہہ سکتے...... کہ خدا کا کوئی جسم ہے...... میری اور آپ کی طرح اللہ جسم سے پاک ہے...... لیکن واجب الوجود ہے...... اس کا وجود ضرور ہے...... اس کی ذات اور حیثیت ضرور ہے...... تو اللہ کس عرش پر ہے...... وہ عرش نیچے ہے...... اور اللہ کے پاؤں اس عرش کے اوپر ہیں...... اور جب بندہ سر سجدہ میں رکھتا ہے...... تو اللہ کے دروازے پر جھکنے والو! کبھی اپنے مقام کا ملاحظہ کرلو...... دیکھ لو کہ کیا مقام تمہیں ملتا ہے...... عرش نیچے ہوتا ہے...... پاؤں اوپر ہوتے ہیں...... تمہاری پیشانی اللہ کے قدموں کے بھی اوپر ہوتی ہے...... یہ وہ مقام ہے...... جو دنیا میں کسی کو عبادت کے انداز میں نہیں ملتا......

سوائے اس کے کہ نماز کی حالت میں مسلمان کو یہ حیثیت نصیب ہوتی ہے......اسی کو جگر نے کہا تھا:

جان دے دی ہے جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا

ساری زندگی اس لیے تڑپتے رہے......کہ محبوب کے قدموں میں جان نکلے......اور جب سر سجدہ میں رکھتے ہو......سبحان ربی الاعلی !......اپنے آپ کو ذلیل کر کے اللہ کے اعلیٰ ہونے کا اعتراف کرنا......خدا کی طرف سے بھی ندا آتی ہے......میرے بندے اگر تو اتنا پست ہو کر مجھے اتنا بلند تصور کرتا ہے......پھر میں تجھے یہ اعزاز دیتا ہوں......یہ تیری پیشانی زمین پر نہیں آئی......عرش خدا کا نیچے ہے......اللہ کے قدم نیچے ہیں......تیری پیشانی ان کے بھی اوپر آرہی ہے......یہ ایک بڑا مقام نصیب ہوتا ہے۔

اللہ کی دربار میں خالی ہاتھ والا:

فصل لربك......اللہ کے لئے نماز ادا کر اب ذرا نماز کا ایک انداز اور بھی دیکھیں......! اللہ کہتے ہیں ...... محبوب مقام تو وہ دیا...... کہ کائنات مقابلہ نہیں کر سکتی......اعطینك الكوثر ......انبیاء کی امامت......کائنات کی سرداری......رحمت اللعالمین ﷺ کا تاج پوری کائنات میں خاتم الانبیاء بنایا......ساری عظمتیں دیں......لیکن ان دینے کے بعد محبوب ذمہ داری یہ ہے......کہ نماز پڑھے......! یہی نبی جب اللہ کی دربار میں آتا ہے......تو ہاتھ اٹھا کر یہی بتانا چاہتا ہے......عرش والے خدا دیکھ لے......سب کچھ تو نے دیا ہے......جب تو نے دیا ہے......اب میں تیری دربار میں آیا ہوں......تو ہاتھ خالی ہیں......خالی ہاتھ لے کے آیا ہوں......کہ جو خالی ہاتھ آئے......وہ یہیں سے دامن بھر کے جایا کرتا ہے۔

حضور ﷺ کا اپنے ہاتھوں سے تریسٹھ اونٹ ذبح کرنا:

وانحر ...... دوسرا حکم یہ ہے...... کہ قربانی کیجئے ......! قربانی کی مختلف شکلیں ہیں جانور کو قربان کرنا بھی نحر کا معنی ہوتا ہے...... (۱) خون بہاؤ...... اور اس میں جانی قربانی بھی ہے...... مال کی قربانی بھی ہے...... وطن کی قربانی بھی ہے...... جس وقت اسلام جس قربانی کا مطالبہ کرے...... اسی کو پیش کرنے کا نام "نحر" ہے...... اور حجۃ الوداع کے موقع پر حضورؐ نے ایک سو اونٹ قربان کئے تھے...... ان میں تریسٹھ اونٹ وہ تھے...... جن کی گردن پر پیغمبر نے خود چھری پھیری تھی...... (۲) تریسٹھ اونٹ اور اس میں بھی یہ حکمت تھی...... کہ پیغمبرؐ کی پوری زندگی کا وہ معاوضہ تھا...... یوں سمجھ لیجئے...... جیسے یہ فدیہ تھا...... کہ حضور ﷺ کی عمر بھی تریسٹھ سال تھی...... اور پیغمبر نے اپنے آخری سال میں جو اونٹ ذبح کئے...... وہ بھی تریسٹھ تھے...... ایک ایک اونٹ ایک ایک سال کے فدیے کے طور پر اور اونٹوں کو پکڑنا ...... جکڑنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

حدیث میں آتا ہے...... اونٹ بھی نبی پہ اتنے دیوانے اور فدا ہوتے تھے...... کہ لڑتے ہوئے آتے ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے خود آ کے سامنے پڑ جاتے کہ پیغمبر کے ہاتھ سے میری گردن پر چھری چل جائے اور میری گردن پر سب سے پہلے چھری چلے...... اور میں سب سے سے پہلے اللہ کے قرب میں چلا جاؤں...... اونٹوں میں یہ کیفیت طاری ہوگئی ...... تو "وانحر" اے پیغمبر! قربانی پیش کریں۔

---

(۱) جمہور کے نزدیک یہاں "نحر" سے مراد قربانی کرنا ہے، حضرت ابن عباسؓ، عطاء مجاہدؒ، حسن بصری وغیرہ سے مستند روایات سے یہ بات ثابت ہے۔ بعض لوگوں نے "وانحر" کا ترجمہ نماز میں سینے پر ہاتھ رکھنے جانے اور اسے حضرت علیؓ کی طرف منسوب کیا ہے یہ صحیح نہیں۔ دیکھئے! (تفسیر ابن کثیر تفسیر ۵۵۸ ص ج۴)

(۲) سیرت مصطفی ص ۱۵۰ ج۳ / عہد نبوت کے ماہ و سال

آپ کے ذمے یہ دو کام ہیں...... ایک نماز کا اہتمام ایک قربانی کا اہتمام رہا...... آپ کے دشمن جو آپ کے لئے پریشانی کا باعث ہیں...... جو آپ کو گالی دیتے ہیں...... العیاذ باللہ جو آپ کے راستہ میں کانٹے بچھاتے ہیں...... جو آپ کو ابتر کہتے ہیں...... جو آپ کو مقطوع النسل کہتے ہیں...... جو آپ کے متعلق یہ کہتے ہیں...... کہ مصطفیٰ کا نشان نہیں رہے گا...... اس کا تذکرہ ختم ہو جائے گا...... ان کا مشن مٹ جائے گا...... ان کی تحریک ختم ہو جائے گی...... اللہ کہتا ہے۔

محمد ﷺ کے دشمنوں کی نسلوں کا انجام:

ان شانئک ھو الابتر ...... محمد ﷺ نہ گھبرا...... تیرے دشمن ذلیل و رسوا ہو جائیں گے...... "ابتر" کا معنیٰ مقطوع النسل جن کا نشان ہی نہ رہے...... غصہ میں آ کے آدمی کہتا ہے...... تیری نسلیں مٹا دوں گا...... اللہ بھی کہتا ہے...... ان شانئک ھو الابتر ...... محمد ﷺ کے دشمنو......! میں تمہاری نسلیں مٹا دوں گا...... اور خدا نے مٹائی ہیں...... آج بلال حبشی کالا عربی نہیں......عجمی ہے......سید نہیں...... حبشی ہے...... گورا نہیں...... کالا ہے...... خوبصورت نہیں......سانولا ہے...... اپنا نہیں...... بیگانہ ہے...... قریب کا نہیں...... دور کا ہے...... عرب کا نہیں...... عجم کا ہے...... اوئے دور سے آتا ہے...... نبوت کے قدموں میں بیٹھتا ہے...... چلتا زمین پہ ہے...... پاؤں کے کھٹکے جنت میں سنائی دیتے ہیں......(۱) کالے کو عزت ملی ہے...... نبی کے قدموں کے صدقہ سے، جس نے پیغمبر کی دشمنی مول لی...... ابولہب، لہب کا معنی شعلہ، خوبصورت، اتنا حسین، کہ صبح اٹھ کر جب چلتا...... سورج کی روشنی اس کے چہرے پر پڑتی...... تو تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے۔

---

(۱) کنز العمال ص ۱۳٤ ج ۱۳ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان

کہ کوئی آدمی ابولہب کے چہرے کو دیکھ کر اس کے حسن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا...... اس کے چہرے پر ٹکٹکی باندھ کر...... اس کو دیکھ نہیں سکتا تھا...... اتنا بڑا حسین...... مگر پیغمبر کی گستاخی میں اللہ نے جب اس کو سزا دی...... قرآن نے کہا...... تبت یدا ابی لھب و تب...... ماأغنىٰ عنہ مالہٗ وما کسب ...... نہ دولت کا آئی...... نہ بیوی کام آئی...... نہ بچے کام آئے...... نہ خاندان کام آیا...... خدا نے ایسا برباد کیا...... ایسا تباہ کیا...... ایسی نسلیں مٹائیں...... کہ آج تاریخ میں اس کا نام تک باقی نہیں رہا...... توجہ کریں...... !ایسا مٹایا...... کہ آج اگر ابولہب کا نام ہے...... تاریخ میں تو وہ بھی رسول اللہ کی دشمنی کا صدقہ ہے...... نہیں سمجھے...... وہ کہتے ہیں...... بدنام جو ہوں گے...... یار نام نہ ہوگا؟...... یہ اس بدبخت کا نام ہے ہی اس لئے کہ یہ بدنام ہوا...... ورنہ اس کو کس نے پوچھنا تھا...... آج ابوجہل کو کون جانتا ہے......؟ پیغمبر کی تشریف آوری سے پہلے لوگ اس کو ابوالحکم کہتے تھے...... حکم معنیٰ ہے...... فیصل جج...... بڑا جج تھا بڑے بڑے فیصلے بیٹھ کر کرتا تھا...... جب اس نے پیغمبر کی بات نہ مانی...... حضورؐ نے فرمایا...... اس کو جج کس نے کہا ہے...... فیصل کس نے کہا ہے...... یہ تو ابوجہل جاہلوں کا سردار ہے......(۱) نبی کی زبان سے ایک لفظ نکلا...... ابوجہل...... اللہ نے صفحۂ ہستی سے ابوالحکم والی کنیت ختم کر دی...... آج پوری دنیا اس کو ابوجہل کہتی ہے...... اسے ابوالحکم کہنے کے لئے کوئی شخص تیار نہیں ہے...... عرب بھی نہیں کہتے...... اور اب بھی...... کافر بھی اس کو ابوالحکم نہیں کہتے...... میں کہتا ہوں...... تین سو ساٹھ بتوں کا پجاری اب بھی اگر صفحۂ ہستی پر کوئی شخص ہے تو وہ بھی ابوجہل ہی کہے گا اسے ابوالحکم یا نام سے یاد نہیں کرے گا اور اس نام سے پکارے گا کہ اس زمانہ میں جو نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے یہ اس کا دشمن تھا

---

(۱) سیرت مصطفی از علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں پر پوری کائنات کی لعنت:

ان شانئك هو الابتر ......محمد ہم تیرے دشمنوں کو ذلیل کریں گے...... یہ آپ کا نام کہتے ہیں...... کہ ہم مصطفیٰ کا نشان مٹائیں گے...... ہم ان کے نشان مٹادیں گے...... ان کو صفحہ ہستی سے ختم کردیں گے...... ان کے تذکرے ختم ہوجائیں گے ...... ان کی نسلیں مٹ جائیں گیں...... ان کے چرچے ختم ہوجائیں گے...... ان کا نشان تک نہیں رہے گا...... ہم قیامت تک کے لئے قانون بناتے ہیں...... جو تیرے دشمن ہوں گے...... رسوا ہوں گے ذلیل ہوں گے...... بے نام ونشان ہوں گے...... ہم ان کو اتنا گندا کریں گے...... ایسا ذلیل کریں گے...... ایسا رسوا کریں گے...... مکہ کے داخلے بند کرادیں گے...... مدینہ میں داخلہ بند کرادیں گے...... ان کا آنا جانا...... حرم میں ختم ہوجائے گا...... ہم ان کو اتنا ذلیل کر کے رسوا کریں گے...... کہ تاریخ ان پر لعنت بھیجتی رہے گی...... ایسا رسوا کریں گے...... کہ ان کی میت اوپر سے نیچے ڈال دی جائے گی...... لاش کے ٹکڑے کردیئے جائیں گے...... کفن تار تار ہوجائے گا...... ذلت اور رسوائی کی موت مریں گے...... اگر مکہ میں بھی موت آجائے جنازے اٹھا کر ایران میں بھجوا دیئے جائیں گے...... اللہ برداشت نہیں کرتا...... کہ محمد کا دشمن مکہ اور مدینہ میں رہے...... ان شانئك هو الابتر ...... ''محبوب تیرے دشمنوں کو ہم رسوا اور برباد کر کے رکھ دیں گے''...... اعطيناك الكوثر...... ''یہ مقام تھا''...... فصل لربك وانحر ...... ''یہ پیغمبر کا پروگرام تھا''...... ان نشانئك هو الابتر ...... ''یہ رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کا انجام ہے'' اللہ ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... ○ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَاتَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضًا فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ عزوجل وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ...... (۱) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ○ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ○ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

انتہائی لائق صد تعظیم وتکریم!

اکابر علماء کرام واجب الاحترام!

برادران اسلام قابل صد احتشام...... بزرگو دوستو اور بھائیو !

---

(۱) فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبلؒ ص ۴۸-۴۹ ج ۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۸۳ء، مشکوٰۃ شریف للامام ولی الدین ص ۵۵۴ ج ۲ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ جامع مسجد دہلی ۱۹۳۲ء، جامع ترمذی للامام محمد بن عیسیٰ الترمذی ص ۲۲۵ ج ۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

دو جماعتوں کا انتخاب:

کائنات میں دو جماعتیں ہیں جن کا اللہ نے انتخاب کیا ہے..... یہ اللہ کا چناؤ ہیں..... سب سے پہلی جماعت انبیاء علیہم السلام کی ہے..... اور دوسری جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ہے..... کوئی نبی اپنی مرضی سے نبی نہیں بنتا..... خواہ کوئی ہزار سال عبادت کرے..... ریاضت کرے مجاہدہ کرے..... تسبیحیں پڑھے..... چلے کاٹے..... رٹے لگائے..... ذکر و اذکار کرے۔

پوری زندگی عبادت اور ریاضت میں گزار دے..... میں آپ سے پوچھتا ہوں..... کیا وہ شخص نبی بن سکتا ہے.....؟ (نہیں)۔

انتخاب کے بعد تقدیر کا فیصلہ:

نبی بنتا نہیں..... نبی کو رب چنتا ہے..... اور جب اللہ کسی کا انتخاب کرتے ہیں..... اللہ جب کسی کو چنتے ہیں..... تو اس کی تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے..... اللہ نے جناب نوحؑ پر نبوت کا تاج رکھا ہے..... بیٹا جہنم کا ایندھن بنا ہے۔

ابراہیم خلیلؑ اللہ کے مقرب اور خلیل بنے ہیں..... باپ جہنم کی آگ میں گیا ہے اللہ نے جب انتخاب کیا ہے..... آمنہ کے در یتیم ﷺ کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا ہے..... سگا چچا جہنم کا ایندھن بنا ہے..... تو نبی اگر کوئی اپنی مرضی سے بنتا تو یقیناً عبادت اور ریاضت کے حوالے سے ان میں سے ہر شخص نبوت کا تاج پر سرفراز ہو جاتا..... لیکن نبی بنا نہیں کرتے..... نبی کو رب چنتا ہے..... اور جب اللہ نے یہ چننے کا سلسلہ شروع کیا ..... حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محبوب پر ختم ہوا..... اب کروڑوں قیامتیں برپا ہو سکتی ہیں..... اس دھرتی پہ کوئی نیا نبی بن کر نہیں آسکتا..... جیسے نبوت خدا کا انتخاب ہے..... ایسے مقام صحابیت بھی خدا کا انتخاب ہے۔

صحابی بھی اپنی مرضی سے کوئی نہیں بنتا...... صحابی کو بھی اللہ چنا کرتے ہیں۔(۱)

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ:

اہل سنت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے...... میرے اکابر و اسلاف کا یہ عقیدہ ہے...... ایک شخص ہزار سال عبادت کرے ریاضت کرے...... مجاہدہ کرے...... تسبیحیں پڑھے...... چلے کاٹے...... رٹے لگائے...... ذکرو اذکار کرے...... کڑوروں عبدالقادر جیلانی ہوں...... لاکھوں جنید بغدادی ہوں...... ہزاروں بایزید بسطامی ہوں...... عربوں مجددالف ثانی ہوں...... پوری دنیا کے غوث قطب ابدال ولی اکٹھے ہو جائیں...... ان کی ولاتیوں ریاضتوں اور مجاہدوں کو جمع کر دیا جائے...... اکیلا بلال جو شکل کا سانولہ اور کالا ہے سادے سے کپڑے پہن کر مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر...... اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ...... کہتے ہوئے اپنی نگاہ کھول کر جب پیغمبر کے رخ اطہر پہ ڈالتا تھا...... پوری کائنات کے ولیوں کی عبادت بلال کی ایک نگاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔(۲)

توجہ سے میری بات کو سمجھنا...... اس لئے کہ یہ ولی جب ولایت کے منصب پہ آتا ہے...... ولایت ایک کسب اور محنت ہے۔

---

(۱) حضرت ندیم صاحب نے حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ استدلال کیا ہے جس کو علامہ ذہبیؒ نے اپنے رسالہ "الکبائر" میں صحابہ کرام کے بارے میں حضرت انسؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابی وجعل لی اصحاباواخواناواصھاراو سیجیء قوم بعدھم یعبونھم وینقضونھم فلاتواکلوھم ولاتشاوروھم ولاتناکحوھم ولاتصلواعلیہ ولاتصلوامعھم

(۲) حضرت ندیم صاحب کا استدلال اس حدیث سے ہے لا تسبوا احدامن اصحابی فان احدکم لو انفق مثل اُحُدذھباماادرک مداحدھم ولانصیفہ ھذااللفظ لمسلم(عن ابی سعید صحیح المسلم ص ۳۱۰ ج ۲، مشکوۃ ص ۵۵۳ ج ۲، فضائل الصحابۃ للامام احمدبن حنبلؒ ص ۵۱ ج ۱، ترمذی ص ۲۲۵ ج ۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

- قاری قرآن پڑھتا ہے...... محنت کرتا ہے۔
- مجتہد اجتہاد کے میدان میں پہنچتا ہے...... ایک محنت کرتا ہے۔
- فقیہ فقاہت کا مقام حاصل کرتا ہے...... ایک محنت کرتا ہے۔
- محدث علم حدیث میں کمال حاصل کرتا ہے...... ایک محنت کرتا ہے۔
- مفسر شیخ التفسیر بنتا ہے...... ایک محنت کرتا ہے۔
- عالم علم حاصل کرتا ہے...... محنت کرتا ہے۔

کوئی شخص L-L-B , P-H-D ,M-A, B-A کی ڈگریں حاصل کرتا ہے...... وہ محنت کر کے اس مقام پہ پہنچتا ہے...... اور صحابیت محنت کا مقام نہیں...... کہ محنت سے حاصل ہو...... یہ اللہ کی عطا ہے رب نے جس کو نبی کی صحبت کے لیے...... پیغمبر کی یاری کے لئے...... نبوت کے پیار کے لئے...... پیغمبر کی وفاداری کے لیے...... اللہ نے جن کو چاہا ہے چنا ہے...... جیسے نبی رب کا انتخاب ہے...... ایسے صحابی بھی رب کا انتخاب ہے...... کوئی شخص اپنی مرضی سے صحابی نہیں بنا...... اگر اپنی مرضی سے صحابی کوئی ہوتا...... تو عبداللہ ابن سلول رئیس المنافقین صحابی بنتا...... اپنی مرضی سے کوئی صحابی بنتا...... تو ابو جہل ابولہب کو اعزاز ملتا...... اپنی مرضی سے کوئی صحابی بنتا...... تو کعب ابن اشرف بنتا...... اپنی مرضی سے کوئی صحابی بنتا...... تو ابوجہل و ابولہب کو یہ اعزاز ملتا...... اس سے پتہ چلتا ہے...... صحابی بنتا نہیں صحابی کو رب چنتا ہے۔(۱)

---

(۱) اس بات کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے ان اللہ نظرفی قلوب العباد فاختار محمداصلی اللہ علیہ وسلم فبعثه برسالته وانتخبه بعلمه ثم نظرفی قلوب الناس بعده فاختار الله له اصحابافجعلهم انصاردینه ووزراء نبیه صلی اللہ علیہ وسلم فماراه المؤمنون حسنافهو عندالله حسن ومارأه المؤمنون قبیحافهو عندالله قبیح

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

انتخاب لاجواب:

جب رب نے چنا ہے...... تو ابوبکر کو بنوتمیم سے چنا ہے...... عمر کو بنوعدی سے چنا ہے...... عثمان کو بنوامیہ سے چنا ہے...... علی کو بنوقریش سے چنا ہے...... سلمان کو فارس سے چنا ہے...... ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن سے چنا ہے...... ابوذر کو قبیلہ غفار سے چنا ہے...... بلال کو حبشہ سے چنا ہے...... جب رب نے انتخاب کیا ہے...... عربی نہیں عجمی ہے...... سید نہیں حبشی ہے...... گورا نہیں کالا ہے...... خوبصورت نہیں سانولہ ہے...... اپنا نہیں پرایا ہے...... قریب کا نہیں دور کا ہے...... گھر کا نہیں باہر کا ہے...... مگر انتخاب خدا کا ہے...... نگاہ مصطفیٰ کی پڑی ہے...... چلتا زمین پہ ہے...... پاؤں کے کھٹکے جنت میں سنائی دیتے ہیں۔

نبوت کس کا انتخاب ہے...... (اللہ کا) صحابیت کس کا انتخاب ہے...... (اللہ کا)

پھر ایک بات اور سن لو...... جب آپ نے یہ کہہ دیا ہے...... کہ یہ اللہ کا انتخاب ہے...... تو جس کو اللہ چنے جو رب کا انتخاب ہو...... اس پر تنقید کا کسی کو حق نہیں...... جو اللہ کا چناؤ ہو...... جو اللہ کا انتخاب ہو...... اللہ کے انتخاب پر تنقید کرنے والا کافر ہوتا ہے......

(بیشک) اور میں اس کی وجہ بتاتا ہوں۔

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی پس اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو چن لیا اور آپ کو پیغام دے کر بھیجا اور آپ کو خوب جان کر منتخب فرمایا پھر آپ کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قلوب پر دوبارہ نگاہ ڈالی پس اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لیے کچھ ساتھی چن لیے جن کو اللہ نے اپنے دین کا مددگار بنایا ہے لہٰذا جس چیز کو مؤمنین کاملین اچھا سمجھیں تو وہ عنداللہ بھی اچھی ہے اور جس چیز کو یہ مؤمنین برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے (حلیۃ ابی نعیم ص ۳۷۵ ج ۱ مطبوعہ مصر، ورواہ مثلہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب ص۹ ج ۱)

اختلافی بات نہیں حقیقت کہہ رہا ہوں...... کہ پوری امت کا اس پر اتفاق ہے۔

- مسلمانوں کا عقیدہ ہے...... کہ اللہ عالم الغیب ہے۔
- مسلمانوں کا عقیدہ ہے......اللہ علیم بذات الصدور ہے۔
- مسلمانوں کا عقیدہ ہے...... کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کے علوم پہ حاوی اور واقف ہے...... جب رب کسی کو نبوت کے لئے چنتا ہے...... اللہ اس کے دل کو دیکھتے ہیں...... پھر اس کا انتخاب کرتے ہیں۔

خدا کے انتخاب پر تنقید:

اللہ کے انتخاب پر تنقید کرنے والا درحقیقت یہ کہنا چاہتا ہے...... معاذ اللہ وہ اللہ کے علم کا انکار کرتا ہے...... کہ اللہ کو پتہ نہیں تھا...... کہ کیسے آدمی کو نبی چن لیا...... رب کو پتہ نہیں تھا...... کیسے آدمی کو صحابی بنا دیا ہے...... یہ اللہ کے علم کا منکر ہے...... جو اللہ کے انتخاب پہ تنقید کرتا ہے...... وہ اللہ کی قدرت کاملہ کا منکر ہے...... کہ رب کے اختیار میں نہیں تھا...... کہ کسی اچھے آدمی کو چنتا غلط آدمی کو چن کر خدا نے معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بھیج دیا ہے۔

جو اللہ کے انتخاب پہ تنقید کرتا ہے...... وہ اللہ کے فیصلے کا منکر ہے...... کہ گویا رب نے اچھا فیصلہ نہیں کیا......اور جو اللہ کے علم کا قائل نہ ہو...... جو اللہ کی تقدیر کا قائل نہ ہو جو اللہ کے فیصلے کا قائل نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہوتا وہ کافر ہوتا ہے۔

میرے دوستو......! ہر نبی کس کا انتخاب ہے؟ (اللہ کا)

ہر صحابی کس کا انتخاب ہے......؟ (اللہ کا)

ہر نبی جسے رب چنتا ہے وہ گناہوں سے معصوم ہوتا ہے...... گناہوں سے معصوم کا معنی کیا ہے......اس کو آسان لفظوں میں سمجھو......! کہ صرف گناہوں سے پاک نہیں......

بلکہ معصوم کا معنی یہ ہے...... کہ یہ گناہ کے قریب نہیں جاتا...... اور گناہ اس کے قریب نہیں آتا...... انبیاء کے سوا کائنات میں کوئی معصوم نہیں...... نہ کوئی پانچ معصوم ہیں...... نہ بارہ معصوم ہیں...... نہ چودہ معصوم ہیں...... معصوم صرف نبوت ہے......(۱) اور غیر نبی یعنی جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اللہ کا انتخاب ہے...... یہ معصوم تو نہیں لیکن یہ محفوظ ہیں...... اور مغفور بھی ہیں۔

محفوظ اور مغفور کا معنی:

محفوظ کا معنی یہ ہے...... کہ گناہ کی صلاحیت تو ہے...... کہ انسان جو ہے...... اور محفوظ کا معنی یہ ہے...... کہ جیسے ایک چھوٹا سا بچہ ہے...... فطرتا اس میں شرارت کا مادہ ہے...... کہ وہ چھوٹا بچہ شرارتیں کر سکتا ہے...... لیکن ان کا وہ بیٹا جب یہ باپ کے ساتھ چل رہا ہے...... باپ نے اس بچہ کی انگلی پکڑی ہوئی ہے...... وہ جہاں بیٹھتا ہے...... اپنے ساتھ اس کو بٹھاتا ہے...... جہاں جاتا ہے...... تو اسے اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔

اب ایمانداری سے تم بتاؤ...... کہ یہ بچہ اس حالت میں اب شرارت کر سکے گا......؟ (نہیں) کیوں......؟ اس لیے کہ اب باپ کے ہاتھوں میں محفوظ جو ہے...... اوئے بیٹے کی انگلی باپ پکڑ لے یہ تو گناہ سے بچ جائے...... اور جس کا ہاتھ نبی کے ہاتھ میں آئے۔

---

(۱) مسئلہ عصمت انبیاء اھلسنت والجماعت کے یہاں اجماعی مسئلہ ہے کہ انبیاء سب کے سب معصوم ہیں وقال جمہور من اصحاب مالک وابی حنیفہ والشافعی وانہم لمعصومون من الصغائر امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب میں سے جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ انبیاء صغائر یعنی چھوٹے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں (قرطبی ص۳۰۸ ج۱) امام ابو حنیفہؒ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں والانبیاء علیہم السلام کلہم منزھون عن الصغائر والکبائر، اور انبیاء ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، علامہ سعد تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں لکھتے ہیں انہم معصومون من الکفر قبل الوحی وبعدہ بالاجماع بیشک انبیاء وحی سے پہلے اور وحی کے بعد ہر حالت میں کفر سے معصوم ہیں اور اس پر اجماع ہے (شرح عقائد نسفیہ ص۱۰۲)

وہ گناہوں سے کیوں نہ بچے......؟ اس لیے سارے کے سارے صحابہ محفوظ ہیں...... محفوظ کا معنی یہ ہے...... کہ جب پیغمبر کے ہاتھ میں آگئے...... نبی کی نگاہ میں...... پیغمبر کی مجلس میں آگئے...... ادھر سے رب نے چنا...... اُدھر سے نگاہ نبوت کی تاثیر آئی...... اب پھر رب نے خود کہا...... اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ اُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ٥ اُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ...... اُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥ اُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ...... اور رب کو کہنا پڑا...... رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ...... محمد تیرے یار تقوی کے اعلیٰ مقام پر ہیں...... تیرے یار رشد و بھلائی کا خلاصہ...... تیرے یار کامیاب و کامران...... تیرے یار مجھ رب کی جماعت...... محبوب تیرے یار جو ہیں...... میں ان پر راضی ہوں...... وہ مجھ رب پہ راضی ہیں...... یہ کیا ہیں......؟ محفوظ...... دوسرا جملہ میں نے کہا ہے مغفور...... اس مغفور کا معنی یہ ہے...... کہ انسانی تقاضوں کے تحت امت کی ضرورت کے لئے...... امت کے مسائل حل کرنے کے لئے...... وہ کام جو نبی کی عظمت کے خلاف ہے...... جو نبی سے خدا نہیں کروا سکتا...... تو اللہ تعالیٰ وہ کام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاتھوں کروا دیتے ہیں...... اور پھر ان کی مغفرت کا خود اعلان بھی کر دیتے ہیں...... کہہ دیتے ہیں...... کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے...... میں ان سے قیامت کے دن حساب نہیں لوں گا...... اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ کیا...... یہ تکوینی نظام کے تحت کیا ہے...... اللہ ان سے قیامت کے دن ان کے متعلق کوئی سوال نہیں کرے گا...... اللہ فرماتے ہیں...... کہ میں ان کی بخشش کا فیصلہ کر رہا ہوں...... اس کو کہتے ہیں مغفور...... کہ ہوئی تو ظاہراً غلطی ہے...... لیکن جب رب نے بخش دیا ہے...... جب رب نے کہہ دیا ہے...... کہ میں نے تیرے یاروں کو بخش دیا...... اب کسی چوڑھے کو حق نہیں...... کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہ تنقید کرے۔

پاکیزہ دور:

اس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے بہت ساری مثالیں دی جا سکتی ہیں...... کہ اللہ کے نبی کے زمانہ میں پاکیزہ دور تھا...... شریعت نے ایک حکم دے دیا...... کہ زانی زنا کرے...... تو اس کی سزا یہ ہے...... کہ اس کو رجم کر دو...... پتھر مارو...... اب ظاہر ہے...... کہ نبوت کا قرب ہے...... پیغمبر کی نبوت کا دور ہے...... اس دور میں کسی کو جرأت نہیں ہوئی...... کہ کوئی زنا کرے...... آج کوئی آدمی کسی اللہ والے کے پاس جا کر بیٹھے...... تو اس اللہ والے کی نگاہ کی اتنی تاثیر ہوتی ہے...... کہ یہ آدمی گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے...... چہرہ پر داڑھی رکھ لیتا ہے...... نمازوں کا اہتمام کر لیتا ہے...... پندرہ صدیوں بعد کسی اللہ والے کی مجلس میں بیٹھنے سے قرآن وسنت کو تو سمجھنے سے اتنا اثر ہوا...... اور جو نبی کی محفل میں بیٹھے ہونگے...... ان پہ کتنا اثر ہوا ہوگا...... اب ان سے گناہ ہونا نہیں ...... اس لئے کہ وہ تو اللہ کی امان میں ہیں...... اور پیغمبر کی حفاظت میں ہیں...... لیکن بعض واقعات اللہ کی تقدیر کے فیصلے کے تحت اس لئے ہوئے ...... کہ اگر اس وقت وہ صادر نہ ہوتے...... تو قیامت تک کے لئے وہ چیزیں قانون نہ بنتیں۔

صحابہ کرام سے خطائیں کیوں؟:

مثال کے طور پر اگر نبوت کے زمانہ میں کوئی آدمی زنا کے معاملہ میں ملوث نہ ہوتا...... اور بعد میں کوئی ہو جاتا...... اور اس کو پکڑ کر لایا جاتا...... اور کہا جاتا کہ قرآن کے قانون کے تحت اس کو رجم کرو...... قرآن کے قانون کے تحت اس کو سنگسار کرو...... تو لوگ کیا کہتے...... کہ حضور کے زمانہ میں تو کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا...... وہاں تو کسی کو سنگسار نہیں کیا گیا...... کیا وہ لوگ انسان نہیں تھے......؟ اس کو اب کیوں سنگسار کیا جا رہا ہے...... لہذا کوئی اجازت نہیں ہے...... اور کوئی ضرورت نہیں ہے...... اس کو سنگسار نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ:

اب ظاہر ہے...... کہ پیغمبر معصوم ہے......اس سے غلطی ہوتی نہیں......اور صحابہ محفوظ ہیں...... نبی کی امان میں ہیں ......اب اس قانون کو قیامت تک کے لیے امت پہ نافذ کرنے کے لئے ایک صحابی رسول حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ پیش آیا...... ان سے غلطی ہوگئی......خود آ کر کہا محبوب مجھ سے غلطی ہوئی ہے...... مجھے سزا دی جائے۔(۱)

ایک عورت کا واقعہ:

ایک عورت پیش ہوتی ہے......آ کر کہتی ہے...... کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے پاک کیجئے......مجھ پر حد نافذ کیجئے...... حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم رخ موڑ لیتے ہیں...... دوسری طرف سے آ کے کہتی ہے......محبوب مجھ پہ حد نافذ کیجئے...... مجھ سے غلطی ہوئی ہے......محبوب پھر رخ موڑ لیتے ہیں...... پھر آ کر کہتی ہے...... پھر آقا رخ موڑ لیتے ہیں...... چار مرتبہ کہنے کے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پھر بھی فرماتے ہیں...... کہ یہ کہیں پاگل تو نہیں ہوگئی......کہیں بھول تو نہیں ہوگئی...... یہ کہہ کیا رہی ہے......؟ پھر اس عورت کو اللہ کے نبی نے ٹالنے کی کوشش کی......فرمایا......ابھی جا ممکن ہے......اگر تیری اس غلطی کی وجہ سے تجھے حمل ہو گیا ہو...... تو تجھے اسلام سزا اس لئے نہیں دیتا...... کہ حمل کے پیٹ میں جو بچہ ہے...... اس کا بھی قتل لازم ہو جائے گا......لہذا ابھی چلی جا...... واپس آ کر پھر بتانا...... وہ ایک مدت کے بعد آتی ہے...... اور آ کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کہتی ہے...... کہ آقا واقعی میں حاملہ ہوں...... فرمایا حمل گزار لینے کے بعد آنا...... پھر وہ عورت وضع حمل کے بعد بچہ کو اٹھا کر آتی ہے...... اور کہتی ہے...... کہ محبوب اب مجھے پاک کر دیجئے...... اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں......

---

(۱) ترمذی ص ۳۹۵ ج ۱ مطبوعہ رحمانیہ لاہور، ابوداؤد ص ۲۵۹ ج ۲، صحیح المسلم ص ۶۸ ج ۲

کہ یہ بچہ ابھی ماں کا دودھ پی رہا ہے...... دو سال تک ماں کا حق ہے...... کہ وہ اپنے بچہ کو دودھ پلائے...... آقا فرماتے ہیں...... کہ دو سال کے بعد آنا...... اب وہ عورت دو سال کے بعد آتی ہے...... اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا ہے...... اور وہ بچہ کو دیتی ہے...... وہ اسے چبا رہا ہے...... کہتی ہے محبوب بچہ اب روٹی خود کھالیتا ہے...... اب تو مجھے پاک کر دیجئے۔ (۱)

بہاولنگر کے دوستو......! آج مجھ سے گناہ ہو جائے...... میری بیٹی سے گناہ ہو جائے...... بہن بھائی سے گناہ ہو جائے...... میں پردہ ڈالوں گا...... میں اور آپ اپنے عیبوں پر پردہ ڈالیں گے...... اوئے صحابہ کے تقدس کا کون مقابلہ کرے...... کہ ایک گناہ ہو گیا...... پیغمبر ایک طرف رخ موڑ لیتے ہیں...... وہ پھر بھی اقرار کرتی ہے...... پیغمبر نے دوسری طرف رخ موڑ لیا...... پھر بھی اس نے اقرار کیا...... پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تیسری طرف چوتھی طرف اپنا منہ مبارک موڑا...... پھر بھی اقرار کیا...... پھر بچہ کو لے کر آئی...... پھر بھی اقرار کیا...... دو سال دودھ پلانے کے بعد ایک سے نو مہینے کا پہلے کا وقفہ...... گویا تین سال تک اس عورت کو سکون نہیں آیا...... کہ رب کا قانون جب تک مجھ پہ نافذ نہیں ہوتا...... تو میں قیامت کے دن نجات کیسے حاصل کروں گی...... اس لئے میں چاہتی ہوں...... کہ مجھے دنیا میں سزا مل جائے...... میں اللہ کے دربار میں مجرم بن کر نہ جاؤں...... آج کیا کسی کے دل میں اتنا تقوئی ہے...... کہ اپنے گناہ کو اس انداز میں کسی کے سامنے ظاہر کر کے کہے...... کہ مجھے سزا دی جائے...... اوئے یہ کسی کو طاقت نہیں ہم تو اپنے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہیں...... اپنے گناہوں کو چھپا کر دنیا کے سامنے پاک صاف بنتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) ابوداؤد ص ۲۶۱ ج ۲ (۲) اس عورت نے جب توبہ کی تو حضور ﷺ نے فرمایا لقد تابت توبة لو تابها صاحب مکس لغفرله ثم امربها فصلی علیها (مسلم ص ۶۸ ج ۲، ترمذی میں الفاظ یوں ہیں لقد تابت توبة لو قسمت بین سبعین من اهل المدینة وسعتهم (ترمذی ص ۳۹۷ ج ۱)

حد کے وقت عورت کا خون:

ایک روایت میں آتا ہے...... کہ جب اس عورت کو حد لگنے لگی...... تو پتھر لگنے سے خون کے چھینٹے ایک صحابیؓ کے کپڑے پہ پڑے...... تو اس کی زبان سے اتنا جملہ نکلا...... کہ ناپاک خون ہمارے کپڑوں پہ پڑا ہے...... اللہ کے نبی نے جب اس صحابی کے جملے سنے...... تو فرمایا خبردار......! اس نے ایسی توبہ کی ہے...... کہ اگر اس کی توبہ کو پوری دھرتی پر تقسیم کردیا جائے...... تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کی وجہ سے پوری انسانیت کے گناہوں کو معاف کردیں گے...... اس کی اتنی بڑی توبہ ہے...... کہ تم اس توبہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔(۱)

خدا کا فیصلہ:

اوئے جس صحابی کو رب کا اتنا خوف ہو...... تو یقیناً وہ مغفور ہے...... دین میں قانون تو پورا ہوا ہے...... لیکن قیامت کے دن میں رب نے ان کو بخشنے کا فیصلہ کیا ہے۔

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اللہ کہتا ہے...... کہ میں ان پر راضی ہوں اور یہ مجھ پہ راضی ہیں...... ایسی ہستی پہ کسی کو تنقید کا حق نہیں ہے۔

فضائل صحابہ رحمت کائنات کی زبانی:

حضور نے فرمایا...... اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي اَصْحَابِيْ...... اس کا معنیٰ ہے...... کہ لوگو میں محمد تمہیں رب کا واسطہ دیتا ہوں...... میں محمد تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں...... فِيْ اَصْحَابِيْ...... میرے یاروں پر تنقید نہ کرنا...... فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ ...... ان سے محبت کرنا...... یہ میری محبت کی علامت ہے ان سے دشمنی کرنا...... یہ میری دشمنی کی نشانی ہے...... یہ میرے یار ہیں...... ان کو کچھ نہ کہنا...... اس عقدے کو سمجھانے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں۔

---

(۱) استغفروا لماعز بن مالك لقد تاب توبة لو قسمت بين أمة لوسعتهم (صحيح المسلم ص۶۸ ج۲)

کہ کسی آدمی سے میری دوستی ہو...... میرا تعلق ہو......اب کوئی آدمی ان کے خلاف زبان مارے ...... میں اسے بڑا کچھ سمجھاؤں گا ...... سمجھانے کے بعد آخری بات یہ کہوں گا...... کہ یار رب داناں ہی تو میڈے یارنوں کجھ نہ کھویں ......آدمی منت کر کے اللہ کا واسطہ اس وقت دیتا ہے...... جب کہ غلط زبان استعمال کرنے والا انتہا کو پہنچ جائے ......اور اگلے آدمی کو چپ کرانا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے صحابہ کے فضائل ومناقب بیان کیے...... فرمایا تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو یہ میرے صحابہ ایک مٹھی جو خرچ کریں......ان کی ایک مٹھی جو کے برابر کو تمہارے سونے کا خرچ نہیں پہنچ سکتا۔

تم ساری زندگی عبادت کرو...... یہ میرے صحابہ اس مقام کی عبادت نہ کریں...... تب بھی تم ان کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے ...... قیامت کے دن کو صحابہؓ کا اعزاز قیامت کے دن میرے اور آپ کے فیصلے اعمال کی بنیاد پر ہونگے ......نمازیں دیکھی جائیں گی ......روزے دیکھے جائیں گے......حج زکوۃ وصدقات وعطیات وخیرات دیکھے جائیں گے......لیکن صحابہ کا عمل نہیں...... بلکہ نبی کی یاری اور نسبت دیکھی جائے گی...... اللہ محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی یاری کی وجہ سے ان کو کچھ نہیں کہیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا......لوگو جب رب میری نسبت کا احساس کرتا ہے......تو میں محمد تمہیں منت کر کے کہتا ہوں...... کہ میرے یاروں کو وفاداروں کو جانثاروں کو کچھ نہ کہنا......میں محمد اللہ کا تمہیں واسطہ دیتا ہوں...... کہ میرے صحابہ کو تنقید کا نشانہ نہ بنانا...... ان کی محبت میری محبت کی علامت ہے...... اور ان سے دشمنی میری دشمنی کی نشانی ہے

نبوت کے موقع کے گواہ:

میرے دوستو......!جب اس مقام کی ساری جماعت ہے......کہ کسی صحابی پہ تنقید

کا حق کسی کو نہیں......(۱) اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے...... کہ صحابہ نبوت کے موقع کے گواہ ہیں...... اور موقع کے گواہ پر اگر جرح ہو جائے...... اور یہ ثابت ہو جائے کہ یہ آدمی جھوٹا ہے...... ایمانداری سے بتاؤ...... کہ کیس چل سکتا ہے......؟ (نہیں)

..........اوئے..........

- ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ جرح ہو جائے
- عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ جرح ہو جائے
- عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ جرح ہو جائے
- حیدر کرار (شیر خدا) رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ جرح ہو جائے
- ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ جرح ہو جائے
- بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جرح ہو جائے
- سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ جرح ہو جائے

---

(۱) پوری امت کا اجماع ہے کہ جماعت صحابہؓ سب کے سب پاک باز اور عادل ہیں صحابہ کی عدالت و ثقاہت پر قطعی دلائل موجود ہیں بلاچون وچرا ان کو عادل تسلیم کرنا ضروری ہے، راوی غیر صحابی کی عدالت کے متعلق تو چھان بین ہو گی مگر صحابہؓ کی عدالت میں تفتیش نہیں ہو گی، صحابہ کی عدالت دیگر عام رواۃ کی طرح نہیں ہے، اور صرف روایت حدیث ہی میں نہیں بلکہ دوسرے معاملات زندگی میں بھی وہ عدالت کی صفت سے متصف ہیں، فسق کی صفت سے متصف نہیں ہوسکتے اگر ان کی عدالت مجروح ہو تو پھر اعتماد کامل کیسے ہوسکتا ہے جبکہ صحابہ کرامؓ دین کے ستون ہیں اس لیے ان پر جرح وتعدیل نہیں ہو گی چنانچہ علامہ ابن اثر جزری کا فرمان ہے الصحابة يشاركون سائر الرواة في جميع ذالك الا في الجرح والتعديل فانهم كلهم عدول لايتطرق اليهم الجرح لان الله عزوجل ورسوله زكياهم وعدلاهم وذلك مشهود لايحتاج لذكره صحابہ کرام سب امور میں عام روۃ کی صفات (حفظ واتقان وغیرہ) میں شریک ہیں مگر جرح وتعدیل میں نہیں کیونکہ وہ سب کے سب عادل ہی ہیں ان پر جرح کی کوئی سبیل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کو پاک صاف اور عادل قرار دیا ہے اور یہ مشہور چیز ہے جس کے ذکر کی حاجت نہیں (اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ ص ۳ ج ۱)

❁ نبی کے صحابہ واہل بیت پہ جرح ہو جائے......تو بتاؤ...... کہ قیامت تک اسلام کا کیس کیسے چلے گا......؟اوئے اسلام کے مقدمہ میں موقع کے گواہ یہی صحابہ ہیں۔

❁ نبوت کے خدوخال کے گواہ یہی صحابہ ہیں۔

❁ نبوت کی صبح وشام کے گواہ یہی صحابہ ہیں۔

❁ نبوت کے دن ورات کے گواہ یہی صحابہ ہیں۔

اس لئے ان گواہوں کے تقدس کی حفاظت کرنا ہمارے اوپر لازم ہے...... کیونکہ قرآن کو سمجھنے کا معیار...... نبی کی حدیث کو سمجھنے کا معیار......پیغمبر کی ذات نہیں......اللہ کی ذات نہیں۔

قرآن وسنت کو سمجھنے کا معیار نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جماعت صحابہ ہیں۔جیسے ان لوگوں نے سمجھایا ہے......اس طریقے سے دین کو سمجھو گے......تو مسلمان رہو گے...... اگراپنے دماغ سے سمجھنے کی کوشش کروگے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

معیار صحابہ:

صحابہ کا معیار کیا ہے......؟ فَاِنْ آمَنُوْ بِمِثْلِ مَآ آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِاهْتَدَاوْا ان کے ایمان کی طرح ایمان ہے...... توتم کامران وکامیاب ہو۔

صحابیت کا اعزاز:

میرے دوستو......! صحابیت کا اعزاز اتنا بڑا ہے...... یہ منصب اور مقام اتنا بڑا ہے...... کہ اس پر کسی کو تنقید کا حق نہیں......اگر ان پر جرح ہو جائے......تو ایمان سلامت نہیں رہتا......مقدمہ سلامت نہیں رہتا......دین سلامت نہیں رہتا۔

اب اتنی بڑی جماعت ہے...... اس لئے ہمارے دین سمجھنے کا معیار صحابہ ہیں......(۱)

قرآن فرماتا ہے...... فَاِنْ آمَنُوْ بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِاهْتَدَوْا ...... اگر صحابہ کی طرح ایمان لاؤ گے...... تو ہدایت پاؤ گے...... فَقَدِاهْتَدَوْا ...... کہا یہ تو ٹھیک نہیں...... ہم ٹھیک ہیں...... ان کا حافظہ کمزور تھا...... ہمارا مضبوط ہے...... یہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نماز نہیں دیکھ سکے...... ہم دیکھ سکے...... (معاذ اللہ) اللہ فرماتا ہے...... فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا ...... جوان سے منہ موڑے گا...... فَاِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ وہ شقاق میں ہونگے۔

شقاق کی عربی تحقیق:

شقاق کس کو کہتے ہیں......؟ شقاق کا لفظ شَق سے ہے...... اور اس کا معنی ہوتا ہے پھاڑنا۔

اللہ فرماتے ہیں...... کہ جو محمد کے یاروں جیسا ایمان نہیں رکھتا...... فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ...... وہ ساری زندگی اپنے سینہ کو پھاڑتا رہے گا...... اس کو ہدایت نہیں ملے گی...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو معیار صحابہ اور مقام اہل بیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد فرامین کہ صحابہؓ معیار حق ہیں موجود ہیں ماانا علیہ واصحابی عن عبداللہ بن عمر (ترمذی ص۹۳ ج۲، مشکوٰۃ ص۳۰ ج۱)، اصحابی کالنجوم عن عمرؓ (مشکوٰۃ ص۵۵٤ ج۲)، علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عن عرباض بن ساریہؓ (مشکوٰۃ ص۳۰ ج۱، ترمذی) (مزید دیکھیے عن ابی سعید خدریؓ مسلم ص۳۱۰ ج۲، عن عمر بن الخطابؓ مشکوٰۃ ص۵۵٤ ج۲، عن جابرؓ ترمذی ص۲۲۵ ج۲، عن عبداللہ مسلم ص۳۰۹ ج۲، عن انسؓ مشکوٰۃ ص۵۵٤، عن واثلۃ بن الاسقع مجمع الزوائد ص۲۰ ج۱، عن جابرؓ تفسیر قرطبی ص۲۹۷ ج۱٦ و مجمع الزوائد ص۱٦ ج۱۰، عن عویمؓ تفسیر قرطبی ج۱٦)

فضائل ومناقب اہل بیت

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِالْاُمَم...... ٥ بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہ، مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ...... وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ..... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... ٥ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْراً...... قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ...... اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ...... وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.....اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ(۱) صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ ٥ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ٥ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ ٥وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

......انتہائی لائق صد تعظیم وتکریم......

......اکابر علمائے کرام......

......واجب الاحترام برادران اسلام......

......قابل قدر دوستو...... بزرگو اور بھائیو......!

آج کا یہ حسین دلنشین پروگرام جو آپ کے اس علاقہ کی معروف دینی درسگاہ مدرسہ انوار

(۱) مشکوٰۃ ص ۵۵٤ ج ۲

القرآن کے زیر اہتمام ادارے کا سالانہ اصلاحی تبلیغی اجتماع ہے۔

جذباتی تقریر:

عجیب اتفاق یہ ہے...... کہ گذشتہ مکمل ہفتہ مجھے بخار رہا ہے...... رات میں نے پہلی تقریر کی ہے...... اور ابھی یہ دوسری تقریر کے موقع پر آپ حضرات کے سامنے حاضر ہوں...... اس لیے آپ میری کسی قسم کی جذباتی تقریر سننے کے بجائے نہایت ہی اطمینان اور حوصلے سے چند ایک اہم اور نصیحت آموز ضروری باتیں سماعت فرمالیں...... اور اسی پر میں اکتفیٰ کرنا چاہوں گا۔

اہل بیتؓ کے حق میں اہل سنت کا عقیدہ:

میرے بھائیو......! قرآن مجید کی جو آیت کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے...... یہ آیت مبارکہ اہل بیت عظام کی فضیلت کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے...... اہل سنت والجماعت صحابہؓ اور اہل بیت دونوں کو حق اور معیار ایمان سمجھتے ہیں...... اور دونوں کا احترام کرتے ہیں...... اور دونوں سے محبت رکھتے ہیں...... اور ان دونوں کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں...... اس لیے اب تک آپ حضرات نے یقیناً مناقب صحابہؓ مجھ سے قبل مختلف حضرات سے سنتے رہے ہیں۔

اہل بیت کا تعارف:

میں آج کی گفتگو میں تعارف اہل بیت رسول...... کہ پیغمبر کے اہل بیت کون ہیں......؟ ان کا مقام و مرتبہ اور شان کیا ہے......؟ اور ان کی فضیلت کیا ہے......؟ اس حوالے سے میں چند ایک باتیں آپ حضرات کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں...... اس میں یہ بات بھی ضرور ہوگی...... کہ بعض لوگوں کے لیے یہ باتیں نئی ہونگی...... اور بعض حضرات کے لیے یقیناً دلچسپی کا باعث ہوں گی...... کہ جب عظمت صحابہؓ پر اتنی اچھی باتیں سنتے ہیں...... تو ہمیں مناقب اہل بیتؓ بھی ضرور سننے چاہئیں...... آپ سب حضرات کی توجہ

میری طرف رہے گی...... انشاء اللہ تعالیٰ اللہ مجھے شرح صدر کے ساتھ حق و سچ کہنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ (انشاء اللہ)۔

فضیلت اصحاب رسول ﷺ:

قابل قدر دوستو...... دو حدیثیں میں نے خطبہ میں پڑھی ہیں...... ایک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی فضیلت اور دوسری میں آقاء لجپال نے اہل بیت کی فضیلت بیان کی ہے...... صحابہ کی فضیلت میں فرمایا کہ لوگو...... میرے صحابہ ایسے ہیں جیسے آسمان ہدایت کے ستارے ہوں...... جس ستارے کی اقتداء کرو گے...... جس ستارے کی اتباع کرو گے تم کامیاب و کامران ہو جاؤ گے...... (۱)

فضیلت اہل بیتؓ:

اہل بیت کی فضیلت میں حضور ﷺ نے فرمایا...... کہ لوگو میرے اہل بیت ایسے ہیں...... جیسے نوح کی کشتی تھی...... جو شخص نوح کی کشتی میں سوار ہوا...... اس کو نجات ملی...... جو نوح کی کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا خواہ وہ نوح کا بیٹا ہی کیوں نہیں تھا...... اللہ نے اسے تباہ و برباد کر دیا...... اور وہ غرق ہو گیا...... (۲) تو میرے دوستو! صحابہ ستاروں کی طرح ہیں...... اور اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں...... جو ستاروں سے روشنی حاصل کرے وہ بھی کامیاب...... اور جو اہل بیت والی اس کشتی میں سوار ہو جائے وہ بھی کامیاب......!

میرے دوستو......! ستاروں کا تعلق آسمان کے ساتھ ہے...... ستارے کہاں کی چیز ہیں......؟ (آسمان کی) اور کشتی کہاں کی چیز ہے......؟ (پانی کی)۔

---

(۱) اصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهتدیتم (مشکوٰة ص ۵۵٤ ج ۲)

(۲) الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلك (مسند احمد ج ۱، مشکوٰة شریف ص ۵۷۳ ج ۲

کشتی پانی کی چیز ہے.....ستارے آسماں کی چیز ہیں......اور ہم خشکی پر بیٹھے ہوئے ہیں..... اللہ کے نبی نے صحابہ کو آسمان کے ستارے بنایا......اور اہل بیت کو کشتی بنایا......اور بتایا ان کو جارہا ہے......کہ جو خشکی پر بیٹھے ہوئے ہیں...... خشکی والوں کو تو کشتی کی بھی ضرورت نہیں ہے......اور پھر زمین پر بیٹھنے والوں کو ستاروں کی کیا ضرورت ہے......؟

اہل بیتؓ اور صحابہ کرام ﷺ کا آپس میں تعلق:

سوال یہ ہے......کہ اہل بیت رسول کشتی اور صحابہ ستارے......اور ہم خشکی کی مخلوق وہ آسماں کے ستارے...... یہ سمندر میں رہنے اور چلنے والی کشتی...... اس کشتی اور ستاروں کا آپس میں کیا جوڑ ہے...... اور ہمارا ان دونوں کے ساتھ کیا جوڑ ہے......؟میرے دوستو......!ایک نقطہ آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں...... کہ ستاروں سے کیا ہماری نسبت ہے......؟ ہمیں ان سے کیا تعلق ہے......؟یہ ایک بات اور دوسری بات یہ ہے......کہ ہمیں سمندر سے کیا تعلق ہے......؟ ہم تو یہاں خشکی میں بیٹھے ہیں...... خشکی میں آدمی کشتی پر سوار نہیں ہوا کرتا......ہم خشکی پر رہنے والے اہل بیت کو سمندر کی کشتی بنایا گیا صحابہ کرامؓ کو آسمان ہدایت کے ستارے بنایا گیا ہمارا ان دونوں کے ساتھ کیا تعلق ہے......؟اور ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟اس بات کو سمجھنے کے لیے ایک اور بات سمجھانا چاہتا ہوں......اس کی طرف توجہ کریں۔

رحمت کائنات کے وصال کے بعد فتنوں کی بارش:

امام الانبیاء والمرسلین رحمت کائنات نے ارشاد فرمایا...... کہ لوگو مجھ محمد کے چلے جانے کے بعد میری امت میں مختلف قسم کے فتنے ابھریں گے مختلف قسم کے مصائب اور مشکلات امت پر آئیں گی عجیب وغریب قسم کے حالات تمہارے سامنے آئیں گے۔(۱)

---

(۱) انها ستكون فتن الاثم تكون فتن الاثم تكون فتنة (مشكوة شريف ص ٤٦٢ ج٢)

تسبیح ٹوٹنے سے دانہ پہ دانہ:

اور ایک حدیث میں آتا ہے...... کہ اتنے فتنے آئیں گے کہ جیسے تسبیح ٹوٹے اور دانے پہ دانہ گرتا ہے...... ایسے ہی ایک فتنہ ابھی ختم نہیں ہوگا...... تو دوسرا فتنہ آجائے گا...... ابھی اس سے امت کی جان نہیں چھوٹے گی...... تو تیسرا فتنہ ظاہر ہوجائے گا...... اس سے ابھی جان نہیں چھوڑائیں گے...... تو چوتھا فتنہ ظاہر ہوجائے گا...... چنانچہ بالکل ایسے ہی ہوا...... کہ رحمت کائنات کے وصال انتقال پرملال کے بعد زکوۃ کے منکرین کا فتنہ اٹھا...... ختم نبوت کے دشمنوں کا فتنہ اٹھا...... کچھ دن گزرے تھے تو روافض کا فتنہ اٹھا...... کچھ مدت گزری تو خوارج کا فتنہ اٹھا...... کچھ مدت گزری تو معتزلہ کا فتنہ اٹھا...... پھر وہ فتنے اتنے بڑھتے چلے گئے۔

- قرآن کے انکار کا فتنہ...... حدیث کی حجیت کے انکار کا فتنہ
- فقہ کے منکرین کا فتنہ...... فقہا مجتہدین کے انکار کا فتنہ
- قرآن کے ساتھ اصحاب رسول کی عظمت کے انکار کا فتنہ...... اہل بیت کے تقدس کے انکار کا فتنہ...... جیسے میرے نبی نے فرمایا تھا...... کہ میرے بعد فتنوں کی لائن لگے گی...... اس طریقے سے فتنے آئے...... محبوب جب تک تھے تو دنیا میں کوئی فتنہ نہیں ابھرا...... پیغمبر کے جانے کے بعد فتنے ابھرے نہیں...... بلکہ فتنوں کا ایک سمندر آ گیا...... فتنوں کا ایک اتنا بڑا سیلاب آیا...... کہ جس سے آدمی کو بچ نکلنا انتہائی مشکل تھا۔

سورج اور ستارے:

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا...... کہ میں تو نبوت کا سورج ہوں...... اور جب سورج ہو ستاروں کی ضرورت نہیں ہوتی...... ستاروں کی قدر و منزلت کا پتہ ہی اس وقت لگتا ہے...... کہ جب سورج نہ ہو محبوب دوعالم نے ستاروں کی عظمت تو بیان کی اور اس وجہ سے کی

کہ اب تو میں محمد نبوت کا سورج بیٹھا ہوں۔

- میرے ہوتے ہوئے تمہیں پتہ نہیں چل رہا...... کہ صدیق کیا ہے؟
- میرے ہوتے ہوئے تمہیں معلوم نہیں ہو رہا...... کہ عمر کی عظمت کیا ہے؟
- میری موجودگی میں تم شاید نہ سمجھ سکو...... کہ عثمان کا مقام کیا ہے؟
- میرے ہوتے ہوئے تم نہ سمجھ سکو...... کہ حیدر کرار کا تقدس کیا ہے؟
- میرے ہوتے ہوئے تم نہ سمجھ سکو...... کہ بلال کی عظمت کیا ہے؟
- میرے ہوتے ہوئے تم نہ سمجھ سکو...... کہ سلمان ابو ہریرہ ابوذر ابوایوب ان سب کے مقامات کیا ہیں؟
- میرے ہوتے ہوئے تم نہ سمجھ سکو...... کہ طلحہؓ زبیر سعد سعید کس درجہ کے ہیں
- میں جب آسمان ہدایت کا آفتاب نبوت غروب ہو جاؤنگا...... تو میرے جانے کے بعد پھر یہ ستارے چمکیں گے۔

- صداقت کا ستارہ چمکے گا
- عدالت کی روشنی آئے گی
- حیاء کے ستارے ہونگے
- قضاء کے ستارے ہونگے
- وفا کے ستارے ہونگے
- زہد کے ستارے ہونگے
- تقویٰ کے ستارے ہونگے
- قرآن وسنت کے ستارے ہونگے
- حدیث کے عامل کا ستارہ ہوگا
- قرآن کی تفسیر کا ابن مسعود ابن عباس رضی اللہ عنہ ستارہ ہوگا

- ابوبکر رضی اللہ عنہ صداقت کا ستارہ ہوگا
- عمر رضی اللہ عنہ عدالت کا ستارہ ہوگا
- عثمان رضی اللہ عنہ حیاء کا ستارہ ہوگا
- حیدر کرار رضی اللہ عنہ قضاء کا ستارہ ہوگا
- معاویہ رضی اللہ عنہ فراست کا ستارہ ہوگا
- حسن وحسین رضی اللہ عنہما محبت کے ستارے ہونگے۔

آج یہ سارے ستارے آسمان پر چمکیں گے...... جب سورج نہ ہوتو پھر ستاروں کی روشنی کی عظمت کا پتہ چلتا ہے...... اس لیے پیغمبر نے اپنی موجودگی میں کہا...... کہ اب تو میں موجود ہوں میرے چلے جانے کے بعد تمہیں پھر پتہ چلے گا...... کہ میرے صحابہ کتنی عظمت والے ہیں...... ستاروں کی عظمت کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب سورج غروب ہوجائے۔

حضور ﷺ نبوت کے کیا ہیں...... (سورج) میں آپ سے پوچھتا ہوں...... جب دن کو سورج ہوتا ہے...... تو آسمان پر ستارے ہوتے ہیں کہ نہیں...... (ہوتے ہیں) لیکن نظر نہیں آتے۔

محبوب کے ہوتے ہوئے ستارے سارے تھے...... لیکن اس وقت ان کی عظمت کا پتہ نہ چلا...... پتہ اس وقت چلتا ہے...... جب سورج غروب ہوجائے...... پھر ایک بات اور غور سے سمجھیں...... کہ ستاروں سے تشبیہ میں بھی کمال ہے...... جیسے زمین سے آسمان کے ستارے بلند! زمین والو ایسے ہی تم سے محمد کے صحابہ بلند ہیں...... جیسے زمین کے کسی فرد کو حق نہیں...... کہ کسی ستارے پر وہ تنقید کرے...... زمین والو تمہیں کوئی حق نہیں ہے...... کہ تم محمد کے یاروں پہ تنقید کرو...... جتنے ستارے آسمان پر چمکتے ہیں...... وہ سارے ستارے بیک وقت نہیں چمکتے...... سورج جونہی غروب ہوا ایک پہلا ستارہ چمکا۔

پھر دو پھر تین پھر چار پھر دس پھر سو پھر ہزاروں پھر جیسے رات بڑھ جاتی ہے.....تو پورا آسمان ستاروں سے مزین ہو جاتا ہے..... پھر جب صبح ہونے کا وقت قریب ہوتا ہے..... آہستہ آہستہ ایک ایک ہو کر چلا جاتا ہے..... پھر جب رات کا آخری حصہ ہوتا ہے.....تو آخری ستارہ بھی چلا جاتا ہے..... جیسے ستارے بیک وقت نہیں چمکتے آہستہ آہستہ سارے آسمان پر روشن ہوتے ہیں..... ایسے ہی سارے صحابہ ﷺ بیک وقت حضور ﷺ کے پاس نہیں آئے..... آہستہ آہستہ آئے..... پہلے ابوبکر ﷺ آیا..... عمر ﷺ آیا..... عثمان ﷺ آیا..... علی ﷺ آیا..... طلحہ ﷺ آیا..... زبیر ﷺ آیا..... ابوعبیدہ ﷺ آیا..... عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ آیا..... مکہ والے آئے..... پھر مدینہ والے آئے..... مہاجر آئے..... انصار آئے..... اب یہ آسمان نبوت پورا آسمان ہدایت ستاروں سے بھر گیا تھا..... ہر ستارہ پر نور ہے..... کوئی ستارہ بے نور نہیں..... یہ علیحدہ بات ہے..... کہ چمکتے سب ہیں ہماری نظر کی کوتاہی ہے..... کوئی زیادہ چمکتا نظر آتا ہے..... کوئی تھوڑا چمکتا نظر آتا ہے..... لیکن چمکتے سب ہیں..... کوئی صدیقؓ بن کر چمکا..... کوئی بلال بن کر چمکا..... چمکے سارے ہیں..... جیسے کوئی ستارہ بے نور نہیں..... ایسے ہی محمد ﷺ کا کوئی یار ایمان کے نور سے خالی نہیں ہے۔

کسی آدمی کا دماغ خراب ہو جائے ..... اور رات کو اس کو ستارے اچھے نہ لگیں..... اور وہ اوپر ستاروں کی طرف منہ کر کے تھوکے کہ ستارے مجھے اچھے نہیں لگتے..... ایمان داری سے بتاؤ..... کہ وہ تھوک کہاں پہ جائیگی.....؟ (اپنے منہ پر)

وہ تھوک اس کے منہ پر آئے گی میرے نبی نے نبوت کے ہدایت یافتہ ستارے صحابہ کو سمجھا کر بتایا کہ ان پر تنقید نہ کرنا (۱) اس لیے کہ جوان کی طرف اشارہ کرے گا وہ اس کی طرف آئے گا۔

---

(۱) اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضا بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذای ومن اذای اللہ یوشک ان یاخذہٗ (ترمذی ص ۷۰۶ ج ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴ ج ۲)

اوئے گنبد کی صدا ہے...... جیسا کہو گے ویسا سنو گے...... بند کمرہ میں آدمی بیٹھا ہو اور گنبد نما محل ہو...... اور اس میں کہو اللہ وہ آواز بیس دفعہ آپ کے کان میں ٹکرائے گی...... اللہ...... اللہ...... اللہ کی آواز کان میں آئے گی...... اوئے صحابہ ﷺ گنبد کی صدا ہیں...... جو عقیدہ ان کے متعلق رکھو گے...... وہی عقیدہ تمہارے متعلق قرآن کے فیصلہ سے ہو گا۔

تم کہو گے وہ مومن...... تو قرآن کہتا ہے کہنے والا مومن
تم کہو کہ صحابہ ﷺ متقی...... قرآن کہتا ہے کہنے والے متقی
تم کہو کہ صحابہ ﷺ ولی...... قرآن کہتا ہے کہنے والے ولی
تم کہو کہ صحابہ ﷺ رشد و ہدایت والے...... قرآن کہتا ہے کہنے والے رشد و ہدایت والے
تم کہو کہ صحابہ ﷺ پرہیز گار...... قرآن کہتا ہے کہنے والے پرہیز گار۔

کفار کا طعنہ:

اب جن لوگوں نے صحابہ پر تنقید کرنا شروع کی...... مکہ اور مدینہ کے منافقوں نے کہا...... اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ...... کیا ہم ایسے ایمان لائیں جیسے یہ پاگل اور بیوقوف لوگ محمد ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں...... جن کو خود اپنی بھی پرواہ نہیں ہے...... جان قربان...... مال قربان...... وطن قربان...... گھر بار قربان...... ہم ایسے پاگل تو نہیں ہیں...... کہ گھر میں جھاڑو پھیر کر سارا سامان اٹھا کر نبی کے قدموں میں رکھ دیں۔

- ہم اتنے بے وقوف تو نہیں ہیں...... کہ ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں برداشت کریں۔
- ہم ایسے پاگل تو نہیں ہیں...... کہ ہم اپنی جان کے چمڑے ادھڑوا دیں۔
- ہم ایسے بیوقوف تو نہیں ہیں...... کہ ہم اپنی آنکھیں نکلوا دیں۔

انہوں نے صحابہ ﷺ کو پاگل کہا...... اللہ نے یہ نہیں کہا کہ تو کافر ہو گیا...... جو لفظ ان بدبختوں نے استعمال کیا وہی لفظ رب نے استعمال فرمائے کہا...... اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ...... جو نبی ﷺ کے یاروں کو نبوت کے ستاروں کو پاگل کہے...... وہ کہنے والا خود پاگل

ہے……جوان کی طرف تھوکے گا وہ تھوک جیسے اوپر جائے گا ویسے ہی اس کی طرف آئے گا……
اب جو صحابہ ﷺ پر تنقید کر رہا ہے……اور جو کچھ صحابہ ﷺ کو کہہ رہا ہے……اللہ کا فیصلہ یہ ہے……کہ کہنے والا پاگل ہے……جوان صحابہ ﷺ کے متعلق زبان استعمال ہوگی……وہی فیصلہ تمہارے متعلق ہے……جو کہتا ہے صحابہ ﷺ متقی……قرآن کہتا ہے تم متقی……جو کہتا ہے صحابہ ﷺ ولی……قرآن کہتا ہے تم ولی……کسی نے کہا صحابہ بیوقوف……تو قرآن کہتا ہے کہنے والا بے وقوف……یہ اللہ کے قرآن کا فیصلہ ہے……منافقین نے کہا صحابہ فسادی ہیں رب کا فیصلہ ہے……اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ……محمد ﷺ کے یاروں کو فسادی کہنے والا خود فسادی ہے……اس لیے پوری امت کے لیے فیصلہ کیا گیا……کہ صحابہ ﷺ کو مومن کہو گے……تو یہ تمہارے ایمان کی علامت ہے……صحابہ ﷺ پہ نفاق اور کفر کا فتویٰ لگاؤ گے……تو تم پر نفاق اور کفر کا فتویٰ رب کی طرف سے پہلے سے ہی لگا ہوا ہے……میں بات کر رہا تھا……کہ صحابہ ستارے ہیں……سارے بولو! صحابہ کیا ہیں……؟ (ستارے) اور ستارے کہاں کی چیز ہیں……؟ (آسمان کی) ہمارا ان سے کیا تعلق ہے……؟ میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں……کہ ہم تو خشکی میں ہیں……ہم تو زمین اور خشکی پہ رہنے والے ہیں……اہل بیت کشتی سمندر کی چیز ہے……وہ آسمان کے ستارے……حضور کی اس حدیث کو سامنے رکھ کر اب ذرا سمجھنا……جو میں نے ابھی خطبہ میں آپ کے سامنے پڑھی تھی……حضور نے فرمایا……کہ میرے بعد فتنوں کے سیلاب آئیں گے۔

حضرت تونسوی کی تقریر کا اقتباس:

ہمارے مناظر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صاحب تمام تقریروں میں بڑا سادہ سا لفظ استعمال کرتے ہیں……کہ لوگو بے دینی اور بے حیائی کا سیلاب آگیا……فتنوں کا سیلاب آگیا ہے……میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں……جیسے دنیا

میں سیلاب آتا ہے...... حکومتیں اعلان کرتی ہیں...... کہ اپنا مال بچاؤ اپنی زمین بچاؤ اپنا سامان بچاؤ...... تو حضرت تونسوی عام طور پر یہ کہا کرتے ہیں...... کہ بے دینی کا سیلاب ہے...... تم اپنا ایمان بچاؤ۔

میرے پیغمبر ﷺ نے اشارہ اس طرف کیا...... کہ جب میں چلا جاؤں گا...... تو پھر بے دینی کے سیلاب آئیں گے...... فتنوں کے سیلاب آئیں گے...... اب تم بتاؤ کہ سیلاب کس چیز کا ہوتا ہے...... ہوا کا یا پانی کا......؟ (پانی کا) سورج ہے نہیں ادھر سیلاب آ گیا...... اور ہم خشکی والے اس سیلاب کی دلدل میں پھنس گئے...... سورج ہوتا تو ہمیں رہنمائی اور روشنی ملتی...... کہ ہم نے کہاں جانا ہے...... اب ہم سیلاب میں پھنس گئے ...... کہ کہاں پر جائیں سورج تو ہے نہیں...... وقت رات کا ہے...... اور کھڑے ہم سیلاب کے پانی میں ہیں...... اب اگر یہ سیلاب اور اس فتنے میں پھنسا ہوا انسان کسی کنارے لگنا چاہتا ہے...... کہ میں جاؤں اور کسی کنارے پر لگ جاؤں...... گہرا پانی ہو رات کا وقت ہو اکیلا آدمی ہو تیرا کی اس کو آتی نہ ہو...... اور وہ اس پانی میں کھڑا ہو چیخیں مار رہا ہو...... چلا رہا ہو...... اب اس کے کنارے لگنے کا ایک ہی طریقہ ہے...... کہ کوئی آدمی اس کے سامنے کشتی لے جائے اس کو پکڑ کر اس کشتی میں بٹھا دے...... اب رات کو جب آدمی کشتی پر بیٹھے رات طوفان اور سیلاب میں جب آدمی بیٹھے......؟ (کشتی میں) تو رات کو جب کشی چلتی ہے...... تو راستے کہاں سے تلاش ہوتے ہیں...... پتہ ہے؟ (ستاروں سے)

ہدایت کا راستہ:

میرے نبی نے کہا...... میرے جانے کے بعد کفر نفاق الحاد بے دینی بے حیائی زکوۃ کا انکار قرآن کی عظمت کا انکار ختم نبوت کا انکار اس طریقے سے اصحاب رسول کے تقدس کا انکار اہل بیت کی فضیلت کا انکار یہ فتنوں کا جب سیلاب آئے...... اس وقت اگر

بیٹھ کر قرآن بھی پڑھو گے تو تمہیں ہدایت نہیں ملے گی...... (کلهم) معاف کرنا مجھے علماء معاف کردیں...... میں بڑے کھلے لفظوں میں کہہ رہا ہوں...... بخاری بیٹھ کر تو ساری پڑھ جا تمہیں ہدایت نہیں ملے گی...... تو فتنوں کے سیلاب میں ہے...... بعض جاہل کہتے ہیں...... کہ بخاری اور مسلم کے سوا اور کسی کو ہم مانتے ہی نہیں...... سارا احادیث کا ذخیرہ پڑھ تجھے ہدایت نہیں ملے گی...... تو ہدایت تلاش کرنا چاہتا ہے...... تو ایک ہی راستہ ہے اہل بیت کی محبت کی کشتی میں بیٹھ...... اب یہ کشتی چلے گی اور تجھے بتائے گی...... صداقت چاہتا ہے...... تو ابوبکر کا راستہ وہ ہے...... عدالت چاہتا ہے...... تو عمر عدالت کا ستارہ یہ چمک رہا ہے...... حیا کے راستے پر آنا چاہتا ہے...... تو اس ستارے کی طرف جا...... قضاء کے راستے پر آنا چاہتا ہے...... تو اس ستارے کی طرف جا...... وفا کے راستے پہ آنا چاہتا ہے...... تو اس ستارے کی طرف جا...... فلاں راستے پہ جانا چاہتا ہے...... تو اس راستے پہ جا...... اب ہم نے دلدل میں پھنسے ہوئے لوگ اس سیلاب آفات مصائب مشکلات بلیات میں پھنسے ہوئے لوگ اب ہم ہدایت کا راستہ چاہتے ہیں...... اس کا ایک ہی طریقہ ہے...... کہ اہل بیت کی محبت کی کشتی میں بیٹھو...... صحابہ ﷺ سے راستہ حاصل کرو۔

اہل بیت و صحابہ ﷺ کی محبت جزء اول:

اس لیے اہل بیت کو چھوڑو گے...... کشتی چھوٹی...... تب بھی طوفان میں غرق...... کشتی میں بیٹھے ہو لیکن راستہ کا پتہ نہیں...... تو طوفان کے بھنوروں میں کشتی بھی ڈوب سکتی ہے...... پھر بھی تم منزل مقصود پر نہیں پہنچو گے...... منزل پر وہی آدمی پہنچے گا...... جو اس کشتی پر بیٹھ کر ستاروں سے راستہ تلاش کریگا...... اب آپ کو ربط سمجھ آیا...... کہ ہمارا کشتی سے کیا تعلق ہے......؟ ہم خشکی کے لوگ اب نہیں رہے...... اب ہم آفات میں مصائب میں مشکلات میں طوفان میں گھرے ہوئے لوگ ہیں...... اب ہم کنارے لگنا چاہتے ہیں......

اس کا ایک ہی راستہ ہے...... کہ اہل بیت کی محبت کی کشتی میں بیٹھو...... صحابہ سے راستہ حاصل کرو...... صحابہ بتائیں گے...... کہ پیغمبر کی سنت ہے...... خلفاء بتائیں گے...... کہ یہ نبی کا طریقہ ہے...... خلفاء بتائیں گے...... کہ یہ محبوب کا عمل ہے...... اہل بیت بتائیں گی...... کہ یہ اللہ کے نبی کا عمل ہے...... اہل بیت بتائیں گے...... کہ اللہ کے رسول کا طریقہ ہے...... صحابہ اور اہل بیت کے بغیر دین سمجھ میں نہیں آئیگا۔

اب دوسری بات کہ اہل بیت کون ہیں...... اہل بیت کس کو کہا جاتا ہے...... پہلے یہ سمجھیں قرآن مجید کی جس آیت کو میں نے پڑھا...... إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ...... اس آیت سے پہلے جتنی آیات آئی ہیں...... وہ ساری کی ساری پیغمبر کی ازواج مطہرات میری اور آپکی مقدس اور باعظمت مائیں امہات المومنین کی شان میں وہ ساری آیتیں آئی ہیں...... ان میں قرآن نے کئی جگہ یہ لفظ کہا ہے...... يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ...... اے پیغمبر کی بیویو! اے نبی کی بیویو! اے نبی کی بیویو! مسلمانو! اس سے ازواج رسول کے تقدس کو سمجھو...... کہ نبی کی بیویاں آپ کو اتنی پیاری لگتی ہیں...... کہ اللہ نے کہا محبوب اب تک تو تیرے ساتھ باتیں تھیں...... يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ کہہ کر يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ کہہ کر...... يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہہ کر...... اب تک تجھ سے گفتگو کرتا رہا...... یہ جو تیرے گھر میں آئی ہیں جنکا انتخاب میں نے کیا ہے...... جو تیرے نکاح میں آئی ہیں...... جنھوں نے تیرے لیے قربانیاں پیش کی ہیں...... جن کو میں نے امت کی مائیں بنایا ہے...... محبوب اب تک تیرے ساتھ باتیں تھیں...... اب آج میں ان کے ساتھ بھی باتیں کر کے میں انکی عظمت بتانا چاہتا ہوں...... نبی کے صدقے سے اللہ نے محمد ﷺ کی بیویوں سے باتیں کیں۔

لفظ اہل بیت کی تشریح:

اہل بیت کا معنی ہوتا ہے بیت والا...... اور بیت کا معنی ہوتا ہے گھر...... اہل بیت

یعنی اس گھر کے لائق کون ہیں...... اہل بیت...... گھر والا کون ہے...... گھر کے اندر جتنے آدمی ہوتے ہیں...... یا گھر والا ہوتا ہے یا عورت ہوتو وہ گھر والی ہوتی ہے...... اب اس میں حضور کی بیویوں کا پہلے تذکرہ تھا...... آخر میں اللہ نے کہا...... اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ اور اللہ کا انداز بھی بڑا عجیب ہے...... انما یرید الله...... اللہ کہتے ہیں...... محمد میں اب فیصلہ کر چکا ہوں کہ...... لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ الخ جس خدیجہؓ کو...... جس عائشہؓ کو...... جس ام سلمہؓ کو...... جس میمونہؓ کو...... جس ام حبیبہؓ کو...... جس جویریہؓ کو میں نے چن کر تیرے عقد میں رکھا ہے...... آپ کے نکاح کے لیے منتخب کیا ہے...... جن کو آپ کی بیویاں بنایا ہے...... جب چنا میں نے ہے...... تو پھر فیصلہ بھی میں نے کیا ہے کہ...... لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ الخ ...... کہ تیرے گھر میں لا کر میں خود انکو آپ پاک کر رہا ہوں...... سنو حضور ﷺ کو حکم دیا تھا کہ...... وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ ...... کہ اپنے کپڑوں کو خود پاک رکھا کرو...... وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ ...... اپنے ماحول کو خود پاک کرو...... طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ ...... نبی اپنے گھر کو پاک کر اللہ کے گھر کو پاک کر ان کو نبی پاک کرے...... اور جن کو نبی کے لئے چن رہا ہے رب کہتا ہے انکو میں نے خود پاک کیا...... کیوں پاک کیا...... اس لیے کہ نبی کا انتخاب کون کرتا ہے...... اس کو پاک کون کرتا ہے...... (اللہ) اسکی پاکیزگی کے فیصلے کون کرتا ہے...... (اللہ) جب نبی پاک ہے...... تو نبی کے لیے بیویاں بھی پاک چنی ہیں...... جب نبی کو معصوم بنایا ہے...... تو بیویوں کو بھی باعظمت باعصمت محفوظ اور مقدس بنایا ہے...... جیسے پیغمبر کو فضیلت عطا کی ہے...... ویسے ہی اسکی بیویوں کو عطا کی ہے...... اس لیے جیسے نبی کو طاہر اور مطہر بنایا ہے...... ایسے پیغمبر کی بیویوں کو اہل بیت کو ...... یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا بنایا ہے۔

حقیقی اہل بیت کے مصداق:

بیٹی جب تک باپ کے گھر میں رہے وہ اس گھر کا حصہ ہوتی ہے......اور جب اس کا عقد کر کے داماد کے حوالے کر دیا جائے......اب میں پوچھتا ہوں...... یہ اس گھر کی ہے......یا جس کے پاس گھر میں گئی ہے اس گھر کی ہے...... میری بیوی میری گھر والی ہے......جو میری بیٹی ہے وہ میری گھر والی نہیں...... جب تک میرے گھر میں تھی میرے گھر کا فرد تھی...... جب میں نے اسے نکاح کر کے داماد کے حوالے کر دیا......اب یہ اس کی گھر والی ہے......تو قرآن کی حقیقی اہل بیت ازواج رسول ہیں......جن کا تقدس قرآن نے بیان کیا......اماں عائشہ ہے......اماں خدیجہ ہے......حضور کی ساری بیویاں ہیں......جس وقت یہ آیت کریمہ اتری......اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ حدیث میں آتا ہے......حضور اکرم ﷺ تشریف فرما تھے......حضور نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے......فرمایا میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلاؤ......سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں......فرمایا اپنے دونوں شہزادوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلواؤ ......ایک حسن رضی اللہ عنہ ایک حسین رضی اللہ عنہ ایک علی رضی اللہ عنہ ایک فاطمہ رضی اللہ عنہا کتنے ہو گئے......چاران چار کو حضور ﷺ نے بلوایا......آپ نے اپنے اوپر کملی مبارک اوڑھی ہوئی تھی......(۱) چادر رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر پر تھی......اس طریقے سے آپ نے وہ کملی یوں اوپر لے رکھی تھی......آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک طرف بٹھایا...... فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو دوسری طرف بٹھایا......حسن رضی اللہ عنہ کو ایک طرف بٹھایا......اور حسین رضی اللہ عنہ کو دوسری طرف بٹھایا ......اور اپنی چادر ان کے اوپر کھول کر کہا......اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلُ بَیْتِیْ ...... اے اللہ قرآن میں جسکو تو نے اہل بیت کہا......وہ میری ازواج مطہرات ہیں۔

---

(۱) صحیح المسلم ص ۲۷۸ ج ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸ ج ۲

وہ میری خدیجہؓ ہے......وہ میری عائشہؓ ہے......وہ میری میمونہؓ ہے......وہ ام حبیبہؓ ہے......
وہ جویریہؓ ہے...... وہ ام سلمہؓ ہے...... وہ ساری اہل بیت ہیں......لیکن مولیٰ میری تین
بیٹیاں دنیا سے رخصت ہوچکی ہیں......اب ایک فاطمہ ہی تو بچی ہے......عثمان میرا داماد
تھا......اس کی دونوں بیویاں دنیا سے رخصت ہوگئیں......اب ایک داماد جو قرابت اور رشتہ
داری میں سب سے زیادہ قریبی ہے...... چچا زاد بھائی ہے......جس کو باپ کا سایہ بھی
نصیب نہیں ہوا......... میں نے اس کو پالا ہے...... میں نے اسکی تربیت کی ہے...... میں
نے اس سے پیار کیا ہے...... میں نے اپنی بیٹی کا رشتہ اس کو دیا ہے......پھر اس میری بچی
سے تو نے مجھے دو شہزادے عطا کیے......حسن اور حسین جو میری آنکھوں کا نور ہیں......
میرے دل کا سرور ہیں......اللہ ان کو تو نے شامل کیا ہے......ان پر میں اپنی یاایھا المزمل کی
چادر ڈال کر کہتا ہوں......ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ ......اے اللہ علی کو بھی اہل بیت میں شامل
کر...... میری فاطمہ کو بھی اہل بیت میں شامل کر......حسن کو بھی اہل بیت میں شامل کر
......حسین کو بھی اہل بیت میں شامل کر......حدیث میں آتا ہے......کہ جب حضور ﷺ نے یہ
جملے کہے......تو سیدہ ام سلمہؓ کہنے لگی......کہ اللہ کے نبی میں اس چادر میں نہ آجاؤں......
حضور نے فرمایا نہیں تمہیں تو رب قرآن میں شامل کر چکا ہے...... میں انکو اس لیے شامل
کر رہا ہوں...... کہ قرآن نے ان کا تذکرہ نہیں کیا...... بیویاں قرآن کی زبان سے اہل
بیت ہیں......علی حسن حسین فاطمہ ﷺ نبی کی زبان سے اہل بیت ہیں......وہ بھی عظمت
والے ہیں......یہ بھی عظمت والے ہیں......وہ قرآن کے اہل بیت ہیں......یہ نبی کی زبان
کے اہل بیت ہیں......وہ رب کے انتخاب کے اہل بیت ہیں......یہ نبی کے انتخاب کے
اہل بیت ہیں...... جو انکا انکار کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ......جو انکا انکار
کرے......اس کا بھی اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے......اللہ اہل بیت کی عظمت کو سمجھنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

فضائل ومناقب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّه، مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ...... وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... اَلَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی ...... وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی...... اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی......(۱) قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ...... مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ اَنْ یَّؤُمَّهُمْ غَیْرُهُمْ وَ فِیْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ...... (۲) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اشعار:

اللہ نے زینت بخشی ہے افلاک کو روشن تاروں سے
اسلام نے رونق پائی ہے محبوب خدا کے یاروں سے
ہوتے ہیں خفا کیوں سن کر پوچھو تو ذرا اغیاروں سے
تعریف صحابہ ثابت ہے قرآن کے تیسوں پاروں سے

---

(۱) پارہ نمبر ۳۰ سورۃ نمبر ۹۲ آیت نمبر ۱۸۔۱۹۔۲۰

(۲) مسند ابی یعلی الموصلی ص۲۳۶ ج۴ عن عائشۃؓ، ترمذی میں یہ الفاظ دو حدیثوں میں ہیں اور دونوں روایتیں حضرت عائشۃؓ سے مروی ہیں پہلی حدیث کے الفاظ یوں ہیں "مروا ابابکر فلیصل بالناس" دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں "لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ" (جامع ترمذی ص۲۰۸ ج۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ابوبکر و عمر ہیں سمع و بصر عثمان و علی ہیں قلب و جگر
محبوب کے ہیں منظور نظر ہو کیوں نہ محبت چاروں سے
ہیں مرتبے ان کے سب سے بڑے جو بدر و احد میں جا کے لڑے
واللہ تجلی پھیلی ہے دنیا میں انہی مہپاروں سے
احساس صداقت رکھتا ہوں آئینِ عدالت رکھتا ہوں
آنکھوں میں حیاء دل میں غیرت توفیق شجاعت رکھتا ہوں
اسلام سے مجھ کو الفت ہے ایماں کی حلاوت رکھتا ہوں
ابوبکرو عمر عثمان و علی سب یاران نبی سے محبت رکھتا ہوں

☆☆☆☆

ہے زمانہ معترف صدیق تیری شان کا
صدق کا اخلاص کا ایقان کا ایمان کا
تجھ سے پھیلا نور اسلام عرب میں اور شام میں
مٹ گیا تھا نام ارتداد و کفر کا طغیان کا

☆☆☆☆

انبیاء کے بعد ہے رتبہ تیرا سب سے بلند
مقتدیٰ ہے تو علی کا بوزر و سلیمان کا

امانِ محمد ﷺ امین محمد ﷺ
یسارِ محمد ﷺ یمین محمد ﷺ
وزیر محمد ﷺ معین محمد ﷺ
مشیر محمد ﷺ قرین محمد ﷺ
سپردارِ مہر نگین محمد ﷺ
ابوبکر صدیق دین محمد ﷺ

تمہید:

قابل صد تعظیم وتکریم

واجب الاحترام

برادران اسلام

ارباب خاص وعام!

سرزمین جھنگ کے غیور مسلمانو کتاب و سنت کے دیوانو...... پروانو...... مستانو......! یار غار کانفرنس کے عنوان سے معنون یہ اجتماع ہے...... جس میں عنوان کی مناسبت سے میں مختصری گفتگو کروں گا...... آپ حضرات کی توجہ رہے گی...... تو انشاءاللہ مجھے بھی فائدہ ہوگا...... اور آپ حضرات کو بھی فائدہ ہوگا۔

صدیق رضی اللہ عنہ کو پیدا کرنے کی وجہ:

میرے واجب الاحترام دوستو......! مجھ سے قبل مولانا عبدالغفور جھنگوی دامت برکاتہ مقام صدیق رضی اللہ عنہ پر حسین گفتگو کر رہے تھے...... کہ اللہ صدیق رضی اللہ عنہ کو پیدا ہی اس لئے کرتے ہیں...... کہ وہ پیغمبر ﷺ کی تصدیق کرے...... گویا یوں سمجھ لیجئے...... کہ صدیق رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے...... جو فطرتاً مسلمان ہے۔(۱)

---

(۱) سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی افضلیت بعد الانبیاء پر تمام صحابہ اور اھلسنت والجماعت کا اجماع ہے چنانچہ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں "ونقل البیھقی فی الاعتقاد بسندہ الی ثور عن الشافعی انہ قال اجمع الصحابۃ واتباعھم علی افضلیۃ ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنھم اجمعین" صحابہ کرامؓ اور ان کے متبعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ سب سے افضل ابو بکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ ہیں، طبرانی میں بھی اسی قسم کے الفاظ ملتے ہیں علامہ عینیؒ شارح بخاری لکھتے ہیں "ورواہ الطبرانی بلفظ کنا نقول رسول اللہ ﷺ حی افضل ھذہ الامۃ ابوبکر وعمر وعثمان یسمع ذالک رسول اللہ ﷺ فلا ینکرہ" اس کے بعد علامہ عینیؒ لکھتے ہیں "وعلی ھذا اھل السنۃ والجماعت" تمام اھل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ بھی یہی ہے (عمدۃ القاری ص۳۹۲ ج۱۱)

عظمت صدیق ؓ کے مختلف پہلو:

حضرت صدیق اکبر ؓ پر گفتگو کرنے کے لئے مختلف عنوانات ہیں۔ صدیق ؓ قرآن کی نظر میں...... صدیق ؓ پیغمبر ﷺ کے فرمان کی نظر میں......

صدیق ؓ صحابہ واہلبیت کے بیان کی نظر میں۔

پھر صدیق ؓ کی پوری زندگی...... صدیق ؓ کی خدمت رسول ﷺ...... صدیق ؓ اور خدمت اسلام...... صدیق ؓ اور خاندان نبوت ﷺ کی خدمت صدیق ؓ......اور ازواج رسول ؓ کی خدمت...... صدیق ؓ کا دور خلافت...... صدیقی دور کے فتنے ......اور ان کے ساتھ صدیق اکبر ؓ کا تقابل اور ان کا تعاقب...... پھر صدیق ؓ اور محبت رسول ﷺ یہ مختلف پہلو ہیں......ان میں سے جس موضوع پر بھی گفتگو کی جائے......اس کے لئے گھنٹے چاہئیں۔

میں نے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ پڑھی ہے......جس آیت میں اللہ نے صدیق اکبر ؓ کی صفات بیان کی ہیں......اور انہی صفات صدیق ؓ کے ساتھ ہی دشمن صدیق ؓ کی خدا نے تین خباثتیں بھی بیان کی ہیں...... میں نے سورۃ اللیل میں سے کچھ آیات کریمہ پڑھی ہیں......اس کے بعد سورۃ والضحیٰ ہے......علماء نے لکھا ہے...... کہ سورۃ اللیل میں فضائل صدیق ؓ ہیں......سورۃ والضحیٰ میں فضائل پیغمبر ﷺ اور ان دونوں سورتوں کا بعض علماء نے تقریباً یہ نام بھی لکھا ہے......سورۃ اللیل کا نام فضائل صدیق ؓ اور سورۃ والضحیٰ کا نام فضائل مصطفیٰ ﷺ اور یہ بھی ایک عجیب نکتہ ہے...... کہ سورۃ اللیل پہلے ہے......اور سورۃ الضحیٰ بعد میں...... صدیق ؓ کے فضائل کا تذکرہ پہلے ہے ......اور پیغمبر ﷺ کے فضائل کا تذکرہ بعد میں...... اس طرف اشارہ ہے...... کہ جب تک ابوبکر ؓ کے ساتھ تعلق نہیں ہوگا......اس وقت تک نبوت ﷺ سے تعلق ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔

اس سورۃ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا صدیق اکبر ؓ کی تین فضیلتوں کو بیان فرمایا......اور مقابل میں صدیق ؓ کے دشمن کی تین خباثتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

میں وہ تین فضائل بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں......اور صدیق اکبرؓ کے دشمن کی تین خباثتیں بھی...... پھر میں اور آپ اس بات کا موازنہ کریں ہر آدمی سوچے...... کہ صدیقی صفات کیا ہیں......اور صدیقؓ کا دشمن اس دور میں کن خباثتوں کا حامل ہے۔

نبی ﷺ وصدیقؓ میں فرق:

میرے محترم دوستو......! سیدنا صدیق اکبرؓ یہ ملت اسلامیہ کا وہ منفرد انسان ہے......جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی صفات اور خصوصیات کا حامل بنایا تھا۔

شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے ......کہ نبی ﷺ اور صدیقؓ میں صرف اتنا فرق ہے......جیسے دو لمپ ہوں......ان میں سے ایک روشن ہو...... اور دوسرے میں ساری صلاحیتیں موجود ہیں...... اس کے اندر جلنے کی صلاحیت بھی موجود ہے......اس کے اندر تیل بھی موجود ہے صرف فرق اتنا ہے......کہ آپ نے اس کو روشن کیا ہوا ہے۔

اس کی روشنی سے سارا علاقہ منور ہے...... دوسرے لمپ میں صلاحیتیں ساری موجود ہیں......صرف اس کو روشن کرنے کی دیر ہے...... وہ بھی روشن ہو جائے گا......شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے......کہ نبی ﷺ اور صدیقؓ میں یہ فرق ہے...... کہ جو صفات اللہ صداقت میں رکھتے ہیں......وہی صفات نبوت میں ہوتے ہیں...... یا اس کو یوں کہہ دیجئے ......کہ جو کمالات و صفات اللہ نبی ﷺ میں رکھتے ہیں...... اس کا عکس کامل خدا صدیقؓ کو بناتے ہیں......صرف فرق اتنا ہوتا ہے...... کہ نبی ﷺ کے سر پر نبوت کا تاج ہوتا ہے......جس کی روشنی سے وہ دُنیا کو منور کر رہا ہوتا ہے......اور صدیقؓ کے سر پر نبوت کا تاج نہیں ہوتا...... اگر خدا اس کے سر پر بھی نبوت کا تاج رکھ دیں......تو وہ بھی ویسے ہی روشنی دے گا...... جیسے نبی ﷺ کی روشنی دنیا میں پھیل رہی ہوتی ہے......تو نبی ﷺ اور صدیقؓ میں صرف اتنا فرق ہے...... جیسے دو بتیاں رکھی ہوئی ہوں......ایک سے روشنی ہو اور دوسری روشن نہ ہو...... وہ صرف اس انتظار میں ہوتی ہے......کہ اگر یہ بتی نہ ہو اس کی جگہ پر

اس دوسری کی روشنی پھیلے گی...... بعینہ اسی بات کو سمجھ لیجئے......! کہ اللہ نے پیغمبر ﷺ کے ساتھ صدیق رضی اللہ عنہ کا وہی ایک تعلق رکھا ہے...... کہ جب تک آمنہ کے دریتیم ﷺ دنیا میں رہے...... محبوب ﷺ کی کاوش اور محنت سے پوری دنیا میں دین پھیلتا رہا...... اور پیغمبر ﷺ کے وصال انتقال کے بعد یہ منصب اور مقام کہ جس مقام پر اللہ انبیاء علیہم السلام کو کھڑا کرتے ہیں۔

حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے یہ جملے کہے تھے...... کہ اے ابوبکر......! اَنْتَ قُمْتَ مَقَامَ الْاَنْبِیَاءِ ...... آج آپ اس مقام پر کھڑے ہیں...... جس مقام پر استقامت کے ساتھ خدا نبوت ﷺ کو قائم کیا کرتے ہیں...... اسی استقامت کے ساتھ صدیق رضی اللہ عنہ آج تم کھڑے ہو۔

ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند:

پیغمبر ﷺ کی استقامت کا عالم یہ ہے...... کہ اللہ کے نبی ﷺ کھل کر یہ کہتے تھے...... کہ لوگو......! ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند رکھ دو...... میں دونوں کو چھوڑ سکتا ہوں جس راستہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے میں وہ راستہ نہیں چھوڑ سکتا۔(۱)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا موقف اور سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی استقامت:

اور یہی استقامت صدیق میں تھی...... جس وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اتنا کہہ دیا تھا...... حضرت حالات کو سامنے رکھا جائے...... اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جملے کہے تھے۔ یَاعُمَر! اَنْتَ غَیَّار" فِی الْجَاھِلِیَّةِ وَ خَوَّار" فِی الْاِسْلَامِ (۲) اور پھر یہ جملے کہے تھے...... کہ میں مدینے میں خون کی ندیاں بہنا برداشت کر سکتا ہوں...... میں اس بات کو تو برداشت کر سکتا ہوں...... کہ پرندے اڑتے ہوئے آئیں ہمارے گوشت نوچ جائیں......

---

(۱) سیرت ابن هشام ص۸۹ ج۱

(۲) تاریخ الخلفاء میں "جبارا فی الجاهلية خوارا فی الاسلام" تاریخ الخلفاء ص۷۳، سیرت مصطفیٰ ص۳٦٤ ج۱، مشکوٰۃ ص٥٥٦ ج۲

میں اس بات کو تو برداشت کرسکتا ہوں...... کہ عورتیں بیوہ ہو جائیں...... میں اس بات کو برداشت کرسکتا ہوں...... کہ بچے یتیم ہو جائیں لیکن...... "اَیُنْقَصُ الدِّیْنُ وَاَنَا حَیٌّ"...... ابوبکرؓ اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا...... کہ صدیقؓ بھی زندہ رہے...... اور نبیؐ کے دین میں کسی قسم کی کمی واقع ہو جائے...... جو استقامت خدا نبوتؐ کو عطا کرتے ہیں...... وہی استقامت صداقتؓ کو عطا کرتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی کہانی ان کے والد کی زبانی:

اور اس پر اگر آپ غور کریں...... تو آپ کو یہ بات سمجھ میں آجائے گی...... صدیقؓ وہ شخص ہے جو فطری طور پر مسلمان ہے...... جس کی طبیعت میں اسلام...... جس کی فطرت میں اسلام...... حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد بزرگوار سیدنا ابوقحافہ ہیں...... حضرت سیدنا عثمان ابن عامرؓ فرماتے ہیں...... کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ابھی کم سن بچے تھے...... ایک مرتبہ میں ان کو لے کر کعبۃ اللہ میں گیا...... اور یہ سوچ کر لے گیا...... کہ میں جا کر ان کو اپنے خدا اور بتوں کا تعارف کراؤں گا...... میں نے جا کر تعارف کرایا...... یہ ہبل ہے...... یہ لات ہے...... یہ عزاء ہے...... یہ منات ہے...... یہ خدا فلاں فلاں کام آتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پتھر تھا...... وہ پتھر لے کر کھڑے ہوئے تھے...... سیدنا ابوقحافہ فرماتے ہیں...... کہ میں نے کہا بیٹے اس پتھر کو باہر پھینک دو...... صدیق اکبرؓ ابھی بچے تھے...... بچوں کا ایک عجیب مزاج اور ان کی طبیعت ہوتی ہے...... جس بات پر رک جائیں رک ہی جاتے ہیں۔

صدیق اکبرؓ نے اس پتھر کو باہر پھینکا نہیں...... میں نے کہا اس کو جیب میں ڈال دو...... صدیق اکبرؓ نے پتھر کو جیب میں ڈالنا چاہا...... جیب چھوٹی تھی پتھر بڑا تھا...... حضرت ابوبکرؓ نے وہ پتھر ہاتھ میں لے کر اپنی پشت کے پیچھے چھپا کر کہا...... ابا جان تمہارے خدا جس کی تم پوجا کر رہے ہو...... میرے اس پتھر کو نہیں دیکھ سکیں

گے......صدیق اس وقت بھی فطرتاً مسلمان تھے۔

دور جاہلیت میں صدیق اکبرؓ کا بت کے ناک کو توڑنا:

پھر اس سے اگلی بات دیکھئے......!ابو قحافہ کہتے ہیں......کہ میں نے عبادت کرنا شروع کی......ابو بکرؓ نے وہ پتھر زور سے ایک بت کو مارا......اس بت کی ناک ٹوٹی دور جا پڑی...... پورے مکہ میں کہرام مچ گیا کہ لوگو......!ابو قحافہؓ کے بیٹے نے ہمارے خدا کی ناک توڑ دی ہے......اب جس قوم کے خدا کی ناک ہی نہ رہے......اس قوم کا کیا حال ہوگا......؟میں یہاں ایک جملہ کہتا ہوں۔

- علی حیدر ضرور ہے۔
- علیؓ بہادر ضرور ہے۔
- علیؓ صفدر ضرور ہے۔
- علیؓ نڈر ضرور ہے۔
- علیؓ شیر ببر ضرور ہے۔
- علیؓ مصطفےٰ ﷺ کا برادر ضرور ہے۔
- علیؓ فاطمۃ الزہراؓ کا شوہر ضرور ہے۔
- علیؓ حسنین کا پدر ضرور ہے۔

علماء نے اگرچہ اس میں اختلاف کیا ہے......کہ فتح مکہ کے وقت کعبۃ اللہ کے بتوں کو توڑنے والا علی ابن عاص اموی جو نبی ﷺ کے نواسے ہیں وہ تھے......یا سیدنا علی ابن ابی طالبؓ تھے......اس اختلاف سے بھی ہٹ کر اس تحقیق اور بحث سے بھی ہٹ کر میں کہتا ہوں......علی ابن ابی طالبؓ نے اگر ان بتوں کو توڑا ہے......تو حیدر نے اس وقت بتوں کو توڑا ہے......جب مکہ فتح ہوا ہے......صدیقؓ نے اس وقت بتوں کو توڑا ہے......

جب دنیا میں ابھی تک اسلام ہی نہیں آیا تھا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی شیخ ازدیمنی سے ملاقات:

توجہ کریں......! میں ایک دو بڑی اہم باتیں کہہ کر صرف اس آیت کریمہ پر گفتگو کرتا ہوں...... جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں...... حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک سفر کیا...... علما نے لکھا ہے...... کہ یمن کے علاقہ میں تشریف لے گئے...... نیک فطرت انسان کی طبعیت ہوتی ہے...... جہاں کوئی اچھا نیک بزرگ عالم ملے...... لوگ اس کی زیارت کرنے کے لئے جاتے ہیں...... دعا کرانے کے لئے لوگ جاتے ہیں...... حضرت صدیقؓ کہتے ہیں...... کہ میں جب یمن میں پہنچا...... تو مجھے بتایا گیا...... کہ یہاں پر ایک بزرگ رہتے ہیں...... جس کا نام شیخ ازدیمنی ہے...... صدیق اکبرؓ کہتے ہیں...... کہ میں اس کی زیارت کے لئے گیا...... جب میں گیا...... تو وہ اتنا ضعیف اور نحیف تھے...... کہ اس کے پلکوں کے بال چہرے پر پڑے ہوئے تھے...... انتہائی کمزور تھے...... میں نے اس کے قریب جا کر اونچی آواز سے کہا...... السلام علیکم اس بزرگ نے وعلیکم السلام کہہ کر مجھے جواب دیا۔

مجھ سے پوچھنے لگے...... ما اسمك...... کیا نام ہے......؟ میں نے کہا...... اِسْمِیْ عَبْدُاللّٰہ...... مَا اسْمُ اَبِیْكَ......؟ میں نے کہا ابوقحافہ عثمان...... مِنْ اَیْنَ جِئْتَ......؟ مِنَ الْمَكَّۃِ...... مِنْ اَیِّ قَبِیْلٍ......؟ بَنُوْ تَیْمٍ (۱)

صدیق اکبرؓ کہتے ہیں...... کہ پورا تعارف ہونے کے بعد اس نے کہا...... میرے قریب ہوجاؤ...... صدیقؓ کہتے ہیں...... کہ جب میں ذرا قریب ہوا......

---

(۱) خصائص کبریٰ ص۲۹ ج۱

تو اس نے اپنی بھوؤں کے بال اوپر کر کے دونوں آنکھیں کھول کر میرے چہرہ کو دیکھا...... اور دیکھنے کے بعد بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو آئے...... آسمان کی طرف اس نے دیکھ کر کہا...... الحمد للہ...... صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... میں حیرت میں رہ گیا...... میں نے کہا شیخ میں تجھے ملنے آیا ہوں...... تو مجھے دیکھ کر الحمد للہ کہہ رہا ہے...... کیا راز ہے...... کیا بات ہے......؟ اس نے کہا...... بیٹے میں عام آدمی نہیں...... میں تورات کا عالم ہوں...... انجیل کا حافظ ہوں...... زبور میرے سینے میں ہے...... آسمانی کتابوں کا خدا نے مجھے علم عطا کیا ہے...... میری اس وقت کم عمر نہیں...... میں تین سو نوے سال کی عمر کا ہوں...... چار صدیاں مجھ پر بیتنے والی ہیں...... میں نے اپنی آسمانی کتابوں میں پڑھا تھا...... آخری زمانہ میں ایک پیغمبر ﷺ آئے گا...... اس نبی ﷺ کا نام محمد ﷺ ہوگا...... اس کے ابا کا نام عبداللہ ہوگا...... اس کی اماں کا نام آمنہ ہوگا...... اس پیغمبر ﷺ کے سر پر خدا نبوت کا تاج رکھیں گے...... وہ پیغمبر ﷺ پوری کائنات کا والی اور وارث بن کر آئے گا...... پھر اس پیغمبر ﷺ پر جو سب سے پہلے کلمہ پڑھے گا...... جو سب سے پہلے اس کی تصدیق کرے گا...... اس شخص کی کنیت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوگی...... اس کے لقب صدیق رضی اللہ عنہ عتیق رضی اللہ عنہ ہوں گے...... اس کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ ہوگا...... اس کے باپ کا نام ابوقحافہ رضی اللہ عنہ عثمان ابن عامر ہوگا...... اس کی ماں کا نام ام الخیر سلمہ بنت فخر ہوگا...... اس بابا نے کہا...... کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جس وقت میں نے یہ آسمانی کتابوں میں پڑھا...... میں نے اللہ سے دعا مانگی...... کہ اے اللہ میری اتنی عمر بڑھا دے...... کہ اس آخر الزماں پیغمبر ﷺ کا دیدار کروں...... اور اگر وہ نبی میرے حصہ میں نہیں...... کم از کم محمد ﷺ کے اس پہلے یار ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دیدار تو کر لوں...... کہا صدیق......! میں کتنا خوش نصیب ہوں...... آج خدا نے میری دعا پوری کی ہے...... کہ تو میرے پاس آیا ہے...... میں اس بڑھاپے کی حالت میں چل کر تجھ تک نہیں آسکتا تھا...... تجھ کو خدا میرے پاس لائے ہیں...... میں آج تیرا دیدار کر رہا ہوں...... اور یہ کہنے کے بعد صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... اس

کی آنکھوں سے آنسوں کی لڑیاں جاری ہو گئیں......اور مجھے کہتا تھا......کہ ابو بکر تجھے مبارک ہو......! آخرالزماں پیغمبر ﷺ اب نبوت کا دعویٰ کریں گے......جب تو جائے تو اس پیغمبر ﷺ پر کلمہ پڑھنا......اور صدیق اس پیغمبر ﷺ کو میرا اسلام دے کر کہہ دینا......کہ آقا یمن کا تین سو نوے سالہ بوڑھا شیخ ازدیمنی کہتا تھا......کہ محبوب میں تجھے تو نہیں دیکھ سکا......لیکن تیرے صدیق ؓ کو دیکھ کر میں تیری نبوت کا یقین کر چکا ہوں......وہ بوڑھا کہتا ہے......کہ تیرے صدیق ؓ کو دیکھ کر پیغمبر ﷺ تیری نبوت کا یقین کیا ہے......اور آج کا چوڑھا کافر نبی ﷺ و صدیق ؓ کو روضہ میں اکٹھے دیکھ کر بھی یقین نہیں کرتا...... حضرت صدیق ؓ کہتے ہیں......کہ اس بابا کی عجیب کیفیت تھی......آنکھوں میں آنسو تھے......اور مجھے کہتا تھا...... مَابَالُكَ يَا اَبَا بَكْر ......صدیق ؓ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا......جب تو اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو لے کر اکیلا چلے گا......صدیق ؓ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا......جس وقت چھ ہزار کی بلند پہاڑی پر اس پیغمبر کو تو کندھے پر بٹھا کر لے جائے گا......صدیق ؓ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا......جب تو اور تیرے نبی ﷺ غار میں ہوں گے......صدیق ؓ تیرا کیا حال ہوگا......؟ جب تو اس محبوب ﷺ کے ساتھ تنہا ہوگا......اور اس پیغمبر ﷺ کو اپنی گود میں ایسے لے کر بیٹھے گا......جیسے رحل پر قرآن رکھا ہو۔

شیخ ازدیمنی کی سیدنا صدیق اکبر ؓ کو نصیحت:

صدیق میں تجھے نصیحت کرتا ہوں......جان دینی پڑے دے دینا...... مال دینا پڑے تو دے دینا......وطن دینا پڑے تو دے دینا......اولاد قربان کرنی پڑے تو کر دینا......مگر اے ابو بکر......! اس محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑنا......وہ بھی تیرے ساتھ وفا کرے گا......تو بھی اس کے ساتھ وفا کرنا۔

میرے دوستو......! میں نے جو آیت پڑھی تھی......اس آیت کی تین صفتیں

سنئے...... میں بات مختصر کرتا ہوں...... کہ قرآن مجید کا انداز یہ ہوتا ہے...... کہ شان نزول ایک خاص واقعہ ہوتا ہے...... لیکن اس میں احکام خدا عمومی طور پر بیان فرماتے ہیں...... اس آیت کریمہ میں صدیقؓ کی تین صفات کا تذکرہ ہے...... فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی ...... اللہ کہتے ہیں لوگو......! صدیقؓ وہ ہے...... اَعْطٰی......! جس نے سب کچھ پیغمبر ﷺ کو دے دیا...... اَعْطٰی سب کچھ دیا۔

- جان دینی پڑی تو دی...... مال دینا پڑا تو دیا۔
- وطن دینا پڑا تو دیا...... اولاد قربان کرنی پڑی تو کر دی۔

اور اگر آپ غور کریں...... تو آپ کو ایک بات سمجھ میں آئے گی...... حدیث میں آتا ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا لوگو......! لَوْ کُنْتُ اَتَّخِذُ خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا ......(۱) اگر میں کائنات میں سے کسی کو خلیل بناتا...... تو میں صدیقؓ کو اپنا خلیل بناتا...... اور اس کا مطلب علماء نے لکھا ہے...... کہ اگر میرے دل میں مخلوق میں سے کوئی بستا تو صرف ابوبکرؓ بستا...... چونکہ میرے دل میں صرف اللہ کی ذات بستی ہے...... میں نے اپنے دل میں اللہ کا ڈیرہ لگایا ہے...... اللہ کو جگہ دی ہے...... خدا کی محبت میرے سینہ میں ہے...... اگر مخلوق میں سے کسی سے میرا ایسا تعلق ہوتا...... جیسے میرا اللہ کے ساتھ تعلق ہے...... تو یہ تعلق مخلوق میں صرف اسی ابوبکرؓ کے ساتھ ہوتا...... اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قرآن نے خلیل علیہ السلام کہا ہے...... وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ......(۲) ابراہیم سے کسی نے پوچھا تھا...... کَیْفَ کُنْتَ خَلِیْلًا...... آپ اللہ کے خلیل علیہ السلام کیسے بنے......؟

---

(۱) صحیح البخاری ص۵۱٦ ج۱، ترمذی ص ٦٨٥ ج۲، مشکوٰۃ ص ٥٥٤ ج۲، فتح الباری ص ٧٥١٩، عمدۃ القاری ص ٣٩٢ ج ١١

(۲) پارہ نمبر ٥ سورۃ نمبر ٤ آیت نمبر ١٢٥

تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا...... بَرَزْتُ نَفْسِیْ لنیرانِ...... وَ وَلَدِیْ لِلْقُربَانِ...... وَ مَالِیْ لِضَّیْفَانِ...... وَ قَلْبِیْ لِلرَّحْمٰن......هَا اَنَا خَلِیْلُ الرَّحْمٰن...... میرے رب نے میرا امتحان لیا...... خلیل علیہ السلام جان پیش کر......! میں نے آگ میں پیش کی...... خلیل علیہ السلام مال پیش کر! میں نے مہمانوں پر خرچ کر دیا...... خلیل علیہ السلام وطن پیش کر......! میں نے گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر لی...... اللہ نے کہا خلیل اپنی اولاد پیش کر...... میں نے اپنے بچہ کو چھری کے نیچے دیدیا...... جب ان تمام امتحانوں میں پاس ہوا...... تو اللہ نے مجھے اپنا خلیل علیہ السلام بنالیا۔

سیدنا خلیل علیہ السلام اور سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ میں مطابقت:

ذرا مطابقت دیکھئے...... ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں...... اور پوری جماعت صحابہ میں سے ابوبکر مصطفیٰ کے خلیل ہیں...... ایک خدا کا خلیل اور ایک مصطفیٰ کا خلیل...... خدا نے اپنے یار کا امتحان لیا...... مصطفیٰ نے اپنے یار کا امتحان لیا...... خدا نے ابراہیم کو کہا...... "اَوَّاہٌ حَلِیْم" ہیں...... مصطفیٰ نے صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا...... اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبِیْ بَکْر...... یہ میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے...... خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو کہا...... وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِبْرَاھِیْمَ...... اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقاً نَّبِیًّا ......(۱) خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو صدیق کہا ہے...... مصطفیٰ ﷺ نے ابوبکر کو صدیق رضی اللہ عنہ کہا ہے...... اب آپ ذرا اس پر غور کریں......! ایک خدا کا صدیق...... ایک مصطفیٰ کا صدیق...... ایک اللہ کا خلیل...... ایک رسول اللہ ﷺ کا خلیل...... یہ دو خلیل ہیں...... خدا اپنے یار کا امتحان لیتا ہے...... مصطفیٰ اپنے یار کا امتحان لیتا ہے...... اللہ نے کہا خلیل جان پیش کر......! کہا نار میں حاضر ہے...... رسول اللہ ﷺ نے کہا...... صدیق جان پیش کر......! کہا غار میں حاضر ہے۔

---

(۱) پارہ نمبر ۱٦ سورۃ نمبر ۱۹ آیت نمبر ٤۱

جہاں ابراہیم نے جان دی وہ نار ہے...... جہاں صدیق نے جان دی اس کا نام غار ہے...... نار کا تذکرہ بھی قرآن میں ہے...... غار کا تذکرہ بھی قرآن میں ہے...... پھر آپ اگر اس پر غور کریں...... تو بات سمجھ میں آجائے گی...... جہاں ابراہیم خلیل گئے ہیں...... اکیلے گئے اللہ کا میرے اور آپ کی طرح کوئی جسم نہیں...... کہ خدا ساتھ گئے ہوں...... جہاں صدیق ؓ گئے ہیں محبوب کو ساتھ لے کر گئے ہیں...... جہاں خلیل گئے ہیں باہر امتحان ہے اندر......، یَا نَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا ...... آگ ٹھنڈی ہوگئی...... جہاں صدیق ؓ گئے ہیں...... باہر بھی امتحان ہے اندر بھی آزمائش...... اور اندر کالا موذی سانپ موجود ہے...... جہاں ابراہیم خلیل علیہ السلام گئے ہیں۔

اس نار کا تذکرہ تو قرآن میں ہے...... مگر آگ کے اس چپے کا دنیا میں کوئی وجود نہیں...... جہاں ابوبکر صدیق ؓ گئے ہیں...... تو غار کے ذرے بھی ابوبکر صدیق کی محبت کی گواہیاں پیش کرتے ہیں...... جہاں ابراہیم خلیل علیہ السلام گئے ہیں وہ نار تو ضرور ہے...... اس کا تذکرہ قرآن میں آیا ہے...... مگر ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی ذات کے جلوے نہیں دیکھے...... جہاں ابوبکر صدیق ؓ گئے ہیں...... پیغمبر کو تین دن و رات تک گود میں یوں لٹایا ہے...... جیسے رحل پر قرآن کا نسخہ کھلا رکھا ہو۔

پیغمبر ﷺ سے اللہ کا کیا ہوا وعدہ:

آج کے جلسہ کا عنوان آپ کا یار غار ہے...... کہ کائنات میں اکیلا یار ہے جس کو یار غار کہا جاتا ہے...... آپ اگر اس پر اور غور کریں......! علماء نے لکھا ہے...... کہ جس رات حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی...... تو حضور ﷺ نے حضرت حیدر ؓ کو تو اپنے بستر پر سلایا...... صدیق ؓ کو بلا کر ساتھ لے کر گئے...... ایک سیکنڈ کے لئے آپ اس بات کو اپنے ذہن میں جگہ دیں...... کہ اللہ نے یہ وعدہ کیا تھا...... کہ محبوب ﷺ! میں تجھے بھی بچاؤں گا...... جو

تیرے ساتھ ہے..... اس کو بھی بچاؤں گا..... اللہ نے حفاظت کا وعدہ کیا ہے..... اگر پیغمبر ﷺ کے تصور میں ہی یہ بات ہوتی ..... کہ میرے بعد علیؓ نے خلیفہ بننا ہے.....تو حضور ﷺ علیؓ کو نہ سلاتے..... بلکہ ساتھ لے کر جاتے..... جس کو خلافت دینی تھی اسے ساتھ لیا ہے.....اور جسے خلیفہ نہیں بنانا تھا.....اسے بستر پر سلایا ہے۔(۱)

ہجرت کی رات حیدرؓ سے سوالات اوران کے جوابات:

اور وہاں بھی ایک عجیب اتفاق ہوا..... کہ ابوجہل جب حضرت علیؓ کے پاس پہنچا.....تو دیکھا یہ تو حیدرؓ سوئے ہوئے ہیں..... حضرت علیؓ کو اُٹھایا..... اُٹھانے کے بعد اس نے پوچھا..... کہ بتاؤ محمد کہاں ہیں.....؟ حضرت علیؓ نے فرمایا..... کہ حضور ﷺ چلے گئے..... اس نے پھر پوچھا کہاں چلے گئے ہیں.....؟، حضرت علیؓ نے کہا جہاں جانا تھا.....ابوجہل نے کہا کہاں جانا تھا.....؟ حضرت علیؓ نے کہا جہاں گئے ہیں۔

اب ایک بات کہتا ہوں دل پر لکھ لو.....! کہ ابوجہل اپنا سامنہ لے کر کہتا ہے..... کہ محمد ﷺ نے نوجوانوں کی یہ جو جماعت تیار کی ہے..... ہمارے قابو میں نہیں آتی..... نوجوانو آج کے لوگ بھی کہتے ہیں..... کہ مولوی حق نواز شہید (رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ جو نوجوانوں کی جماعت بنائی ہے ہمارے قابو میں نہیں آتی۔

سیدنا صدیقؓ کو تین چیزیں پسند:

پہلی قربانی صدیقؓ کی..... اعطیٰ ابوبکرؓ نے سب کچھ قربان کیا..... جان دینے کا وقت آیا.....تو جان لے کر غار میں گیا ہے..... پیغمبر ﷺ کو کندھے پر اٹھا کر لے کر گئے ہیں..... یہ اور ایک بات آگئی ہے.....وہ بھی سن لیجئے.....!

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۳۶۰ ج ۱، رحمۃ للعالمین ص ۱۲۷ ج ۱

حدیث میں آتا ہے...... کہ ایک دفعہ حضور ﷺ اور صحابہ ؓ سارے اکٹھے بیٹھے تھے...... تو اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا...... مجھے تین چیزیں پسند ہیں...... صدیق ؓ نے بھی کہا...... مجھے تین چیزیں پسند ہیں...... سیدنا فاروق ؓ نے بھی کہا...... مجھے تین چیزیں پسند ہیں...... سیدنا عثمان ؓ نے بھی کہا...... مجھے تین چیزیں پسند ہیں...... حضرت حیدر ؓ نے بھی کہا...... مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔

حدیث میں آتا ہے...... جبرائیل علیہ السلام نے اتر کر کہا...... کہ محبوب ﷺ آپ کے ان یاروں کو تین چیزیں پسند آئیں...... تو مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں...... اللہ نے فرمایا...... میرے پیغمبر ﷺ! مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں...... اس کی اتباع میں آگے محدثین نے لکھا ہے...... کہ امام ابوحنیفہؒ نے بھی اپنی زندگی میں تین چیزوں کو پسند کیا...... امام مالکؒ، شافعی احمد بن حنبلؒ نے تین چیزوں کو پسند کیا ہے...... وہ ایک لمبی حدیث ثلاثی کے نام سے ہے...... میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا...... یار غار کی مناسبت سے صرف صدیق اکبر ؓ پر بات کرتا ہوں...... حضرت صدیق ؓ نے کہا...... مجھے پوری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں...... سب سے پہلی پسند...... اَلنَّظَرُ اِلیٰ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ......(۱) کہا میری آنکھ ہو آقا ﷺ تیرا دیدار کروں...... مجھے یہ سب سے زیادہ پسند ہے۔

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر ؓ آئے...... یوں دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے...... حضور ﷺ کے چہرے کو دیکھ کر واپس چلے گئے...... تو کسی نے پوچھا ابوبکر ؓ آئے کیسے تھے......؟ کہا بڑی دیر سے بھوک نے ستایا ہوا تھا...... پیغمبر ﷺ کا چہرہ دیکھنے کے بعد بھوک اتر گئی...... ایک دفعہ حضور ﷺ کے چہرہ اطہر کو دیکھتے ہوئے آنکھوں کو زور سے مسلا۔

---

(۱) منبهات ابن حجر عسقلانی ص ۱۲۱-۱۲۲ المطبع فی المجتبائی الواقع فی الدهلی

کسی نے پوچھا ابو بکر ﷺ یہ کیا کر رہے ہو......؟ کہا آنکھوں کو سزا دے رہا ہوں...... کہ پیغمبر ﷺ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے یہ جھپکی کیوں ہے......؟ اس لئے اس کو سزا دیتا ہوں...... کہ محبوب ﷺ کو دیکھتے ہوئے تجھ میں طاقت کیسے پیدا ہوئی ہے...... کہ تو جھپک رہی ہے...... صدیق ﷺ کی سب سے پہلی پسند...... کہ میری دید ہو پیغمبر ﷺ تیرا دیدار ہو...... اَلنَّظْرُ اِلیٰ وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ...... اس پر توجہ کیجئے......! اگر حضور ﷺ کعبۃ اللہ میں تھے...... تو سارے صحابہ دیکھتے ہیں...... حضور مسجد نبوی میں تھے...... تو سارے صحابہ دیکھتے ہیں...... لیکن ابو بکر کی منشاء تھی...... کہ اکیلا میں دیکھوں اور کوئی نہ دیکھے۔

اَلنَّظْرُ اِلیٰ وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

اللہ نے بھی کہا اگر یار کو تنہا دیکھنا ہے...... تو یار کو لے کر غار میں تنہا چل!

بے مثال سواری باکمال سوار:

صدیق ﷺ جب لے کر چلے اور پہاڑ پر چڑھنے کا وقت آیا...... تو سواری تلاش کر رہے تھے...... ابو جہل کو انہوں نے بتایا...... کہ جس کو تم تلاش کرنا چاہتے ہو...... اوپر اس کے قدم ہی نہیں جاتے...... چونکہ وہ حضور ﷺ کے متلاشی تھے...... کہا اوپر تو ابو بکر ﷺ کے قدم جا رہے ہیں......؟ ابو جہل نے اس وقت ایک جملہ کہا...... اس نے کہا...... اگر محمد ﷺ تک پہنچنا ہے...... تو ابو بکر ﷺ کے قدموں پر چلو...... اس نے کہا...... جہاں ابو بکر ﷺ ہیں وہیں محمد ﷺ ہوں گے...... پھر میں کہہ دوں ابو جہل بہت بڑا کافر تھا...... لیکن اس کو یقین تھا...... کہ نبی و صدیق ﷺ جدا نہیں ہو سکتے...... آج کا بد بخت ابو جہل کا پیروکار...... نبی ﷺ اور صدیق ﷺ کو اکٹھا سویا دیکھ کر بھی یقین نہیں رکھتا۔

غار میں داخلہ و ثانی اثنین کا مصداق:

میرے دوستو! اللہ فرماتے ہیں...... اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ......(۱) علماء نے اس پر ایک عجیب نکتہ لکھا ہے...... کہ جس وقت غار کے اندر جانے کا وقت آیا...... ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ...... وہ کونے سے ایک دوسرا جو اپنے ساتھی سے کہہ رہا ہے...... کہ...... لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا...... اس میں ہر شخص دوسرا ہے...... نبی ﷺ صدیق رضی اللہ عنہ کے دوسرے ہیں...... صدیق رضی اللہ عنہ نبوت ﷺ کا دوسرا ہے۔

لیکن علماءِ نے اس پر تحقیق یہ لکھی ہے...... کہ یہاں ثانی اثنین سے مراد آقا کی ذات گرامی ہے......(۲) اللہ پیغمبر ﷺ سے کہہ رہے ہیں...... کہ محمد ﷺ اس وقت دوسرے تھے...... جو دو غار میں گئے...... اس لئے کہ ہر مقام پر صدیق رضی اللہ عنہ دوسرے نمبر پر رہے ہیں...... مگر جب غار میں اندر جانے کا وقت آیا ہے...... تو صدیق رضی اللہ عنہ پہلے گئے ہیں...... حضور ﷺ بعد میں گئے ہیں...... صدیق رضی اللہ عنہ پہلے گئے ہیں...... اور پہلے جا کر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار کی صفائی کی...... اور صفائی کر کے پیغمبر ﷺ کو بلایا...... اور اس غار میں بہت سارے سوراخ تھے...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سوراخوں کو اپنی پگڑی کے کپڑے سے بند کیا...... ایک سوراخ باقی رہ گیا...... کپڑا ختم ہو گیا...... وہاں صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں دے دیا...... اس سوراخ سے ایک کالا آیا...... اس نے آ کر ڈسا......(۳) اوئے کالے ڈسا کیوں ہے......؟ اس کالے نے بھی کہہ دیا...... کہ ڈسا اس لئے ہے...... کہ نبی اور صدیق رضی اللہ عنہ کو اکٹھے دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتا...... ایک کالے نے وہاں اکٹھا دیکھ کر برداشت نہیں کیا...... دوسرا کالا آج مزار میں اکٹھا دیکھ کر برداشت نہیں کرتا...... اور ہوا کیا......؟ کالا ادھر سے آیا...... تو صدیق رضی اللہ عنہ اکبر کپڑا دے چکے تھے...... غار کا سوراخ بند ہے۔

---

(۱) پارہ نمبر ۱۰ سورۃ نمبر ۹ آیت نمبر ۴۰

(۲) رحمۃ للعالمین ص ۱۲۹ ج ۱ (۳) تفسیر قرطبی ص ۱۴۲ ج ۸ ملاحظہ فرمائیں

دوسری طرف سے آتا ہے...... راستہ بند ہے...... تیسری طرف سے آتا ہے راستہ بند ہے...... اس طرف سے آتا ہے تو راستہ بند ہے...... ارے کالے کہاں جانا چاہتے ہو......؟ کہا اندر جانا چاہتا ہوں...... جاتا کیوں نہیں......؟ کہا راستہ بند ہے۔

موذیوں کا داخلہ بند:

اشارہ کر کے بتایا گیا...... کہ جہاں نبی ﷺ وصدیق ؓ اکٹھے ہوں...... وہاں قیامت تک موذیوں کے داخلے بند ہیں......۔

❁ نبی ﷺ اور صدیق ؓ غار میں اکٹھے...... تو موذی کا داخلہ؟ (بند)

❁ نبی ﷺ اور صدیق ؓ مزار میں اکٹھے...... تو موذی کا داخلہ؟ (بند)

پھر ایک جملہ کہتا ہوں توجہ کرنا......! موذی ایران کا ہو...... تب بھی داخلہ بند...... اگر ہندوستان کا ہو...... تب بھی داخلہ بند ہے...... میں عرض یہ کر رہا تھا...... کہ حضور کو سب صحابہ ؓ دیکھتے تھے...... صدیق ؓ چاہتے تھے...... کہ میں اکیلا دیکھوں اور کوئی نہ دیکھے...... اور جب صدیق ؓ نبی ﷺ کو لے کر غار میں گئے...... تو صدیق نے سوچا...... اب اگر حضور کو سامنے بٹھا کر دیکھتا ہوں...... تو نظر میری پہاڑ پر بھی جائے گی...... اس جالا پر بھی جائے گی...... جو مکڑی نے تنا ہے...... یہ سب چیزیں مجھے نظر آئیں گی...... اور تمنا تھی کہ...... اَلنَّظَرُ اِلیٰ وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ...... صرف میری دید پیغمبر کے چہرے پر جائے اور کہیں نہ جائے...... اللہ نے طریقہ سکھایا...... کہ صدیق جھولی پھیلا......! پیغمبر ﷺ کے سر کو اپنی جھولی میں رکھ......!

علماء لکھتے ہیں...... کہ صدیق ؓ نے محبوب ﷺ کو اپنی گود میں یوں لٹایا...... جس طریقے سے رحل پر قرآن کا نسخہ کھلا رکھا ہو...... اور اس پر بھی علماء کا اتفاق ہے...... کہ کم از کم تین دنوں میں قرآن کو مکمل کرنا چاہئے...... ایک وہ قرآن ہے...... جو الحمد سے والناس تک

تمیں پاروں کی شکل میں میری اور آپ کی الماریوں میں رکھا ہوا ہے......ایک وہ قرآن عملی شکل میں ہے......جو اماں عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں ہے۔

دوستو......! تمیں پاروں کی شکل میں جو قرآن ہے......اسے پوری دنیا نے پڑھا ہے......لیکن اس عملی قرآن کو صرف پڑھا ہے......تو ابو بکر صدیق ﷜ نے پڑھا ہے......اور یوں پڑھا ہے......کہ اکیلے صدیق ﷜ نے گود پھیلا کر محبوب کا سر اپنی گود میں رکھ کر اللہ نے بھی کہہ دیا ہوگا......کہ صدیق ﷜ پڑھ......! وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ......(۱) آہستہ آہستہ پڑھ......! اور اس انداز سے پڑھ......کہ یہ مقام اور کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔

علماء نے لکھا ہے ......کہ اس انداز سے ابو بکر ﷜ تین دن ورات تک محبوب ﷺ کے چہرے کو دیکھتے رہے......کسی عاشق نے بھی ایک عجیب جملہ کہہ دیا۔

کہ رخ یار کو تکتا ہوں غور سے اس لئے
کہ پڑھتے ہیں اہل ذوق کتاب آہستہ آہستہ

کتاب پڑھی جاتی ہے......اس لئے صدیق ﷜ دیکھ رہا ہے۔

پاس حسن کے کیا عشق لاجواب ہے
جیسے رحل پہ کھلی خدا کی کتاب ہے

سیدنا صدیق ﷜ کے آنسوؤں کی قیمت:

میرے دوستو......! صدیق ﷜ کی قربانی کا پھر ایک منظر بڑا عجیب ہے......جب اس انداز سے پیغمبر ﷺ کو دیکھ رہے تھے......تو اللہ نے کہا تیری آنکھ کی قیمت لگا دیتا ہوں......کالے نے ڈسا تو آنسو بن کر آنکھوں میں آئے......صدیق ﷜ نے سر پہ ہاتھ مارا......کہ پگڑی اتار کر نہ پونچھ لوں......تو پگڑی تو پہلے پھاڑ کر سوراخوں میں دے چکے تھے

---

(۱) پارہ نمبر ۲۹ سورۃ نمبر ۷۳ آیت نمبر ٤

خیال آیا کہ کرتہ سے صاف کروں...... کرتہ تو پیغمبر کے سر کے نیچے تھا...... خیال آیا...... کہ اپنے ہاتھوں سے صاف کروں تو تقدیر کا فیصلہ تھا...... کہ ابوبکر ہاتھوں کو بھی روک......! آج تیرے ان آنسوؤں کی بھی قیمت لگانا چاہتا ہوں...... جو پیغمبر ﷺ کے چہرے کے لئے آنکھ بے تاب ہے...... ان آنکھوں سے نکلنے والا آنسوں زمین پر نہ گرے...... بلکہ پیغمبر ﷺ کے رخ انور پر گرے...... تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے...... کہ صدیق کی پہلی تمنا ہے...... اَلنَّظَرُ اِلیٰ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ...... صرف محبوب کے چہرے کو دیکھوں اور کسی چیز کو نہ دیکھوں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا مال قربان کرنے کا انداز:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی...... ابوبکرؓ وہ ہے...... جس نے جان پیش کی ہے۔ ابوبکرؓ وہ ہے...... جس نے مال پیش کیا ہے۔

میں بتا رہا تھا...... کہ اللہ کے خلیل علیہ السلام نے جان نار میں دی ہے...... پیغمبر ﷺ کے صدیق نے جان غار میں دی ہے...... اللہ کے صدیق ابراہیم نے مال مہمانوں پر خرچ کیا ہے...... اور جب صدیقؓ کے مال پیش کرنے کا وقت آیا ہے...... اس نے پیغمبر ﷺ کے قدموں میں لٹا دیا ہے...... کلمہ پڑھا تو 45 ہزار لے کر آئے...... ہجرت کی ہے تو 5 ہزار لے کر چلے ہیں...... غزوہ تبوک میں پہنچے ہیں...... تو گھر میں جھاڑو دے دیا ہے۔ (۱)

---

(۱) زرقانی ص ٦٤ ج ٣، سیرت مصطفیٰ ص ٨٧ ج ١، ترمذی، ابو داؤد، دارمی، فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل میں یہ روایت مفصل یوں ہے یہ الفاظ جو یہاں نقل کر رہا ہوں یہ ترمذی کے ہیں عن ابن عمرؓ قال سمعت عمر بن خطابؓ یقول امرنا رسول اللہ ﷺ ان نتصدق ووافق ذالک عندی مالا فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقته یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ ﷺ ماابقیت لاھلک فقلت مثله واتی ابوبکر بکل ماعنده فقال یاابابکر ماابقیت لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسوله قلت لااسبقه الی شئ ابدا قال الترمذی ھذاحدیث حسن صحیح ص ٢٠٨ ج ٢، فضائل الصحابۃ ص ٣٦٠ ج ٢، ابو داؤد، الدارمی ص ٣٩١ ج ١)

سیدنا صدیق اکبرؓ سوئی کا متلاشی:

جلال الدین سیوطیؒ "تاریخ الخلفاءؒ" میں لکھتے ہیں...... کہ صدیق اکبرؓ مکان کی دیواروں پر ہاتھ لگا رہے تھے...... پوچھا گیا کیا کرنا چاہتے ہو......؟ کہا سوئی دھاگہ تلاش کر رہا ہوں...... کہ وہ بھی اٹھا کر محبوب کے قدموں میں جا کر رکھ دوں...... چنانچہ صدیق اکبرؓ نے وہ بھی اٹھا کر نبوت کے قدموں میں رکھ دیا...... یہاں تک کہ جو جسم پر کپڑے پہنے ہوئے تھے...... وہ کپڑے بھی اتار دیے...... ٹاٹ اور بوریوں کا لباس پہن کر آئے...... جب حضورﷺ کے سامنے آئے ...... اللہ کے پیغمبرﷺ نے یوں نہیں کہا...... کہ صدیقؓ تیرا مال تھوڑا کیوں ہے......؟ عمرؓ تو زیادہ کیوں لے آیا ہے......؟ عمرؓ کے پاس مال بہت زیادہ تھا...... صدیقؓ کے پاس جو کچھ تھا...... نبوت کے قدموں میں لا کر رکھ دیا...... اللہ کے پیغمبرﷺ نے پوچھنے کا انداز ہی بدل دیا...... حضورﷺ نے فرمایا صدیق......! کتنا مال لائے اور کتنا چھوڑ آئے......؟ کہا محبوب...... تَرَكْتُ فِيْ بَيْتِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ اللّٰهِ...... اللہ اور رسول کی محبت چھوڑ کر آیا ہوں...... جو کچھ تھا اٹھا کر آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دیا ہے۔

فرشتے ٹاٹ کے لباس میں ملبوس:

علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے...... کہ اس وقت آسمانوں سے جبرائیل علیہ السلام اتر کر آئے...... اور آ کر سلام کیا...... حضورﷺ نے فرمایا جبرائیل......! تو نے یہ ٹاٹ اور بوریوں کا لباس کیوں پہنا ہوا ہے......؟ کہا محبوب مجھے نہ دیکھیں...... ذرا آسمان کی طرف نگاہ اٹھائیں...... حضور نے دیکھا...... تو ستر ہزار فرشتے اس لباس میں ملبوس تھے...... حضور نے فرمایا...... یہ کیا منظر ہے......؟ (تفسیر عزیزی)

کہا صدیق کی ادا خدا کو اتنی پسند آئی ہے...... کہ اللہ نے قانون بنایا ہے...... جب تک

ابوبکر کے وجود پر یہ لباس رہے...... سارے فرشتے اسی لباس میں ملبوس ہو جائیں۔(۱)

خدا کا سیدنا صدیقؓ کو سلام:

علماء نے لکھا ہے...... کہ صدیقؓ نے وہ ٹاٹ اور بوریوں کا جو لباس پہنا ہوا تھا...... اس پر جبرائیل نے کہا...... کہ محبوب ﷺ اللہ کہتے ہیں...... کہ میرے محبوب کو کہو...... کہ اپنے یار کو میرا سلام کہہ دے دیکھیں......! جبرائیل علیہ السلام چاہتے...... تو براہ راست ابوبکرؓ کو ہی کہہ دیتے...... لیکن راستہ بنایا رسول اللہ کو...... کیوں......؟ اس لئے ...... کہ صدیقؓ سب کچھ آقا ﷺ کی محبت میں دے رہا تھا...... اس لئے کہا اس محبوب ﷺ کو کہو...... کہ محبوب تو اپنے یار صدیقؓ کو میرے سلام کہہ...... علماء اس بات کو جانتے ہیں...... کہ یا صدیقہؓ کو خدا کے سلام آئے ہیں...... یا صدیقؓ کو خدا کے سلام آئے ہیں...... یا اس باپ کے حصہ میں اللہ کے سلام آئے...... یا اس بیٹی عائشہ صدیقہؓ کے حصہ میں اللہ کے سلام آئے ہیں۔

خدا کا ابوبکر سے سوال:

اور پھر غور کریں...... جس وقت سلام پیش کئے گئے...... اللہ نے فرمایا محبوب ﷺ اپنے یار ابوبکرؓ سے کہیں...... کہ صدیقؓ اب جس حال میں بیٹھے ہو...... اللہ کہتا ہے کیا تو مجھ سے راضی ہے......؟ (اس وقت حال یہ ہے کہ صدیق ٹاٹ اور بوریوں کا لباس پہنے ہوئے ہیں) ایک ہے اللہ کہے...... کہ میں تجھ سے راضی ہوں یہ تو خدا نے سب صحابہ کو کہا ہے...... اکیلا ابوبکر ہے...... جس سے خدا نے پوچھا ہے...... کہ تو مجھ سے راضی ہے......؟

ابوبکرؓ کا خدا کو جواب:

صدیق کہتے ہیں آقا......! جبرائیل کو کہہ دیں...... رب کو میرا سلام کہہ کر یوں بھی کہہ دے

---

(۱) عن ابن عباس تاریخ الخلفاء ص ۳۹

اے اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتا ہے...... کہ کم آزمایا ہے...... اگر اور امتحان لینا ہے تو لے لے...... ابوبکر پھر بھی حاضر ہے...... اللہ کے یار کا بھی امتحان...... نبی کے یار کا بھی امتحان۔

خلیل علیہ السلام کا امتحان جان پیش کر! صدیق رضی اللہ عنہ کا امتحان جان پیش کر!

خلیل علیہ السلام کا امتحان مال پیش کر! صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی امتحان مال پیش کر!

خلیل علیہ السلام کا امتحان تھا وطن پیش کر! وہ بابل چھوڑ کر کے آیا

صدیق کا امتحان وطن پیش کر! یہ مکہ چھوڑ کر مدینہ آیا

جب اللہ کے خلیل علیہ السلام آئے بیوی بچے ساتھ لے کر آئے

جب صدیق آئے...... تو بیوی بچوں کو چھوڑ کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر آئے...... خلیل جہاں پہنچے ہیں...... کعبہ تعمیر کیا ہے...... صدیق جہاں پہنچے ہیں...... مسجد نبوی تعمیر کی ہے...... جہاں خلیل پہنچے ہیں...... اس زمین کی قیمت ادا نہیں کی گئی...... جہاں صدیق پہنچے ہیں...... اس زمین کی قیمت خود ابوبکر نے ادا کی ہے...... جہاں کعبہ بنا ہے...... وہ بڑی عظمت کی جگہ ہے...... وہ بڑی فضیلت اور تقدس کی جگہ ہے۔ لیکن مسلمانو......! جو زمین مسجد کے لئے صدیق نے لے کر دی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا...... مَا بَيْنَ بَيْتِىْ وَ مِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ......(۱) یہ جنت کا ٹکڑا ہے......

صدیق کے متعلق جنتی ہونے کا شک کرنے والو......! کبھی اتنا سوچو......! کہ صدیق وہ ہے...... کہ جس نے اپنے ہاتھوں سے جنت خرید کر قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے اس کو وقف کر دیا ہے...... خلیل! اولاد پیش کر اس نے اسماعیل پیش کیا...... صدیق اولاد پیش کر عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پیش کر دی۔

---

(۱) زاد المعاد ص ۳۰۸ ج ۱، رحمۃ للعالمین ص ۲۷۰ ج ۱، صحیح البخاری ص ۶۱ ج ۱، فتح الباری ص ۱۹۲ ج ۷، سیرت مصطفیٰ ۴۲۵ ج ۱

اور علماء جانتے ہیں...... کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے وقت عمر جو کتابوں میں لکھی ہے...... وہ سات سے گیارہ سال کے درمیان لکھی ہے...... اور اگر آپ سات اور گیارہ کا درمیان نکالیں تو نو بنتا ہے...... اور اماں عائشہ صدیقہؓ جب پیغمبر ﷺ کے عقد میں آئی...... تو سیدہ کی عمر نو سال بنتی ہے۔

علامہ عبدالشکور لکھنویؒ نے خلفاء راشدین ؓ میں لکھا ہے...... کہ جس وقت حق مہر دینے کی باری آئی...... تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا...... کہ ابوبکر! حق مہر کتنا ہے......؟ تو صدیق ؓ نے کہا...... محبوب میں نے حق مہر کا مطالبہ تو نہیں کیا ہے...... میں چاہتا ہوں...... کہ بیٹی بھی میری ہے...... اور حق مہر بھی اس کو آپ کی طرف سے میں خود ادا کروں۔(۱)

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی قربانی:

سیدنا صدیق اکبر ؓ نے ایک اس بیٹی کی قربانی دی...... اور دوسری اسماءؓ بنت ابی بکر کی قربانی دی...... (یہ سیدنا صدیق کی بڑی بیٹی تھی) جس وقت ابوجہل ہجرت کی رات تلاش کرتے ہوئے...... صدیق کے دروازے پر آیا...... دروازہ اس نے کھٹکھٹایا...... اسماء بنت ابی بکر باہر نکلی...... ابوجہل نے پوچھا...... کہ محمد کہاں ہے......؟ ابوبکر کہاں ہیں......؟

ابوجہل کو اسما بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کا عجیب جواب:

صدیق اکبر ؓ کی بیٹی نے ایک عجیب جملہ کہا...... کہا مجھے پتہ ہے...... لیکن بتاتی نہیں ہوں...... ابوجہل کہنے لگا...... کہ صاف کہہ دے پتہ ہی نہیں ہے...... اسماء نے کہا میں تقیہ باز کی بیٹی نہیں...... صدیق ؓ کی بیٹی ہوں...... کل کو دنیا کیا کہے گی......

---

(۱) مہر کی مقدار پانچ سو درہم تھی یہ ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے اس وقت حضرت عائشۃ دس برس کی تھیں سیرۃ الصحابیات میں لکھا ہے کہ نکاح بھی حضرت ابوبکر صدیق نے خود پڑھایا (سیر الصحابیات ص ۴۰ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان، طبقات ابن سعد ص ۴۰ ج ۸)

کہ صدیق ؓ کی بیٹی جھوٹ بولتی تھی...... باپ کی عزت پہ حرف آتا ہے میری ماؤ بہنو بیٹیو......! میں تم سے کہتا ہوں...... زندگی گزارنے کا سلیقہ صدیق ؓ کی بیٹی سے سیکھو......! (اگر صدیق ؓ کی بیٹیوں کا اسوہ حسنہ اپنایا جائے......تو نہ عورت کو کوئی پریشانی ہوگی نہ مرد کو کوئی پریشانی ہوگی) ابو جہل بدبخت نے کھینچ کر اسماءؓ کے چہرے پر تھپڑ مارا...... اور اسماءؓ دھڑام سے نیچے زمین پر جا گری......نوک دار پتھر پیشانی پر لگا......خون کا فوارہ نکل آیا...... چہرے پر پتھر لگنے کی وجہ سے پورا چہرہ سیاہ ہوگیا...... کان پھٹا...... بالی دور جا پڑی...... اسماءؓ منہ کے بل زمین پر نیچے گری ہونٹ پھٹ گیا...... دانت ٹوٹا زمین پہ جا گرا......اتنی زوردار اس تھپڑ کی آواز تھی...... کہ لوگ محلے کے باہر نکل آئے...... دیکھا اسماؓ زمین پر تڑپ رہی ہے......اوپر ابو جہل کھڑا ہے...... محلے والوں نے دھکے دے کر ابو جہل کو ہٹایا......اسماءؓ کو اٹھا کر گھر بھیجا...... یہ بچی گھر جا کے واویلا نہیں کرتی...... بلکہ گھر میں جاتے ساتھ ہی سب سے پہلے اپنے زخموں کی مرہم پٹی کرنے کے بعد فوراً کھانا تیار کیا......کہ نبی ﷺ و صدیق ؓ غار میں انتظار کر رہے ہوں گے۔

سنی بھائیو......! صدیق ؓ بھی نبی ﷺ کی خدمت میں وقف ہے۔

- صدیق ؓ کی بیٹی کھانا پہنچانے کے لئے وقف ہے۔
- صدیق ؓ کا بیٹا بکریوں کا دودھ پہنچانے کے لئے وقف ہے۔
- صدیق ؓ کا غلام حالات بتانے کے لئے وقف ہے۔

صدیق ؓ کا سارا گھرانہ پیغمبر کے قدموں پہ جاں نثاری پیش کر رہا ہے۔

اسماءؓ کے ہاتھوں غار میں کھانا:

اور جس وقت یہ اسماءؓ بنت ابی بکر ؓ کھانا تیار کر کے چھ ہزار فٹ کی بلند پہاڑی پر چڑھ کر جاتی ہے...... جب غار کے اندر جاتی ہے...... دستر خواں پر جا کر کھانا رکھتی ہے......

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ اس وقت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کی کیفیت یہ تھی...... کہ اس نے اپنا منہ چھپا رکھا تھا...... تا کہ حضورﷺ کی نظر میرے زخموں پر نہ پڑے...... منہ چھپایا ہوا ہے...... پیشانی پہ پٹی باندھی ہوئی ہے...... خون نکل رہا ہے...... رسول اللہﷺ کی نظر پڑی...... چونکہ وہ پیغمبرﷺ کی نگاہ تھی۔

نظر کی جولانیاں نہ پوچھ نظر حقیقت میں وہ نظر ہے
اُٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب ہوجائے

نبیﷺ کی نظر تھی...... حضورﷺ نے دیکھ کر فرمایا اسماءؓ بیٹی یہ کیا بات ہے؟ اسماءؓ نے سر جھکا لیا...... کتابوں میں آتا ہے...... کہ حضورﷺ نے ابوبکرؓ کی طرف دیکھا...... صدیقؓ نے بھی آنکھیں جھکا لیں...... کہ محبوب کہیں دیکھ کر شرمسار نہ ہوجائیں...... حضورﷺ نے فرمایا صدیق اپنی بیٹی اسماءؓ سے پوچھ بتاتی کیوں نہیں؟ صدیق نے کہا بیٹی اسماء بتاؤ......(۱) محبوبﷺ نے پوچھا ہے...... آج نہیں بتاؤ گی...... تو پھر کب بتاؤ گی...... اسماء نے کہا ابا جان میں بتاؤں...... یا چہرہ کھول کر دکھاؤں...... اور جب چہرہ کھولا...... تو رسول اللہﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے...... پورا چہرہ سیاہ تھا...... کان پھٹا ہوا ہے...... خون آرہا ہے...... ہونٹ پھٹے ہوئے ہیں...... عجیب کیفیت ہے۔

بیٹی کیا ہوا......؟ اسماءؓ نے واقعہ بتایا...... کہ ابوجہل آیا تھا...... راز پوچھنا چاہتا تھا...... محبوبﷺ میں نے راز نہیں بتایا...... تو اس نے تھپڑ مارا ہے...... میں نیچے زمین پر جا گری...... نیچے پتھر پڑا تھا...... منہ کے بل زمین پر گری یہ ہونٹ پھٹ گیا...... دانت ٹوٹ گیا ہے۔

---

(۱) ابن ہشام ص ۱۷۳ ج ۱، اسمٰعیل درس ۱۹ باب ۲۰، رحمۃ للعالمین ص ۱۲۸ ج ۱

کتابوں میں آتا ہے..... کہ رحمۃ اللعالمین کی آنکھوں میں آنسو تھے..... پیغمبر ﷺ کی زبان پر یہ جملے تھے..... رَحِمَ اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَابَكْرٍ

صدیق خدا تیرے حال پر رحم کرے　　ابوبکر! محمد تیری کن کن وفاؤں کو یاد کرے

صدیق تو نے وفا کی انتہا کر دی..... غار میں تو وفا کر رہا ہے..... گھر میں تیرا خاندان وفا کر رہا ہے..... حضور ﷺ نے فرمایا..... صدیق! اب مجھے تیرا وہ جملہ یاد آتا ہے ..... کہ جب میں تیرے پاس آیا تھا..... میں نے کہا..... کہ میں نے اور آپ نے ایک سفر پر چلنا ہے..... ان بچوں کو ہٹا..... ! میں نے اکیلے بیٹھ کر تجھ سے بات کرنی ہے..... اس وقت تو نے کہا تھا محبوب..... اَهْلِىْ اَهْلُكَ ..... یہ میرا خاندان پیغمبر تیرا خاندان ہے..... جو بات میرے سینے میں راز رہے گی..... وہ اسماءؓ کے سینہ میں بھی راز رہے گی۔

امتحان دینے کے بعد دونوں کا نتیجہ:

یہ پیغمبر ﷺ کے یار صدیق ؓ کا امتحان ہے..... ایک مصطفیٰ ﷺ کے دوست صدیق ؓ کا امتحان ہے..... ایک خدا کے دوست خلیل علیہ السلام کا امتحان ہے..... اُن کو نتیجہ میں کیا ملا..... خدا نے اپنے یار کے سارے امتحان لینے کے بعد جو نتیجہ دیا..... اس کو دیکھیں ..... پھر توجہ کریں..... اس میں بھی ایک عجیب اتفاق ہے..... اللہ فرماتے ہیں وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (۱) خلیل نتیجے میں تجھے امامت دیتا ہوں..... پیغمبر نے بھی آخری وقت میں کہا..... مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ..... (۲) صدیق میں تجھے بھی نتیجے میں امامت دیتا ہوں۔

لَا يَنْبَغِىْ لِقَوْمٍ اَنْ يَّؤُمَّهُمْ غَيْرُهُمْ وَفِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ (۳)

---

(۱) پارہ نمبر ۱ سورۃ نمبر ۲ آیت ۱۲۴　(۲) ترمذی ص ۶۸۶ ج ۲، ابن ماجہ ص ۸۷ ج ۱، فضائل صحابۃ للامام ابن حنبلؒ ص ۱۰۶ ج ۱　(۳) مشکوۃ شریف ص ۵۵۵ ج ۲، ترمذی ص ۶۸۶ ج ۲

میں محمد فیصلہ کرتا ہوں...... کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے میرے پیغمبر کے مصلے کا وارث کوئی نہیں بن سکتا۔

ایک روایت میں آتا ہے...... کہ فاروق اعظم مصلے پر چلے گئے تھے...... نماز پڑھانا شروع کر دی تھی...... حضور ﷺ نے پیغام بھیجا...... کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آمد کا انتظار کرو جب تک صدیق رضی اللہ عنہ مصلے پر نہ آئے محمد کے مصلے پر کوئی نماز نہیں پڑھا سکتا۔(۱)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام وصدیق رضی اللہ عنہ کے دشمن کو سزا:

ایک اور عجیب بات بتاؤں...... کہ ابراہیم کا جو دشمن تھا اس کا نام کیا تھا؟ (نمرود) اس کے دماغ میں خلل تھا...... چونکہ وہ دماغی طور پر خلیل علیہ السلام کے خلاف سوچتا تھا...... تو اللہ نے سزا یہ دی...... کہ جوتا بھی اس کا اور سر بھی اس کا...... اور ادھر ابو بکر کا جو دشمن ہے...... اس کے سینہ میں خلل ہے...... اس کے سینہ میں عداوت ہے...... اللہ نے وہی قانون یہاں پر بنایا...... کہ قیامت تک کے لئے فیصلہ ہے...... کہ سینہ بھی اسی کا...... اور ہاتھ بھی اسی کا...... فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی!...... ابو بکر وہ ہے جس نے سب کچھ دیا ہے...... وَاتَّقٰی!...... صدیق وہ ہے...... جو سب سے بڑا متقی اور پرہیز گار ہے فطرتاً متقی ہے۔

- جس نے دور جاہلیت میں کبھی زنا نہیں کیا۔
- جس نے دور جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پی۔
- جس نے دور جاہلیت میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پیٹ میں اور والدہ کی کیفیت:

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ کہتی ہیں...... کہ جب یہ بچہ میرے پیٹ میں تھا......

---

(۱) فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل ص ۱۱۸ ج ۱ طبع بیروت

اگر میں کسی بت کو سجدہ کرنے کا ارادہ کرتی...... تو ایک دم میرے پیٹ میں بل پڑ جاتا...... ایسے محسوس ہوتا جیسے بچے نے پیٹ میں پاؤں پھیلا دیے ہوں...... جب تک صدیق رضی اللہ عنہ میرے پیٹ میں رہا ہے...... میں کسی بت کو سجدہ بھی نہیں کرسکی۔ صدیق اکبر فطری اور طبعی طور پر متقی اور پرہیز گار تھے۔

ولادت کے وقت غیب سے آواز:

وَاتَّقٰی اتنا بڑے تقوے کا مالک...... اتنی بڑی طہارت کا مالک...... صدیق رضی اللہ عنہ کی امی کہتی ہے...... کہ جس وقت اس بچہ کی ولادت ہوئی...... تو میں نے اس وقت غیب سے ایک آواز سنی...... يَا اَمَةَ اللّٰهِ بِالتَّحْقِيْقِ اِبْشِرِىْ بِا لْوَلَدِ الْعَتِيْقِ اِسْمُهٗ فِى السَّمآءِ صِدِّيْقِ وَهُوَ فِى الْغَارِ بِخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ رَفِيْقُ...... غیب سے آواز آتی...... کہ اے اللہ کی بندی......! ہم تجھے تحقیق سے اطلاع دیتے ہیں...... ایک ایسے بچے کی خوشخبری دیتے ہیں...... جو جہنم کی آگ سے آزاد ہوگا...... جس کا نام آسمانوں پر صدیق رضی اللہ عنہ ہوگا...... اور پیغمبر ﷺ کا غار میں رفیق ہوگا۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے احسانوں کا بدلہ دینے کی کوشش:

حضور اکرم ﷺ نے صدیق رضی اللہ عنہ کے جتنے فضائل بیان کئے ہیں...... وہ ابوبکر کے احسانوں کے بدلے دینے کی کوشش کی ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا...... اَنْتَ صَاحِبِىْ فِى الْغَارِ صَاحِبِىْ عَلَى الْحَوْضِ......(۱) صدیق ﷺ تو میرا غار کا بھی یار ہے...... اور تو قیامت کے دن کوحوض کا بھی سردار ہے...... دیکھیں غار کا یار ہونا یہ علامت ہے...... اس بات کی کہ تو میرے دکھوں کا ساتھی ہے...... صَاحِبِىْ عَلَى الْحَوْضِ...... یہ بھی وہ ایک صلہ اور بدلہ ہے

---

(۱) ترمذی ص ۶۸۶ ج ۲

کہ اے اللہ جو مجھ سے دنیا میں جدا نہیں ہوا...... اسے تو مجھ سے وہاں بھی جدا نہ کرنا...... صدیق ﷛ میں تجھے بشارت دیتا ہوں...... کہ حوض کوثر پر میں جہاں ہوں گا...... تو بھی میرے ساتھ وہاں ہوگا...... پھر اور صلہ دیا...... مَاوَهَبَ اللّٰهُ فِیْ صَدْرِیْ صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ ......(۱) جو کچھ خدا نے محمد ﷺ کے سینہ میں ڈالا ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا میں نے سب کچھ صدیق ﷛ کے سینہ میں ڈال دیا ہے۔

- تقویٰ ہے...... تو صدیق ﷛ کے سینہ میں
- زہد ہے...... تو صدیق ﷛ کے سینہ میں
- پیغمبر ﷺ کا علم ہے...... تو صدیق ﷛ کے سینہ میں
- نبوت کی وفائیں ہیں...... تو صدیق ﷛ کے سینہ میں

اور اسی حدیث کو میں تھوڑا سا اور آگے پھیلا کر بتا دوں...... حضور ﷺ نے فرمایا...... کہ جو خدا نے مجھے دیا ہے...... وہ میں نے صدیق ﷛ کو دیا...... اللہ نے مجھے مصلی دیا...... تو میں نے صدیق کو دیا...... اللہ نے مجھے امت دی...... تو میں نے جاتے ہوئے امت صدیق ﷛ کے حوالے کر دی...... اور اس پر توجہ کریں......! جب حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے ......اور ابوبکر ﷛ امامت کروا رہے تھے...... تو صدیق ﷛ پیچھے ہٹنے لگے...... تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس وقت ایک جملہ فرمایا...... جو کہ تمام احادیث کی کتابوں میں موجود ہے فرمایا...... عَلٰی مَکَانِكَ یَا اَبَابَکْرٍ ...... صدیق تو اپنی جگہ پر ٹھہر......! میرا آپ سے ایک سوال ہے...... کہ اس وقت جہاں ابوبکر ﷛ تھے...... وہ جگہ نبی کی تھی یا صدیق کی......؟ (نبی کی) اور حضور فرما رہے تھے...... کہ اے ابوبکر تو اپنی جگہ پر ٹھہر......! حالانکہ کہنا یہ چاہئے تھا...... کہ صدیق تو میری جگہ پر رکا رہے۔

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۱۶۹ ج ۳، صحیح البخاری

لیکن حضور ﷺ نے فرمایا صدیق اپنی جگہ پر ٹھہر...... اشارہ اس طرف تھا...... کہ مصلیٰ تو میرا تھا...... آج سے تیرے حوالے کیا...... اب یہ جگہ تیری ہے...... تو یہاں ٹھہر...... صدیق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ لا رہا ہوں...... عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ لا رہا ہوں...... میں خود بھی ساتھ آ رہا ہوں...... میں بھی تیری اقتداء میں نماز شروع کرتا ہوں...... ان کو بھی تیرے پیچھے کھڑا کرتا ہوں...... پوری دنیا دیکھ لے...... کہ محمد ﷺ کے مصلے کا وارث صدیق رضی اللہ عنہ بن چکا ہے۔

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ...... اللہ نے تیسری صفت صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ بیان فرمائی...... کہ ابوبکر کا کام ہی یہی ہے...... کہ پیغمبر ﷺ کی بات کی تصدیق کرے

علماء نے لکھا ہے...... کہ صدیق کی یہ خوبی تھی...... کہ اپنی رائے کبھی پیش ہی نہیں کرتے تھے۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے پوری زندگی پیغمبر ﷺ کے سامنے اپنی رائے کبھی نہیں پیش کی...... حتیٰ کہ اماں عائشہؓ کا واقعہ جب پیش آیا...... تو اس وقت بھی سب نے اپنی اپنی آراء دیں...... اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی باری آئی...... تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا...... کہ حضور ﷺ میری تو بیٹی ہے...... میں کچھ نہیں کہہ سکتا...... میں آپ کی رائے پر چلتا ہوں...... صدیق رضی اللہ عنہ چہرہ نبوت کو دیکھتے تھے...... کہ محبوب کی کیا رائے ہے......؟ اس لئے حضور ﷺ نے آخری وقت میں یہ جملہ فرمایا...... کہ اے اللہ سب کے احسان کے بدلے دے چکا ہوں......(۱) صدیق رضی اللہ عنہ کے احسان کے بدلے تو دے...... کہ اس نے جو اتنا بڑا احسان کیا...... کہ پوری زندگی میرے سامنے کوئی رائے نہیں پیش کی۔

---

(۱) حدیث میں الفاظ یوں ہیں "مالاحد عندنا یدالاوقد کاد فیناہ ماخلاابوبکر فان لہ عندنایدایکافیہ اللہ بہا یوم القیمۃ ومانفعنی مال احد قط مانفعنی مال ابی بکر فی آخرہ(ترمذی ص۲۰۷ ج۲، تفسیر انوار البیان ص۴۱۱ ج۹)

میری ہر بات سے اتفاق کیا ہے...... یہ وہ احسان ہے...... کہ جس کا بدلہ میں دنیا میں دے ہی نہیں سکتا۔

سیدنا صدیقؓ کے بارے میں معراج کی رات غیب سے آواز:

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی...... ہر اچھی بات کی تصدیق صدیقؓ نے کی ہے پیغمبر ﷺ نے اعلان نبوت کیا ہے...... صدیقؓ نے تصدیق کی ہے...... حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں...... معراج کی رات جب میں اللہ کے قرب میں تھا...... تو اس وقت بھی میرے ذہن میں ایک بات آئی...... کہ اے اللہ جب میں جاؤں گا...... تو کیا لوگ میری بات مانیں گے......؟ تو اللہ کی طرف سے ایک ندا آئی

کہ محبوب ﷺ نہ گھبرایئے...... اِنَّ قَوْمَكَ يُكَذِّبُكَ وَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَدِّقُكَ فَهُوَ صِدِّيْقٌ......(۱)

جب ساری قوم آپ کی بات کا انکار کر رہی ہوگی...... اس وقت ابوبکرؓ ہوگا...... جو آپ کی تصدیق کرے گا...... اور اللہ کے ہاں وہ صدیق ہوگا۔

سیدنا صدیقؓ کے لئے جنت کا راستہ آسان:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی...... سب سے زیادہ دینے والا...... سب سے زیادہ تقویٰ کرنے والا...... سب سے زیادہ پیغمبر ﷺ کی تصدیق کرنے والا...... وہ صدیق اکبرؓ ہے...... اور جس میں یہ تینوں صفتیں ہوں خدا کہتا ہے...... فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی ...... مجھ رب کا فیصلہ یہ ہے...... کہ میں اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہوں...... اور جنت کا ایسا راستہ آسان ہوا...... حضور ﷺ نے فرمایا لوگو......! کل قیامت کے دن جنت کے آٹھ دروازے اکیلے ابوبکر کے لئے کھلیں گے۔

---

(۱) قال رسول الله ليلة اسرى لى قلت ان قومى لا يصدقونى قال فقال له جبرئيل يصدقك ابوبكر الصديق (فضائل الصحابه للامام احمدبن حنبلؒ ص۳٦۷، تاريخ الخلفاء ص ۳۰ عن ابى هريرة عن وهب)

ہر دروازے سے آواز آئے گی...... کہ صدیقؓ تو میری طرف سے جنت میں داخل ہو۔(۱)

ابوبکرؓ کو ابوبکرؓ کہنے کی وجہ:

ایک آخری اہم بات جو کہنا چاہتا ہوں......وہ یہ ہے...... کہ لفظ ابوبکر حضورﷺ نے ہی ابوبکرؓ کو کہا تھا......حدیث میں آتا ہے...... کہ حضورﷺ نے فرمایا......ابوبکرؓ اس لئے ابوبکر ہے کہ...... قَدْ بَكَّرَ الْإِسْلَامَ ......(۲) کہ اسلام لانے میں اس نے پہل کی ہے...... آپ غور کریں...... با، کاف، را، عربی زبان میں یہ تین حرف جہاں پر مل جائیں......بکر تو اس کا معنیٰ ہوتا ہے......پہل......آغاز...... ابتداء ......شروع......یعنی کسی چیز کا اوائل......اور ابو کا معنیٰ ہر جگہ پر باپ نہیں ہوتا...... بلکہ بعض دفعہ نسبت کی وجہ سے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے......جیسے سیدنا علی ابن طالب زمین پر سوئے ہوئے تھے......تو نبیﷺ نے فرمایا......قُمْ يَا اَبَا التُّرَابِ......(۳) اٹھ مٹی پر سونے والے......تو ابو کا معنیٰ یہاں پر باپ نہیں ...... بلکہ والا ہے...... صاحب ہے...... اب آپ ابوبکر کے نام پر بھی غور کریں...... اور آقاﷺ کے نام پر بھی غور کریں......صدیق اور حضورﷺ کے نام میں یہ مطابقت ہے...... کہ حضور کا نام ہے محمد! اس کا معنیٰ ہے تعریفوں والا...... یہ نام دشمن کی زبان پر آئے......تب بھی تعریف ہوگی...... جو دشمن نہ مانے......لیکن لفظ محمد زبان پر آئے تعریف خود بخود ہو جاتی ہے......ایسے دوسرا نام ابوبکر ہے......جس نام میں صدیقؓ کی پوری زندگی ہے...... کہ بکر کا معنیٰ پہل، ابتداء، شروع، آغاز، اوائل......اور ابوبکرؓ کا معنیٰ ہے......پہل والا، ابتداء والا اوّل والا یہ لفظ ابوبکر کا معنیٰ ہوتا ہے۔

---

(۱) صحیح البخاری ص ۵۱۷، ترمذی ص ۶۸۶ ج ۲، تاریخ الخلفاء ص ۵۳، فضائل الصحابہ ص ۱۹۵ ج ۱

(۲) صحیح البخاری ص ۵۵۸ ج ۱ (۳) صحیح البخاری ص ۵۵۸ ج ۱

اگر دشمن سے پوچھو...... کس کو پہلا خلیفہ نہیں مانتا......؟ تو وہ کہتا ہے ابوبکر کو نہیں مانتا......اور ابوبکر کا معنی ہے پہلا خلیفہ...... پہلا مومن کس کو نہیں مانتا......؟ کہتا ہے ابوبکر کو نہیں مانتا...... اور ابوبکر کا معنی ہوتا ہے...... پہلا مومن...... پہلا متقی نہیں مانتا...... کس کو نہیں مانتا......؟ کہتا ہے ابوبکر کو نہیں مانتا......اور اس کا معنی یہ ہے...... کہ سب سے پہلا متقی، سب سے پہلا پرہیزگار اور اگر آپ صدیقؓ کی سیرت پر غور کریں...... تو ابوبکر کے لفظ میں صدیقؓ کی 63 سالہ زندگی جمع ہے۔

وہ افعال جس میں سیدنا صدیقؓ کو سبقت حاصل ہے:

ابوبکرؓ کہتے ہی اسے ہیں...... جو ہر نیکی کے کام میں اوّل آئے۔

- پیغمبر ﷺ کی رفاقت میں۔
- نبی ﷺ کی محبت میں۔
- نبی ﷺ کے سفر میں
- نبی ﷺ کے حضر میں

سب سے پہلے آیا ہو......اسے ابوبکر کہتے ہیں......اس لئے علماء نے لکھا ہے

......کہ

- آقا کا بچپن کا ساتھی......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- نبی ﷺ کی جوانی کا ساتھی......(۱) سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- نبوت کا لڑکپن کا ساتھی......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- پیغمبر ﷺ کے ساتھ بچپن میں سفر کرنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔

(۱) جب سرور دو عالم ﷺ سے دوستی کا آغاز ہوا تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عمر مبارک ۱۸ برس کی تھی قبول اسلام کے وقت عمر مبارک ۳۸ برس کی تھی(الاصابہ ، کنزالعمال، خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ انسائکلوپیڈیا ص ۹۷)

- پیغمبر ﷺ کے ساتھ تجارت کرنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ

............حصہ............

- اماں خدیجہ ''الکبریٰ'' کے ساتھ جب آقا کا نکاح ہوا......اس برات کے ساتھ جانے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- نبوت کا ساتھ دینے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- حضور ﷺ کی آمد کا خواب دیکھنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- نبوت کی آمد کی بشارت پانے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- شیخ ازدیمنی کو ملنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- پیغمبر ﷺ کی بشارت پانے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جس کی ولادت کے وقت غیب سے آواز آئی......یَا اَمَةَ اللّٰهِ بالتَّحقِيقِ اِبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيْقِ اِسْمُهٗ فِی السَّمآءِ صِدِيْقِ وَهُوَ فِی الْغَارِ بِخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ رَفِيْقُ سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- پیغمبر ﷺ کے کہنے پر بغیر تصدیق کے کلمہ پڑھنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- نبوت کی تصدیق کرنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- نبوت کی تائید کرنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- نبوت کا ساتھ دینے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- نبوت کے ساتھ چلنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- مسلمانو......!کلمہ پڑھنے کے بعد 45000 ہزار نقد کیش لے آ کر نبوت کے قدموں میں رکھنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- شب ہجرت 5000 ہزار نقد لے کر چلنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جس نے دو اونٹنیاں پہلے تیار کر رکھی تھیں......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔

- جس کا خاندان نبی ﷺ کے قدموں پر قربان......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جس کی بیٹی نے نبی ﷺ کی محبت میں مار کھائی ہے......(۱) سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جس نے پیغمبر کی محبت میں کالے موذی کے ڈنگ برداشت کئے ہیں......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- قرآن جس کو اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖ کہتا ہے......سب سے پہلا ابو بکر
- قرآن جس کو لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہتا ہے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جو پیغمبر کے ساتھ ام معبد کی جھونپڑی پر پہنچا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ
- جن کو قرآن اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ کہتا ہے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- قرآن جس کو فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی کا مصداق بتا تا ہے سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جس کی فضیلت میں قرآن کی سورۃ والعصر اتری ہے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جس کی فضیلت میں قرآن کی تیرہ آیتیں اتری ہیں......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جو پیغمبر ﷺ کو ساتھ لے کر چلے ہیں......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جو غار میں پہلے گیا ہے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جس نے گود میں نبوت کو لٹایا ہے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ (سیرت حلبیہ)
- جو غار سے پہلے باہر نکلا ہے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جس نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پیغمبر ﷺ کو اطلاع دی ہے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔

---

(۱) حضرت ابو بکر صدیق نے جو ہجرت کے لئے پالی تھی لیکن قیمت حضور ﷺ نے خود ادا کی حضرت ابوبکر صدیق نے مجبوراً قبول فرمایا (صحیح البخاری باب الهجرة، سیرت ابن ہشام، سیرت خلیفة الرسول، تاریخ الرسول والملوك، سیرت النبی شبلی نعمانی ص ۱۷۴ ج ۱ مطبوعہ الفیصل لاہور

- قرآن نے جس کو ثانی اثنین کہا ہے......(۱) سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جو نبوت کے ساتھ قباء کے مقام پر پہنچا ہے......(۲) سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جو نبی ﷺ کے سر پر چادر تان کر کھڑا ہے......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جس کی شکل پیغمبر ﷺ سے اتنا ملتی تھی......(۳) کہ آنے والا پہچان نہیں سکتا تھا......کہ نبی کون ہے......اور صدیق کون ہے......(٤) سب سے پہلا ابو بکرؓ۔ (سیرت ابن ہشام ص۱۷۲ البدایہ والنہایہ ج۳)
- مسجد قبا کی تعمیر میں نبی ﷺ کے بعد سب سے پہلی اینٹ رکھنے والا (٥) سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- مسجد نبوی کی زمین خرید کر دینے والا......(٦) سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- ریاض الجنہ کا ٹکڑا لینے والا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- پیغمبر ﷺ کے بعد مسجد نبوی کی پہلی اینٹ رکھنے والا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- غزوہ بدر میں پیغمبر ﷺ کے کندھے سے گرتی ہوئی چادر کو سنبھالنے والا......(۷) سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- اللہ کی طرف سے آنے والی نصرت کی اطلاع پیغمبر کو دینے والا......سب سے پہلا ابو بکر

---

(۱) یہ لقب آپ کو سورۃ التوبہ میں عطاء کیے گئے (تمام کتب تفاسیر وفتح الباری، طبرانی، روض الانف، سیرت ابن ہشام، علامہ قرطبی اپنی تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں کہ ثانی اثنین کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم کے بعد خلیفہ ابو بکرؓ ہو اس لیے خلیفہ بادشاہ کا ثانی ہوتا ہے ص۱٤۷ ج۸) (۲) صحیح البخاری، طبقات

(۳) سیرت ابن ھشام ص۱۷۲، البدایہ والنہایہ ص۱۸۹ ج۳، سیرت مصطفیٰ ص۳۸۷ ج۱، رحمۃ للعالمین ص۱۳۱ ج۱، زادالمعاد ص۳۰۷ ج۱ (٤) سیرت مصطفیٰ ص۳۹۸ ج۱ سیرت النبی شبلی نعمانی ص۱۷۳ ج۱، رحمۃ للعالمین ص۱۳٦ ج۱ (٥) رحمۃ للعالمین ص۱۳٦ ج۱ (٦) رحمۃ للعالمین ص۱۳٦ ج۱

(۷) سیرت حلبیہ ص۱۷۳ ج۱، فتح الباری ص۱۹۲ ج۷، سیرت مصطفیٰ ص٤۲٥ ج۱

- صلح حدیبیہ کا مشورہ دینے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- عثمان ابن عفان کا نام تجویز کرنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- پیغمبر کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- فتح مکہ کے موقع پر نبوت کے ساتھ چلنے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- سب سے پہلا امیر حج......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- حیدر کرارؓ نے جس کی قیادت میں حج کیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- علیؓ کے نکاح کا گواہ......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- غزوہ تبوک کے موقع پر پورے گھر کا سامان لاکر پیغمبر کے قدموں میں رکھنے والا (۱) سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جس نے ٹاٹ اور بوریا کا لباس پہنا ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ (تفسیر عزیزی)
- جس کی طرف خدا کے سلام آئے ہیں......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جو سب سے پہلے اسلامی خطبہ دیتا ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جو ہجرت کی رات نبی کو لے کر چلتا ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جو شب وصال میں نبی کا مصلیٰ سنبھالتا ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- نبی ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے جس کو مصلیٰ عطاء کیا ہے......سب سے پہلا ابوبکر۔
- پیغمبر ﷺ کی زندگی میں جس نے سترہ نمازوں کی امامت کروائی ہے......سب سے پہلا ابوبکر
- پیغمبر ﷺ کے وصال کے بعد صحابہؓ نے جس پر اجماع کیا ہے......(۲) سب سے پہلا ابوبکر

---

(۱) سیرت مصطفیٰ ص ۱۰۰ ج ۳ (۲) سیرت الصدیقؓ، سیرت خلیفۃ الرسول، طبقات، صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا ص ۱۰۷ ج ۱، امام زہری ابوبکر بن سبرۃ سے راوی ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کو سترہ نمازیں پڑھائیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ بیس نمازیں پڑھائیں

- پیغمبر ﷺ کے وصال کی تصدیق کر کے صحابہ کے ایمان کو جس نے سنبھالا ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جس نے حضور ﷺ کے چہرہ انور کی پیشانی پہ بوسے دے کر کہا......طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتًا لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جس نے محبوب ﷺ کے بعد لشکر اسامہؓ کو روانہ کیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جس نے منکرین ختم نبوت کا قلع قمع کیا ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جس شخص نے پیغمبر ﷺ کی زندگی میں بھی اور پیغمبر ﷺ کے بعد سب سے پہلے جہاد کا اعلان کیا ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جس نے فاروق اعظمؓ کو سنبھالا ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جس کے ہاتھوں سے حیدر کرارؓ نے تلوار لے کر کہا تھا......کہ منکرین زکوۃ کی میں گردنیں قلم کرنا چاہتا ہوں......آپ مصلے پر تشریف رکھئے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- علیؓ نے جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- سیدہ فاطمہ الزہرؓ کے جنازہ کی امامت کروانے والا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- علیؓ جس کی اقتداء میں کھڑا ہے......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- پیغمبر ﷺ نے جس کو اپنا سسر بنایا ہے......(۱) سب سے پہلا ابوبکرؓ
- اور ایک روایت کے مطابق کہ......اَمَرَنِیْ رَبِّیْ اَنْ اَتَّخِذَ اَبَابَکْرٍ اَوَّلًا

محبوب فرماتے ہیں......کہ میرے رب نے مجھے کہا......کہ محبوب......! ہم نے تیرے ابا کو دنیا سے اٹھا لیا تھا......تو تو نے اپنے والد کی شکل نہیں دیکھی ابوبکر کو ابا کہہ کر اپنے سینہ کو ٹھنڈا کر لے

---

(۱) البدایہ والنہایہ ص ۱۵۰ ج ۵، ازالۃ الخفاص ۲ ج ۱، الشمائل ص ۲۲۲ ج ۲، سیرت مصطفیٰ ص ۲۱۶ ج ۳

سب سے پہلا ابو بکر۔

- پیغمبرﷺ نے جس کو اپنا والد بتایا ہے...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- پیغمبرﷺ کے وصال کے بعد جس نے زکوۃ کے منکروں کا قلع قمع کیا ہے...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جس نے قرآن کو جمع کیا ہے...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جس نے پیغمبرﷺ کے بعد دو سال تین ماہ حکومت کی ہے...... (۱) سب سے پہلا ابو بکر
- جس نے گیارہ لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت کا پرچم لہرایا ہے (۲) سب سے پہلا ابو بکر۔
- پیغمبرﷺ کی طرح جس نے تریسٹھ سال زندگی پائی ہے...... سب سے پہلا ابو بکر۔
- پیغمبرﷺ کی طرح جس کے وصال کا وقت پیر کے دن آیا ہے...... سب سے پہلا ابو بکر۔
- جس پر وہی کیفیت جو آقاﷺ پر کیفیت طاری تھی...... بخار کا حملہ ہوتا ہے...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جس کا وصال کے وقت اسی گود میں سر تھا...... جہاں پیغمبرﷺ کا سر تھا...... سب سے پہلا ابو بکر۔
- جس کی جدائی پر آسمان وزمین رویا...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- صحابہؓ کہتے ہیں...... کہ نبوت کی طرح صدیق کی جدائی پر پورے مدینہ میں اندھیرا چھا گیا...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جس کی میت کو حیدر کرارؓ نے روضہ کے سامنے رکھ کر کہا تھا...... کہ آقاﷺ غلام حاضر ہے...... اجازت ہو تو اندر دفن کریں...... ورنہ جنت البقیع میں لے جائیں...... دروازہ کھلتا ہے...... تالہ ٹوٹتا ہے...... حجرے سے آواز آتی ہے......

---

(۱) صحیح البخاری، سیرۃ صدیق اکبرؓ، تاریخ کبریٰ، تاریخ الخلفاء، صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا ص ۱۱۸

(۲) عن علی قال رحم الله ابابکر هو اول من جمع بین اللوحین (یعنی القرآن) (فضائل الصحابہ ص ۲۳۰ ج ۱)

یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ ...... محمد ﷺ اپنے یار کی انتظار میں بے قرار ہیں...... یہ اتنی لمبی جدائی برداشت نہیں ہوسکتی...... جس کو اندر حجرے میں اجازت ملی ہے...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔

- جو پیغمبر ﷺ کے حجرہ میں سب سے پہلے دفن ہوا(۱) سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- حضور ﷺ نے فرمایا کل قیامت کے دن سب سے پہلے میں اُٹھوں گا...... پھر میرے بعد جو سب سے پہلے اُٹھے گا وہ اٹھنے والا...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جو حوض کوثر پر پہلے آئے گا...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- حضور نے فرمایا...... کہ میں اپنے ہاتھوں سے پہلا پیالہ جس کو دوں گا...... سب سے پہلا ابوبکر
- جو میری امت میں سب سے پہلے جو جنت کی طرف جائے گا...... سب سے پہلا ابوبکر۔
- جو محبوب کو دیکھے بغیر بے چین و بے قرار رہتے تھے...... سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جو شمع نبوت پر پروانہ وار قربان ہونا اپنے لئے فخر محسوس کرتے تھے...... سب سے پہلا ابوبکرؓ
- جو اسلام میں داخل ہوئے تو ہزاروں لے کر آئے اور دنیا سے جانے لگے...... تو ایک کوڑی بھی پاس نہ تھی...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جو بے ہوشی سے ہوش میں آتے ہی اپنی تکلیف بھول کر دیدار یار ﷺ کے متمنی ہوئے...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔ (تاریخ اسلام)
- جو حضور کے پہلو بہ پہلو رہے اور انتشار کا عزم تک نہ کیا...... سب سے پہلا ابوبکر۔
- جو انکار زکوٰۃ پر جہاد کے لئے تیار ہو گئے...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جو ہر قول و فعل میں محبوب کی سنت پر اتباع کرنا اپنا فریضہ جانتے تھے...... سب سے پہلا ابوبکر

---

(۱) کنز العمال ص ۲۴۲ ج ۱۲

- جو اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں سباق انعایات ٹھہرے......سب سے پہلا ابوبکر۔
- جو لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ کے مصداق بنے......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جو درسگاہ نبوی ﷺ کے پہلے طالب علم بنے......سب سے پہلا ابوبکر۔(تاریخ الخلفاء)
- جو سیدہ فاطمہ کے نکاح کے وقت گواہ اوّل بنے......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جو ہر موقع پر محبوب ﷺ کو اللہ کے دین کے لئے چندہ دیا کرتے تھے......سب سے پہلا ابوبکر۔
- جنہوں نے اپنے پرانے کپڑے کفن کے لئے مناسب سمجھے......سب سے پہلا ابوبکر
- جنہوں نے نئے کپڑے مجاہدین اسلام کے لئے بہتر تصور کئے......سب سے پہلا ابوبکر
- جنہوں نے بیت المال سے کفایت کرنے کی مقدار سے زیادہ خرچ نہ کیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جنہوں نے خلیفہ ہونے کے بعد بھی، اسی سوال یعنی ہے کوئی مزدور؟ کے جواب میں اپنی ذات کو پیش کر دیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جنہوں نے اپنے عہد خلافت میں یادگار رسول سمجھ کر بنائے مسجد میں تجدید نہ کی سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جنہوں نے لشکر اسامہؓ بھیجنے میں ذرہ بھر تامل نہ کیا......سب سے پہلا ابوبکر
- جنہوں نے فتنہ ارتداد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جنہوں نے سیدہ فاطمہ کے سامنے اپنا سارا گھر حاضر کر دیا......مگر قانون نبوت میں فرق نہ آنے دیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جنہوں نے محبوب ﷺ کے دستور کو برقرار رکھا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جنہوں نے محبوب ﷺ کے برتاؤ کی تقلید کی......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جنہوں نے محبوب ﷺ کی وفات کے بعد محبوب ﷺ کے سارے قرض ادا کئے

سب سے پہلا ابو بکرؓ۔

- جنہوں نے محبوب ﷺ کی وفات کے بعد ثابت قدمی کا ثبوت دیا......سب سے پہلا ابو بکر
- جنہوں نے محبوب ﷺ کی وفات کے بعد خطبہ دیا تھا......اور لوگوں کی پریشانیوں میں تخفیف ہوئی......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جنہوں نے برمحل خطبہ دے کر غلو فی الدین کو ختم کیا......سب سے پہلا ابو بکر
- جنہوں نے محبوب کے وصال کے بعد خطبہ دے کر اللہ کی توحید کا سکہ دلوں میں بٹھایا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جنہوں نے مدینہ منورہ پہنچ کر محبوب کے سر مبارک پر اپنی چادر تان لی......تاکہ آقا اور غلام کے درمیان فرق واضح ہو سکے......سب سے پہلا ابو بکر (سیرت)
- جس نے غزوہ بدر میں محبوب ﷺ پر پہرہ داری کا حق ادا کیا......سب سے پہلا ابو بکر
- جس نے میدان بدر میں محبوب کو سجدہ میں آہ و زاری کرتا ہوا دیکھ کر تسلی دی تھی......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جس نے اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ (پارہ ۴) کے مطابق لڑنے کے لئے اپنی جان کو پیش کر دیا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- محبوب کے حکم سے سیدہ فاطمہؓ کے لئے شادی کے کپڑے اور سامان خرید کر محبوب کی خدمت میں پیش کرنے والا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔ (جلاء العیون)
- جس نے شادی کا تذکرہ کیا اور تذکرہ کی وجہ سے محبوب نے سیدہ فاطمہ کا نکاح فرما دیا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔ (جلاء العیون)
- جس نے سیدنا علی ابن ابی طالبؓ کو ساتھ لا کر مصطفیٰ کے سامنے سیدہ فاطمہؓ کے متعلق خطبہ دیا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔ (جلاء العیون)
- جس نے فاروق اعظمؓ کے ساتھ سیدنا علیؓ کو تزویج سیدہ فاطمہؓ پر آمادہ

کیا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔(حلاء العیون ص ۱۱)

- جس نے محبوب ﷺ کی اپیل سے سارے گھر کا سرمایہ محبوب کی خدمت میں پیش کردیا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔(سیرت حلبیہ)
- جس نے مال و جان عزت و آبرو سب کچھ محبوب ﷺ کے قدموں میں نثار کردیا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔(متفق)
- جس نے ہجرت کی رات نبوت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھایا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔(غزوات حیدری)
- جس نے روساء مکہ اور عمائد قریش کی سیاحت کی پرواہ نہ کی......سب سے پہلا ابو بکر
- جس نے نو سال کی پیاری بچی کو محبوب کے عقد میں دے کر اجر عظیم حاصل کیا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جس نے سعد بن ربیعہ کی شہادت کے بعد اس کی چھوٹی سی بچی کو اپنے سینے سے لگایا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جس نے اخلاص و دیانت داری کے صلہ میں امین الناس کا خطاب پایا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔(مشوٰۃ شریف)
- جس نے محبوب کے معجزات کی تصدیق کے صلہ میں صدیق کا لقب پایا......سب سے پہلا ابو بکرؓ۔(تفسیر قمی)
- جس نے مالی قربانی کے سلسلہ میں رب کائنات سے ابو الفضل کا لقب پایا سب سے پہلا ابو بکرؓ۔(ابن کثیر)
- جس نے اپنا سرمایہ قربان کر کے مظلوم بلالؓ کو محبوب ﷺ سے ملا دیا سب سے پہلا ابو بکرؓ۔(تفسیر خازن)
- جس نے اسی قربانی کے نتیجہ میں اتقیٰ کا لقب پا کر افضلیت کا حق حاصل

کیا...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔ (روح المعانی)

- جس نے حضور ﷺ کی اجازت سے خطبہ دینے کی جرأت کی...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔ (تاریخ اسلام)
- جس نے مخالفین کے مظالم برداشت کئے...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔ (تاریخ اسلام)
- جس نے تمام سوسائٹی اور متعلقین کے حشمت و رعب اور جاہ و جلال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے محبوب ﷺ کی رفاقت و محبت کو ان پر ترجیح دی ...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔ (غزوات حیدری)
- جس نے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب جیسے جھوٹے نبیوں سے قتال کر کے مسئلہ ختم نبوت کو قیامت تک کے لئے تابندہ بنادیا...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جس نے سفر میں ایک مبارک خواب دیکھا اور اسے بشارت عظمیٰ سمجھ کر واپس تشریف لائے اور آتے ہی محبوب کی زیارت سے مشرف ہو کر دولت ایمان سے سرفراز ہوئے...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔ (غزوات حیدری)
- جن کا مطمع نظر بغیر صاحب نبوت کی رضاء کے کچھ اور نہ تھا...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جن کا دستور العمل محبوب ﷺ کی سنت پر عمل کرنا تھا اور بس...... !سب سے پہلا ابوبکرؓ۔ (بخاری شریف)
- جس کا فرزند کفار کے حالات کی جاسوسی کر کے رحمت کائنات ﷺ کی خدمت میں پہنچاتا...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔ (غزوات حیدری)
- جس کا بوڑھوں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنا شعار تھا...... سب سے پہلا ابوبکرؓ۔

- جن کے دل کو راحت محبوب کے دیدار سے حاصل ہوتی تھی...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جن کے کردار و گفتار اور حرکات و سکنات سے سنت نبویہؐ کی خوشبو آتی تھی...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جن کے قلب کے تزکیہ و تصفیہ کا ذمہ محبوب ﷺ نے لیا...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔ (القرآن)
- جن کے احسانات عظیمہ کا اقرار محبوب ﷺ کی ذات اقدس نے کیا...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جن کے دروازے پر محبوب ﷺ بن بلائے تشریف لے گئے...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جن کے گھر سے محبوب ﷺ کے لئے کھانا غار میں پہنچتا رہا...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔ (غزوات حیدری)
- جن کے پسند کردہ سامان کو محبوب ﷺ نے پسند کیا...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔ (جلاء العیون)
- جن کے بھیجے ہوئے لشکر کی امداد ما ء الفرس سے خود رب کائنات نے فرمائی...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جن کے زمانہ سے قیصر و کسریٰ کے فتح ہونے کے مبادی شروع ہوئے...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جن کے لئے محبوب ﷺ نے اَرْحَمُ اُمَّتِیْ فرمایا...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔
- جن کے متعلق قبیلہ بنی مصطلق کے لوگوں کے سوال پر محبوب ﷺ نے تصریح فرمائی...... سب سے پہلا ابو بکرؓ۔

- جن کے متعلق حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان فرمایا...... کہ جو انہیں صدیق رضی اللہ عنہ نہ سمجھے خدا اسے سچا نہ کرے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کی ایمانی تائید نبوت کی نشر و اشاعت کا باعث بنی ......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کی زندگی کا سرمایہ محبوب ﷺ کی رضا تھی......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کی ذات گرامی صفات کو محبوب ﷺ نے بطور نمونہ کے پیش فرمایا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جس کی رفاقت کو تمام صحابہ کرام کی رفاقت پر محبوب ﷺ نے ترجیح دی......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کی گود محبوب ﷺ کے لئے آرام گاہ بنی......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔(سیرت حلبیہ)
- جن کی بیٹی کو محبوب ﷺ کی رفاقت کے پیش نظر ابو جہل کی طرف سے ایذاء پہنچی ......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔(تاریخ اسلام)
- جن کی طرف سے غزوہ خندق میں ایک کافر بھی عبور نہ کر سکا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کی سرداری سے غزوہ خیبر میں یہودیوں کا غرور ٹوٹ گیا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کی بجلی کی کڑک نے منبر پر نزول قرآن کا قصہ یاد دلا دیا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کی دل جوئی اور خبر گیری عترت رسول اور ازواج النبی کے لئے باعث اطمینان بنی سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کی فوج کو بحرین سے واپسی پر سمندر نے خشک ہو کر راستہ دے دیا سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔

- جن کی خلافت، فاروقیؓ دور کے لئے باعث راحت و آسانی بنی......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جن کی اقتداء کا حکم اپنے بعد محبوب ﷺ نے فرمایا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔(پارہ ۱۱،توبہ)
- جن کی جمالی طبعیت سے محبوب ﷺ کی خوشبو آتی تھی......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جن کی بیٹی کی صفائی پر گواہی رب کائنات نے قرآن میں دی......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔(القرآن)
- جن کی رائے کے ساتھ بدر میں قیدیوں کی خلاصی کے سلسلے میں محبوب ﷺ نے اتفاق کیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جن کو ہجرت کی رات رفاقت کے لئے خود رب کائنات نے منتخب کیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔(حیاۃ القلوب)
- جن کو محبوب ﷺ کے لئے غار صاف کرنے کی خدمت نصیب ہوئی......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔(غزوات حیدری)
- جن کو سارے قرآن میں صاحب النبی کا لقب نصیب ہوا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔(القرآن)
- جن کو رب کائنات نے نصرت خداوندی سے تعبیر کیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔(القرآن)
- جن کو سریہ بنی فزارہ میں سردار بنا کر بھیجا گیا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جن کو نو ہجری میں امیر الحج کا خطاب محبوب ﷺ کی دربار سے نصیب ہوا......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔
- جن کو جنگ یرموک میں ہرقل بادشاہ روم کے دبدبے کے باوجود فتح و کامرانی نصیب ہوئی......سب سے پہلا ابوبکرؓ۔

- جن کو محبوب ﷺ نے اَحَبُّ الرِّجَال قرار دیا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کو زندگی میں محبوب ﷺ نے ''صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ '' ہونے کی بشارت فرمائی......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کو محبوب ﷺ نے انبیاء کے علاوہ ''سَیِّدُ کُھُوْلِ الْجَنَّۃِ'' فرمایا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کو علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ''خَیْرُ الْاُمَّۃِ بَعْدَ النَّبِیِّ '' (۱) فرمایا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خریدے ہوئے سامان کے انتخاب کے لئے منتخب کیا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ (جلاء العیون)
- جو جب تک زندہ تھے تو حضور ﷺ کے پہرہ دار رہے اور وفات پائی تو محبوب ان کے پہرہ دار بنے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- آقاء ﷺ فرماتے ہیں میدان محشر میں مقام محمود پر سر سجدہ میں رکھ کر اللہ سے درخواست کروں گا اے اللہ......! اس امت کا حساب و کتاب لے نیکوں کو نیکی کی جزا دے......اور بروں کی برائی کی سزا دے......اللہ کی ذات جلال میں ہوگی......اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کہیں گے......محمد ﷺ کون ہے......جو تیری پوری امت میں سے مجھ کو حساب دے سکے......حضور ﷺ فرماتے ہیں......میں اپنی پوری امت میں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر خدا کے ہاتھ میں دے کر کہوں گا......اے اللہ صدیق رضی اللہ عنہ کا امتحان لے لے......خدا کا جلال جمال میں بدل جائے گا......اللہ فرمائیں گے محبوب جس کے احسان کے بدلے تو دنیا میں نہیں دے سکا آج میں اس سے کوئی حساب نہیں لیتا......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔
- جس کو جنت کے آٹھوں دروازے پکاریں گے......سب سے پہلا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔

---

(۱) ترمذی ص ۶۸۵ ج ۲، فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل ص ۱۸۸ ج ۱

- جو پل صراط سے پہلے گزرے گا......سب سے پہلا ابوبکرؓ
- تمام انبیاء علیہم السلام کے تمام امتی جنت سے باہر ہوں گے...... جنت میں پہلا قدم ہوگا پہلا ابوبکرؓ ہوگا......اللہ تعالیٰ جل جلالہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

امامت صدیق رضی اللہ عنہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہ‘ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ......o فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی o فسنیسرہ للیسری o واما من بخل واستغنی o وکذب بالحسنی o فسنیسرہ للعسری o......(۱) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مروا ابابکر فلیصل بالناس o......(۲) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنا أولی ویأبی اللہ والمؤمنون الا أبا بکر o......(۳) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یومھم غیرہ o......(۵) او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(۱) پارہ نمبر ۳۰ سورۃ نمبر ۹۲ آیت نمبر ۵،۶،۷،۸،۹،۱۰ (۲) صحیح بخاری ص ۲۳ ج ۲، جامع ترمذی ۲۰۸ ج ۲، کنزالعمال ص ۲۵۰ ج ۱۱، فضائل الصحابہ للامام احمدبن حنبل ص ۱۰۸ ج ۱، نووی شرح مسلم ص ۱۷۹ ج ۱، فتح الباری ص ۱۲٤ ج ۲، ابن ماجہ ص ۸۸ رقم ۱۲۲۳،۱۶۰۷، مسند احمد ص ۲۰۹،۲۳۲ ج ۱، رقم ۲۳۷۱۳، ۲۳۵۰۰، ۲۲۹۷٤، ٤٨٩٤، ۲۲۹۳۲، طحاوی ۱۹۷ ج ۱، سنن الکبری بیھقی ص ۸۱ ج ۳، البدایہ والنھایہ ص ۲٤۶ ج ۵، سیرت حلبیہ ص ۳۷۸ ج ۳، صحیح مسلم رقم ۶۳۱، ۶۳۰، موطاامام مالک رقم ۳۷٤، دارمی رقم ۱۲۲۹، زادالمعاد ص ۷٤۸ بیروت، (۳) صحیح مسلم ص ۲۷۳ ج ۲، رقم الحدیث ٤۳۹۹، صحیح بخاری ص ۱۰۷۲ ج ۲، رقم ۵۲۳۶، مسند احمد رقم ۲۳۹۶۱، ۲۳۰۶۸، مشکوۃ ص ۵۵۵ ج ۲ (٤) ترمذی ص ۲۰۸ ج ۲، مشکوۃ ص ۵۵۵ ج ۲، کنزالعمال ص ۲۱۳ ج ۱۲، مسندابی یعلی الموصلی ص ۲۳۶ ج ۲، مطبوعہ بیروت

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم قابل احترام بزرگو! دوستو! اور بھائیو...... ! آج کے اس جمعۃ المبارک کے خطبہ میں امامت صدیق اکبرؓ کے حوالہ سے چند باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں

حضور ﷺ کے آخری لمحات اور امامت صدیق اکبرؓ:

رحمت کائنات ﷺ نے اپنے وصال سے چند لمحے پہلے، کچھ دن قبل، جب آپ پر مرض الوفات کا حملہ ہوا اور آپ بیمار ہوئے ...... پوری جماعت صحابہؓ موجود تھی ...... سیدنا حیدر کرارؓ اور رسول اللہ ﷺ کے سگے چچا حضرت عباسؓ چچازاد بھائی سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ موجود تھے ...... اس بیماری اور نزع کی کیفیت میں آخری لمحات میں ایک دن ایسا آیا ...... بلکہ جمعرات کا دن تھا ...... رسول اللہؐ عشاء کی نماز کی تیاری فرماتے ہیں ...... آپؐ پر غشی طاری ہو جاتی ہے ...... کچھ دیر کے بعد ہوش آتا ہے ...... تو آپؐ پھر فرماتے ہیں کہ مجھے وضو کراؤ! ...... آپ ﷺ کو وضو کرایا جاتا ہے ...... اور آپ ﷺ پوچھتے ہیں کہ جماعت ہو گئی ہے؟ تو بتایا گیا کہ محبوبؐ! ابھی جماعت نہیں ہوئی ...... صحابہؓ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں آپؐ نے تیاری کی کہ پھر آپؐ پر اس بیماری کے حملہ کی وجہ سے، بیماری کی شدت کی وجہ سے غشی کی کیفیت طاری ہو گئی ہے کچھ دیر کے بعد ہوش آتا ہے آپ پوچھتے ہیں جماعت ہو گئی ہے؟ بتایا گیا کہ نہیں ...... صحابہؓ آپؐ کی انتظار میں ہیں ابھی تک نماز نہیں ہوئی ...... آپؐ نے فرمایا کہ مجھے وضو کراؤ! آپ ﷺ کو پھر وضو کرایا گیا ...... تیسری مرتبہ آپؐ پر پھر وہ کیفیت طاری ہو گئی کہ آپؐ پر غشی کا عالم تھا ...... اللہ کے محبوبؐ جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو پھر پوچھا نماز ہو گئی ہے؟ ...... بتایا گیا کہ محبوب نماز نہیں ہوئی صحابہؓ آپ کی انتظار میں ہیں ...... اب اس دفعہ اللہ کے نبیؐ نے ایک جملہ

ارشاد فرمایا مروا ابابکر فلیصل بالناس ...... ''صدیقؓ کو کہو میری جگہ کھڑا ہو کر نماز پڑھا دے''. رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا پہلا واقعہ تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ مدینہ میں بھی ہوں...... حجرہ اقدس میں بھی ہوں...... مسجد نبویؐ کے بالکل قریب ہوں...... نماز کا وقت موجود ہو...... اور نبی ﷺ کے مصلیٰ پر نبی کی موجودگی میں غیر نبی آرہا ہے...... یہ پہلا واقعہ ہے۔

یوں تو اللہ کے نبی ﷺ کی عدم موجودگی میں کچھ صحابہؓ نے امامتیں کروائی ہیں...... حضور ﷺ سفر پہ جاتے تھے...... کبھی عبداللہ بن ام مکتومؓ کو ارشاد فرماتے تھے...... کہ تو امامت کرا...... کبھی کسی اور صحابیؓ کے ذمہ لگا دیتے کہ میں سفر پر جا رہا ہوں میری جگہ تم نے نمازیں پڑھانی ہیں...... یہ پہلا واقعہ ہے کہ محبوب خدا بھی موجود ہے...... اور وہاں پر اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں...... صدیق رضی اللہ عنہ کو کہو امامت کرائے۔

مسئلہ امامت اور سیدہ عائشہ کا عذر:

صدیقہ کائنات، محبوبہ حبیبؐ خدا، سیدہ طیبہ، طاہرہ، امت مسلمہ کی ماں اماں عائشہ صدیقہؓ اس وقت موجود تھیں...... اماں نے یہ جملہ کہا کہ محبوب ﷺ! انہ رجل رفیق ...... میرا باپ تو بہت ہی نرم مزاج ہے...... آپ ﷺ کے مصلیٰ کو خالی دیکھ کر وہ کیسے برداشت کرے گا......؟ کہ نبی کی جگہ پر میں کھڑا ہو جاؤں...... جناب نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا...... بلکہ اس وقت ایک تو بخار کی تکلیف تھی، اس بیماری کا حملہ تھا...... اور بیماری کی حالت میں آدمی کی طبیعت میں آپ جانتے ہیں کہ حدت اور گرمی کی وجہ سے جلال اور غالب ہوتا ہے...... آپ ﷺ نے بڑی سختی سے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ خبردار! عائشہؓ تم مجھے زنان مصر کی طرح بہکانے کی کوشش کر رہی ہو۔ انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکرO(۱) اللہ انکار کرتا ہے

---

(۱) صحیح مسلم ص ۲۷۳ ج ۲ رقم الحدیث ۴۳۹۹ ء صحیح بخاری ص ۱۰۷۲ ج ۱۲ رقم ۲۳۶ ۵ ء مسند احمد رقم ۲۳۹۶۱، ۲۳۰۶۸، ص ۵۵۵ ج ۲۔

امت مسلمہ انکار کرتی ہے کہ محمدؐ کے مصلیٰ پہ صدیقؓ کے بغیر اور کوئی نہیں آ سکتا..... یہ میرا فیصلہ نہیں میرے رب کا فیصلہ ہے..... پوری امت کا انتخاب ہے کہ میری جگہ پر ابوبکر صدیقؓ آئے..... چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ آپ امامت کرائیے!..... تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مصلیٰ امامت پر آئے..... یہ اس واقعہ کا تھوڑا سا حصہ میں نے پیش کیا ..... باقی بات تو تقریر کے اختتام پر کروں گا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کیوں منتخب کیا گیا؟

یہاں پر جو گفتگو آج کرنا چاہتا ہوں..... وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ساری جماعت میں صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیوں ہوا ہے کہ اس مصلیٰ پر آئے؟

☆ جب کہ مراد نبی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ موجود ہے..... دو ہرا داماد عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان موجود ہے..... چچا زاد بھائی ہے، علم وحکمت کا شہنشاہ ہے..... حیدر کرار رضی اللہ عنہ قاضی امت موجود ہے..... سگا چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ موجود ہے مفسر قرآن ہیں..... عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وہ موجود ہیں..... اس طریقہ سے فقیہ امت ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو بچپن سے رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں آئے اور آخری وقت تک اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ رہے (۱) صرف ساتھ نہیں رہے..... صاحب النعلین والوسادۃ والمطہرۃ اللہ کے نبی کا تکیہ، لوٹا اور رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں اٹھانے کا ان کو اعزاز ملا..... ہر وقت کے ساتھی تھے..... ان سب کے ہوتے ہوئے..... حضورؐ نے اور کسی کو نہیں کہا..... صدیق رضی اللہ عنہ کو کیوں کہا؟..... اس پر میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

---

(۱) صحیح بخاری ص ۵۳۱ ج ۱، رقم الحدیث (۳۴۷۷) صحیح مسلم باب صدق الحسد... وفضل عمار رقم (۱۳۶۵) جامع ترمذی باب القراءات عن رسول الله رقم (۲۸۶۳) مسند... رقم (۲۶۲۷۶، ۲۶۲۶۹، ۲۶۲۶۲، ۲۶۲۵۹، ۲۳۲۳۱)

صدیقؓ میں امامت کی تمام صفات:

میرا دعویٰ یہ ہے...... کہ جس وقت اس دنیا سے جانے کی آپ ﷺ نے تیاری فرمائی ہے...... اس وقت اللہ کی زمین پر پیغمبر ﷺ کی پوری جماعت میں، وہ تمام صفات و کمالات وخصوصیات، جو کسی امامت کے اعلیٰ منصب والے آدمی میں پائی جانی چاہئیں...... اس وقت وہ بدرجہ کمال اکٹھی اگر کسی میں تھیں تو صرف صدیقؓ میں تھی...... اور کسی میں نہیں تھیں...... اس لئے نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبرؓ کے متعلق حکم دیا کہ ابوبکرؓ کو کہو میرے مصلّی پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔

شرائط امامت:

علمانے لکھا ہے کہ امامت کی چند شرائط ہیں...... آپ اپنے محلّہ کی مسجد کا امام تلاش کرنا چاہتے ہیں...... ہمارے ہاں امامت کے لئے اپنی بنائی ہوئی بعض تجویزیں ہوتی ہیں کہ ہلکا پھلکا سا آدمی تلاش کر لیجئے!...... جس کے بیوی بچے نہ ہوں، جو دو چار ہزار پر گزارہ کر لے...... بس مسجد کو آباد کرے...... اذان دیدے...... صفائی کر لے ایسا امام تلاش کرنا چاہئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ یہ امامت در حقیقت پیغمبر ﷺ کی نیابت ہے...... اور جو شخص اس امامت کے منصب کا اہل ہو...... وہ اقتدار اور حکومت کے منصب کی صلاحیت رکھتا ہے...... جو اس جگہ کھڑے ہونے کا اہل نہیں...... وہ اس جگہ رہنے کے قابل نہیں ہو سکتا...... یہ ہمارے ہاں یہود و نصاریٰ کے طریقے مروج ہو گئے ہیں...... جس کی وجہ سے ہم مسجد کے امام کی صفات علیحدہ تلاش کرتے ہیں...... اور حاکم بننے کی صفات علیحدہ تلاش کرتے ہیں...... وہاں کے لئے کچھ اور باتیں تجویز ہوتی ہیں یہاں کے لئے کچھ اور ہوتی ہیں۔

علماء نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے وہ شرائط جو ایک امام میں ہونی چاہئیں۔ اوْلی الناس بالامامة اعلمهم بالسنة...... امام کا حقدار سب سے پہلے وہ شخص ہے...... جن لوگوں میں امامت کرا رہا ہے...... وہ ان میں سب سے زیادہ علم والا آدمی ہونا چاہئے...... اس کے پلہ کا صاحب علم اور کوئی نہ ہو...... یہ اس قابل ہے کہ اس کو مصلیٰ امامت پر آنے دو...... اور علم سے مراد بھی، بالخصوص امامت کے احکامات کا علم، کتاب وسنت کا علم، حلال و حرام کا علم، پیغمبر ﷺ کی شریعت کا علم، پی ایچ ڈی کر لینا...... ڈگریاں حاصل کر لینا...... یہ علم نہیں...... یہ دولت کمانے کے فنون ہیں۔

☆ علم کہتے اس کو ہیں جس علم کے ذریعہ سے اللہ کی پہچان ہوتی ہو...... علم کہتے اس کو ہیں جس کے ذریعہ سے پیغمبر ﷺ کی پہچان ہوتی ہو۔

امامت کی پہلی شرط:

سب سے پہلے شرط یہ ہے کہ سب سے بڑا عالم مصلیٰ امامت پر آئے...... اور اگر سارے عالم ہیں...... اس محفل میں مثال کے طور پر دس آدمی اکٹھے بیٹھے تھے...... اب آپ نے ان میں سے کسی ایک کو امامت کے مصلیٰ پر لانا ہے...... آپ نے دیکھا کہ دس کے دس عالم بیٹھے ہیں...... ان میں تلاش کرو!...... جو سب سے بڑا عالم ہو...... اس کو مصلیٰ دیدو!...... اور اگر علم کے حوالہ سے سارے ہی برابر ہیں ان میں کوئی بڑا عالم نہیں ایک ہی درجہ کے سارے عالم ہیں۔

امامت کی دوسری شرط:

تو دوسری شرط یہ ہے کہ پھر امامت کا مصلیٰ اس کو دو...... "اَقْرَاُهُمْ" جو ان میں اچھا قرآن پڑھتا ہو...... بہتر قرآن پڑھتا ہو...... قرآن مجید کا حافظ ہو...... قرآن اس کے

سینے میں محفوظ ہو...... جو قرآن کریم سے زیادہ پیار کرتا ہے...... وہ اس قابل ہے کہ اس مصلیٰ کا وارث ہے......اور اگر سارے عالم ہیں...... سارے حافظ ہیں۔

امامت کی تیسری شرط:

پھر تیسری شرط یہ ہے کہ امامت کے قابل وہ آدمی ہے...... جو ان میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو...... جس میں تقویٰ سب سے زیادہ ہو...... اللہ کا خوف سب سے زیادہ ہو...... اللہ کا ڈر ہو...... وہ اس قابل ہے کہ اس کو مصلیٰ امامت دیا جائے...... ایک آدمی عالم بھی ہے...... حافظ بھی ہے...... لیکن اس میں تقویٰ کا کمال نہیں ہے...... اور دوسرا آدمی عالم حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ متقی ہے تو جو متقی ہے اسے مصلیٰ امامت دیا جائے...... اور اگر یہ تینوں صفات کے مالک اکٹھے بیٹھے ہوں کہ سارے عالم ہیں...... سارے حافظ ہیں ...... سارے قرآن کے حافظ ہیں...... سارے متقی اور پرہیزگار ہیں۔

امامت کی چوتھی نشانی:

پھر چوتھی نشانی یہ ہے کہ اس آدمی کو مصلیٰ دو...... جو ان میں "فَاَسَنُّهُمْ" عمر کے لحاظ سے سب سے بڑا ہو...... عمر کے لحاظ سے جو بزرگ ہے...... وہ اس قابل ہے کہ وہ اس بزرگی کے حوالہ سے، تجربہ کے حوالہ سے، عمر کی پختگی کے حوالہ سے، پھر عمر میں نیکیوں کے حوالہ سے، وہ عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے، وہ اس قابل ہے کہ اسے مصلیٰ امامت دیا جائے ......اور اگر یہ چاروں صفات برابر ہوں...... علم بھی برابر ہے۔

امامت کی پانچویں صفت:

تو پھر پانچویں ایک صفت کتابوں میں لکھی ہوئی ہے کہ مَنْ اَحْسَنُهُمْ وَجْهاً ...... کہ ان میں سے اس آدمی کو مصلیٰ دو جو ان میں سے سب سے زیادہ خوبصورت ہو

تاکہ پتہ چلے کہ اس جماعت کا امام بہت اچھا ہے...... حسن ظاہری بھی اس کے اندر ہو......اور حسن باطنی بھی اس کے اندر ہو ...... حسن باطنی تقویٰ وطہارت ہے...... اور حسن ظاہری وجاہت اور خوبصورتی ہے...... جماعت میں اچھے حافظ، قاری، عالم بیٹھے ہوں...... اور مصلیٰ پر ایسا آدمی کھڑا ہو کہ جس کی شکل دیکھ کر عام آدمی بھی تنقید شروع کردے...... استہزاء اور مذاق اڑانا شروع کردے...... یہ درست نہیں ہے...... امامت کے منصب کے قابل وہ آدمی ہے...... کہ جس کو علم کے لحاظ سے بھی کمال حاصل ہو...... جسامت کے اعتبار سے بھی مضبوط اعضاء کا مالک ہو...... کہ اتنا حسین وجمیل ہو کہ دیکھ کر لوگ کہیں کہ واقعی اس جگہ کے قابل یہی آدمی ہے...... یہ پانچ صفات کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

صفات صدیقؓ:

میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پانچوں صفات ابوبکرؓ کے ہوتے ہوئے اور کسی میں اتنے کمال درجہ سے موجود نہیں جتنی صدیق اکبرؓ میں تھیں...... اس لئے اللہ کے نبی ﷺ نے زندگی کے آخری لمحات میں صدیق اکبرؓ کو مصلیٰ دیا...... سب سے پہلی صفت یہ ہے کہ صاحب علم ہو...... اَعْلَمُهُمْ بِالْاُمَّة ...... جو سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہو وہ اس مصلیٰ پر آئے...... اور عام محفل میں ہم جہاں بیٹھے ہیں...... ہم میں سے جو اعلم ہوگا وہ اس مصلیٰ پر آئے گا...... جس مسجد میں آپ رہتے ہیں...... اس محلّہ میں جو اعلم ہوگا وہ اس مصلیٰ پر آئے گا...... لیکن پیغمبر ﷺ کی عدم موجودگی میں نبی ﷺ کے مقربین صحابہؓ میں جہاں ایک لاکھ چالیس پینتالیس ہزار کلمہ پڑھنے والے رسول اللہ ﷺ کی مقدس جماعت وہاں موجود تھی۔

صدیق اکبرؓ کا علمی مقام:

ان میں سب سے زیادہ علمی قوت کے لحاظ سے ابوبکر صدیقؓ سب سے بڑے عالم تھے اور سب سے بڑے عالم ہونے کا سبب یہ ہے...... کہ وہ ہر وقت نبی ﷺ کے ساتھ رہتے تھے...... پیغمبر ﷺ کے اٹھنے کو دیکھا، بیٹھنے کو دیکھا...... چلنے پھرنے کو دیکھا...... نشست و برخاست کو نقل کیا...... رفتار، گفتار کو نقل کیا...... معاملات و حالات کو نقل کیا...... ایک ایک ادا کو نقل کیا...... حتیٰ کہ پیغمبر ﷺ کی وہ خلوت کی کیفیتیں جہاں اور کوئی نہیں پہنچ سکا ابوبکر صدیقؓ ساتھ تھے...... سفر ہجرت جو آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف کیا اس سفر کے اندر جتنے واقعات پیش آئے ان تمام کے ناقل صرف ابوبکر صدیقؓ ہیں...... وہاں کی کیفیات کے ناقل ابوبکرؓ ہیں...... پھر صحابہ کرامؓ کہا کرتے تھے...... انتہائی مشکل مسائل جن کا ہمیں بھی پتہ نہیں تھا...... ہم سب پریشان ہوجاتے تھے...... وہ صدیق اکبرؓ بیٹھ کر حل کیا کرتے تھے...... ابوبکر صدیقؓ فیصلہ کر دیا کرتے تھے...... صدیقؓ وہ آدمی تھا...... جو پیغمبر ﷺ کی موجودگی میں جو لوگ فتوئ دیا کرتے تھے...... ان میں ابوبکر صدیقؓ تھے...... پیغمبر ﷺ کے ہوتے ہوئے جو لوگ مسائل بتایا کرتے تھے...... ان میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے...... رحمت کائنات ﷺ کے وصال کے بعد امت کے مشکل ترین مسائل جس وقت امت میں پیش آئے ہیں...... ان کا حل اگر کسی نے پیش کیا ہے تو صرف صدیقؓ نے پیش کیا ہے...... ان میں سے دو تین مسئلوں کی نشاندہی کرتا ہوں۔

حضور ﷺ کے غسل اور تجہیز و تدفین کا مسئلہ:

آقا ﷺ کا جس وقت وصال انتقال ہوا سب سے پہلا مسئلہ یہ پیش آیا کہ اللہ کے نبی ﷺ کو غسل کیسے دیا جائے......؟ پیغمبر ﷺ کو کفن کیسے دیا جائے......؟ رسول اللہ ﷺ کا

جنازہ کیسے پڑھا جائے ......؟ تمام لوگوں کے لئے کفن کا دفن کا ایک علیحدہ قانون ہے...... نبوت کی ہر چیز میں خصوصیات ہوتی ہیں...... جیسے پیغمبر ﷺ کی ولادت کی خصوصیات ہیں...... بچپن کی خصوصیات ہیں...... جوانی کی خصوصیات ہیں...... عبادت کی خصوصیات ہیں...... ایسے پیغمبر ﷺ کی دنیا سے رخصتی کی بھی خصوصیات ہیں...... عام آدمی مرتا ہے اس کا ورثہ تقسیم ہوتا ہے...... لیکن پیغمبر ﷺ کی جدائی کے بعد یہ چند ایک مسائل پیش آئے...... ان میں سب سے پہلا مسئلہ یہ پیش آیا کہ اللہ کے نبی ﷺ کو غسل کیسے دیا جائے......؟ عام طور پر جیسے لوگوں کے کپڑے اتارے جاتے ہیں ان کو اتار کر غسل دیا جائے یا یونہی کپڑوں سمیت غسل دیا جائے......؟ یہ کپڑے آپ ﷺ کے جسد اطہر پر رہیں نیا کفن دیا جائے...... یا پیغمبر ﷺ کی اپنی دھلی ہوئی چادریں جو اللہ کے نبی ﷺ نے چھوڑی ہیں...... ان چادروں میں کفن دیا جائے......؟ پوری امت میں اضطرابی کیفیت تھی کہ اس مسئلہ کو کیسے حل کیا جائے......؟ کائنات کا نبی ﷺ دنیا سے رخصت ہوا ہے...... بڑا آدمی جب مرتا ہے تو ہر آدمی کہتا ہے کہ اچھا اور عمدہ کفن لے کر آئیں...... بہترین قسم کی اس کی قبر بنائیں...... کم از کم دنیا میں جیسے باوقار رہا ہے جاتے ہوئے اس اعزاز کے ساتھ روانہ کیا جائے...... لیکن جب پیغمبر ﷺ کی باری آئی تو صدیق اکبرؓ نے کہا...... میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے بیٹھ کر یہ مسئلہ سنا تھا کہ پیغمبر ﷺ جہاں انتقال کرتا ہے...... ان کپڑوں سمیت اس کو غسل دیا جاتا ہے...... پیغمبر ﷺ کی اپنی چادروں میں اسے کفن دیا جائے...... کسی قسم کی نئی چادر خریدنے کی ضرورت نہیں...... نیا کفن لینے کی ضرورت نہیں......(۱) اب یہ پیغمبر ﷺ کی تجہیز کا مسئلہ، تدفین کا مسئلہ، غسل کا مسئلہ، یہ صدیق اکبرؓ نے بتایا۔

---

(۱) سیرت مصطفی ص ۱۸٦ ج ۳، السیرۃ النبویہ لابن ھشام ص ٥٥٦ ج ٤ بیروت۔

بہت سے مشکل ترین مسائل کا حل:

محبوب ﷺ کے وصال کے بعد اس پر پوری بحث ہوئی کہ آقا ﷺ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا جائے یا آپ کو حجرہ اقدس میں دفن کیا جائے......؟ یا کسی اور مقام پہ لے جایا جائے......؟ یہ صدیق رضی اللہ عنہ نے مسئلہ بتایا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا......(۱) کہ دنیا میں جس جگہ نبی ﷺ کی روح قبض ہوتی ہے اس کے دفن کی جگہ بھی وہی ہوتی ہے...... وہ مشکل ترین مسائل جو کوئی نہ بتا سکا...... وہ صدیق رضی اللہ عنہ نے بتائے...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے محبوب کے بعد اس مسئلہ میں ہم انتہائی پریشانی میں تھے...... صدیق نہ ہوتا تو ہمیں یہ مسئلہ کوئی نہ بتاتا۔

میراث نبوت ﷺ کا مسئلہ پیش آیا کہ نبوت کا ورثہ تقسیم ہوگا یا نہیں......؟ سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا لوگو! میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے یہ بات سنی تھی......اور میں اسی پر فیصلہ کرتا ہوں۔ ان الانبیاء لم یورقوا دینارا و لا درھما......(۲) انبیاء علیم السلام کا ورثہ دولت و مال نہیں ہوا کرتا نبوت کا ورثہ علم ہوتا ہے......اور نبی ﷺ کی امت کے عالم نبوت کے وارث ہوتے ہیں...... میں صدیق فیصلہ کرتا ہوں کہ نبوت کی میراث میں جتنی چیزیں آئی ہیں یہ ساری کی ساری بیت المال کے لئے وقف ہیں......ان کو کسی میں تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

---

(۱)ماقبض نبی الادفن حیث یقبض السیرۃ النبویہ لابن ھشام ص ۵۵٦ ج ٤

(۲)مشکوۃ ص ٣٤ ج ١ سنن ابی داود باب الحث علی طلب العلم رقم (٣١٥٧) الدارمی المقدمہ رقم (٣٤٩) ص ١١٠ ج ١، ترمذی ص ٩٧ ج ٢ رقم (٢٠٠٦) مسند احمد رقم (٢٠٧٢٣) ابن ماجہ رقم (٢١٩) ابن حبان وغیرھم

باغ فدک پر بہترین گفتگو:

پانچ روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سیدہ طیبہ طاہرہ خاتون جنت فاطمۃ الزہراءؓ کو کہا گیا کہ آپؓ جایئے ..... صدیق اکبرؓ سے مطالبہ کریں! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس روایت میں کئی طرح کا اضطراب ہے..... ان میں سب سے پہلی چیز ظاہری حالت ہے ..... وہ کیا ہے کہ امیر المومنین ابوبکرؓ بنے ہیں..... حیدر کرارؓ فاطمۃ الزہراءؓ کے شوہر موجود ہیں ..... پیغمبر ﷺ کی وہ بیٹی جو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلی ..... پیغمبر ﷺ نے جس کا نام بتول رکھا ہے..... اور بتول کا معنی ہے دنیا سے بالکل بے نیاز جو رسول اللہ ﷺ سے باندی لینے کے لئے جائے تو رسول اللہ کہیں ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ..... ۳۳ مرتبہ الحمد للہ..... اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو..... (۱) اور اپنے گھر کا کام خود کیا کر..... نبی اسے باندی نہیں دیتے ..... تسبیح بتاتے ہیں..... جو دنیا سے اتنی بے نیاز ہے..... وہ عورت دنیا کی دلدادہ بن کر مال کے حصول کے لئے شوہر کے ہوتے ہوئے ابوبکرؓ کے دروازے پر آئے عقل اسے تسلیم نہیں کرتی ..... اور شوہر بھی حیدر کرارؓ جیسا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ معاذ اللہ دارالخلافہ میں لوگوں کے سامنے نبی ﷺ کی بیٹی آئی ہو، اور حیدر کرارؓ نہ آیا ہو..... ہم اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں..... خواہ اس روایت کی سند کتنی اہمیت کے ساتھ کوئی شخص بیان کرے ..... جہاں عظمت خاندان نبوت کی بات آئے گی ..... اس کے مقابلے میں ہم کسی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ..... اور اگر کسی درجہ میں اس کو قبول بھی کر لیں تو تب بھی سنئے !..... علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو پیغام بھیجا

---

(۱) مشکوۃ ص ۲۰۹ ج ۱ ،جامع الترمذی ص ۱۷۸ ج ۲ رقم الحدیث ۳۳۳۰ ،بخاری رقم ۵۸٤۳،٤۹٤۲،۲۸۸۱ ،صحیح مسلم رقم ٤۹۰٦ ،سنن ابی داؤد رقم ٤٤۰۳ ،مسند احمد ۷۰۲، ۹٤۹، ۱۰۸۵، ۱۱۸۵، ۱۲٤٤ ،سنن الدارمی رقم ۲۵٦۹

کہا کہ میں نے آپ کے ابا محمد رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی تھی...... کہ انبیاء علیہ السلام کی میراث تقسیم نہیں ہوتی...... اس لئے میں نے اس فدک کے باغ کو بیت المال کا حصہ بنایا ہے...... ہاں جو بیت المال سے آپ کو حصہ ملا کرتا ہے وہ ہمیشہ ملا کرے گا...... اس لئے کہ وہ حصے نبوتؐ نے تقسیم کئے تھے...... ابوبکرؓ کی یہ جرأت نہیں...... کہ ان حصوں کو ختم کر دے...... کتابوں میں لفظ ہیں کہ اس کے بعد سیدہ فاطمہؓ خاموش ہوگئیں...... اس کا معنی ہے کہ سیدہ نے امیر المومنین کا کہا مانا...... ابوبکرؓ کی بات کو پیغمبرؐ کی زبان والی گفتگو صدیقیؓ زبان سے سن کر تسلیم کرلیا۔

بعض نادان اور جاہل لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کتابوں میں لکھا ہے...... کہ بی بی پھر بھی ابوبکرؓ کے ساتھ نہیں بولی،...... یہ کہنے والا بھی اس لئے بے وقوف ہے کہ سوال یہ ہے ...... کہ آدمی عدالت میں اپنے کسی کام سے جاتا ہے...... جب اس کا کام ہو جائے ہاں یا نہ ...... وہ واپس آجائے...... اسے دوبارہ جانے کی کیا ضرورت ہے......؟ اسے دوبارہ جانے کی ضرورت ہے......؟ (نہیں)

سیدہ طیبہ طاہرہؓ سیدنا ابوبکرؓ سے پردہ کرتی تھیں...... خاتون جنت ہیں...... فاطمۃ الزہراءؓ ہیں...... رسول اللہ ﷺ کی دختر نیک اختر ہیں...... اولاگئی نہیں ہیں...... اور اگر پیغام دیا ہے تو صدیقؓ کے اس جواب کے بعد تسلیم رضا کی شہزادی نبوت کی دختر نیک اختر حضرت فاطمۃ الزہراءؓ نے بات کو قبول کیا ہے...... اس کے بعد بی بی نے اپنی زبان سے کوئی بات نہیں کی...... یہ کمال رضا ہے...... پہلی چیز علم، سب سے بڑے عالم امت میں ابوبکرؓ تھے...... اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ علم کے حوالہ سے دوسرے لوگ بھی ابوبکرؓ کے برابر ہیں...... ایسا ہرگز نہیں یہ بات یادرکھنا۔

جو کچھ حضور ﷺ کے سینہ میں تھا وہ صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل:

اللہ کے نبی ﷺ نے ایک روایت میں بڑا عجیب جملہ ارشاد فرمایا کہ مَا وَھَبَ اللہُ فِیْ صَدْرِیْ صَبَبْتُ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْر ......(۱) جو کچھ رب نے مجھ محمد کے سینہ میں ڈالا ہے...... میں نے سب کچھ صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل کر دیا ہے۔

علم میرا ہے صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل ہے...... صبر میرے پاس ہے صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل ہے...... تقویٰ رب نے مجھے دیا ہے صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل ہے...... جو علم میرے پاس ہے صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل ہے...... کمالات تو رب نے مجھے دیئے ہیں صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل ہیں...... استقلال جو مجھے عطا کیا ہے صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل ہے...... استقامت جو مجھے عطا کی ہے صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل ہے...... جو کچھ رب نے مجھے دیا ہے میں نے سب کچھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینہ میں منتقل کر دیا ہے۔

گویا پیغمبر ﷺ کے اس ارشاد سے مسئلہ سمجھ میں آتا ہے...... کہ نبی ﷺ نے بتا دیا ہے کہ میں نے اپنا جانشین جس کو بنایا تھا...... اپنا علم اس کی طرف منتقل کر دیا ہے...... اس لئے میری امت میں اگر کوئی میرا جانشین ہے تو اکیلا صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اِنَّ اَعْلَمُ النَّاسِ اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ اَبُوْبَکْر......(۲) پوری امت میں سب سے بڑا عالم، پوری امت میں سب سے زیادہ فضیلت والا، پوری امت میں سب سے زیادہ اکرام و عزت والا، اگر انبیاء کے بعد کوئی شخص ہے تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

پوری امت میں سب سے پہلے قرآن پڑھنے کا اعزاز:

دوسری صفت اگر علم کے لحاظ سے سارے برابر ہوں تو دوسری چیز یہ دیکھی جائے

(۱) سیرۃ مصطفیٰ ص۱۶۹ ج۳ (۲) کنز العمال ج۱۲

گی کہ ان میں قرآن اچھا کون پڑھتا ہے کہ اقراء بالقرآن کون ہے......؟ پوری امت میں سے سب سے پہلے قرآن پڑھنے کا اعزاز ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا ہے......اور امت میں جو چند آدمی حافظ ہیں......ابتداء اسلام میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں، جنہوں نے نبی ﷺ کی زندگی میں پورا قرآن زبانی یاد کیا تھا......ان میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں......سب سے پہلے قرآن کریم کا جمع و تدوین کا کام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا......حتیٰ کہ روایات میں یہاں تک آتا ہے......کلمہ پڑھنے کے بعد دوکان پر بیٹھے ہیں......قرآن کی تلاوت کرنا شروع کردی ہے......حتیٰ کہ آیت طیبات اتری ہوئیں تھیں......اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھ کر دکان پر جا کر پڑھنا شروع کردیا......قرآن کی تلاوت میں چاشنی اس قدر تھی کہ جو آدمی وہاں سے گزرتا سہم جاتا، ٹھہر جاتا، رک جاتا، صدیق رضی اللہ عنہ کا قرآن سننا شروع کردیتا۔

کلمہ پڑھتے ہی دعوت و تبلیغ کا کام شروع کردینا:

شام کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے دن چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلمہ پڑھا کر لے آئے ان میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں......طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں......زبیر رضی اللہ عنہ ہیں......سعد رضی اللہ عنہ ہیں......سعید رضی اللہ عنہ، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ یا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں......(۱) یہ چھ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے......کلمہ پڑھا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ لے آئے......اور کہا محبوب ﷺ میرے سارے دن کی پونجی کا نتیجہ یہ چھ آدمی ہیں......جن کو کلمہ پڑھا کر لے آیا ہوں،

صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان میں قرآن پڑھنے کی لذت ہی اس قدر آتی تھی......ابوبکر رضی اللہ عنہ جب پڑھتا تھا تو لوگ کلمہ پڑھنے پر مجبور ہو جاتے تھے......صدیق رضی اللہ عنہ منفرد ہے

(۱) اخرجہ الحافظ ابوالحسن طرابلسی کذافی البدایہ والنہایہ ص ۲۹ ج ۳ بحوالہ حیاۃ الصحابہ ص ۸۲ ج ۱ ابن اسحاق

عشرہ مبشرہ میں سے چھ آدمیوں کو کلمہ ابوبکرؓ نے پڑھایا...... اس لئے قرآن کا سب سے بہتر قاری ابوبکر صدیقؓ ہے...... بعض قرآء کو حضورؐ نے خصوصیات عطا فرمائیں...... "اقرأهم" ابی بن کعبؓ الانصاری پوری امت میں اچھا قرآن سیکھنا چاہتے ہو تو ان سے سیکھنا ...... عبداللہ بن مسعودؓ سے سیکھنا تو ان کا جو حضورؐ نے تذکرہ کیا تو صرف قرآن کی خصوصیت کے حوالہ سے یوں نہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کے تقابل کے حوالہ سے اس حوالہ سے مثلاً یہاں کوئی شخص پوچھتا ہے کہ تین چار مدرسے ہیں...... اچھا استاد کس جگہ ہے...... جس سے میں جا کر قرآن پڑھوں تو آپ اسی کا بتائیں گے جو قرآن پڑھا رہا ہو گا...... آپ کسی شیخ الحدیث کا نام نہیں لیں گے کہ آپ جائیں مخزن العلوم یا عبداللہ بن مسعود کے شیخ الحدیث کے پاس اس بچہ کو وہاں قرآن کے لئے داخل کرا دیں ...... پڑھنا قرآن ہے تو قرآن کے استاد کا تذکرہ ہو گا...... ابوبکر رضی اللہ عنہ تو اس وقت امت کا سب سے بڑا علم و کمال والا آدمی تھا...... اس لئے وہ قرآن کے حوالہ سے بھی مضبوط ترین ہے...... اور علم کے حوالہ سے بھی کامل ہے...... قرأت قرآن کے حوالہ سے بھی بڑا اچھا قاری قرآن ہے...... تیسری صفت اگر علم میں سب برابر ہوں...... قرأت قرآن میں سب برابر ہوں۔

صدیق اکبرؓ امت کے سب سے بڑے متقی:

پھر امامت کا مصلیٰ اس آدمی کو دیا جائے ...... جو ان میں سب سے بڑا متقی اور پرہیز گار ہو...... علماء نے لکھا ہے کہ صدیق اکبرؓ امت کے سب سے بڑے متقی ہیں...... اور یہ میں نہیں کہتا قرآن کہتا ہے وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (۱)...... محمد کریمؐ سچائی لے کر آئے ...... ابوبکر صدیقؓ نے اس سچائی کی تصدیق کی

(۱) پارہ نمبر ۲٤ سورۃ نمبر ۳۹ آیت نمبر ۳۳

اُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ...... یہ دونوں تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر ہیں...... تقویٰ کا جو کمال رب نے نبی ﷺ کو عطا کیا ہے...... اس کا عکس کامل پوری امت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ڈال دیا ہے ...... نبوت کا تقویٰ کتنا ہے اس بات کو ہر آدمی سمجھتا ہے ...... نبی ﷺ معصوم ہوتے ہیں ...... مقدس ہوتے ہیں...... خطا اور غلطی کا تصور نہیں کر سکتے ...... نبی ﷺ کی نگاہ پاک ہوتی ہے...... زبان پاک ہوتی ہے...... ہاتھ پاک ہوتے ہیں...... قدم پاک ہوتے ہیں...... جو اتنا مقدس اور متقی ہو...... اس کا عکس جب صدیق رضی اللہ عنہ پر آیا ہے تو صدیق رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کا عالم یہ تھا۔

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے لوگو! زمانہ جاہلیت میں لوگ شراب پیا کرتے تھے ...... زنا کیا کرتے تھے ...... چوری کیا کرتے تھے ...... اور قتل و غارت کیا کرتے تھے ...... غیر اللہ کو سجدے کیا کرتے تھے ...... فرمایا! میں خوش نصیب ہوں ...... جس نے محبوب ﷺ کا کلمہ پڑھنے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں کبھی کسی بت کے سامنے میں نے سجدہ نہیں کیا ...... زمانہ جاہلیت میں میں نے کبھی شراب کو منہ نہیں لگایا ......(۱) زمانہ جاہلیت میں میں نے کبھی کسی کی چوری نہیں کی ...... زمانہ جاہلیت میں میں نے کبھی بدکرداری نہیں کی ...... زمانہ جاہلیت میں میری نگاہ کسی غیر کی طرف اٹھی ہی نہیں ...... تقویٰ کا یہ معیار نبوت کے بعد کائنات میں اگر کسی کے پاس ہے تو وہ صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بچپن:

کتابوں میں ایک قصہ لکھا ہوا ہے...... کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر چھ یا سات

(۱) ماشرب ابوبکر خمرا فی الجاھلیۃ ولا فی الاسلام (کنزالعمال ص ۲۲۰ ج ۱۲ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

سال تھی...... والدہ نے آپ ﷺ کے والد سے کہا کہ کعبہ میں عبادت کرنے جاتے ہو...... تو اس بچہ کو بھی کبھی ساتھ لے جایا کرو...... سیدنا ابو قحافہ عثمان ﷺ ساتھ لے گئے...... اب جب کعبہ میں گئے تو وہاں تو تین سو ساٹھ بت پڑے ہوئے تھے...... اب والد نے وہاں کھڑے ہو کر بتوں کا تعارف کرایا کہ بیٹے یہ ہمارا خدا ہے...... یہ ہمارا مالک ہے...... یہ رازق ہے ...... یہ بارش کا خدا ہے...... یہ اولاد کا خدا ہے...... سب کچھ بتایا۔

حضرت ابوبکر ﷺ کے والد کہتے ہیں کہ میں بیٹے کو بتا رہا تھا...... لیکن جیسے کوئی آدمی نئی چیز سنتا ہے تو حیرت کی وجہ سے متوجہ ہو جاتا ہے...... صدیق ﷺ کی یہ کیفیت نہیں تھی ...... یہ حالت تھی کہ جیسے یہ سنی ان سنی کر رہا ہے...... میری بات کی طرف توجہ ہی نہیں کر رہا تھا ...... میں اسے بتوں کا تعارف کراتا ہوں یہ متوجہ ہی نہیں ہوتا...... میں حیران تھا...... کہا اس کے بعد میں نے بیٹے کو بٹھا دیا کہ بیٹا تم بیٹھو میں نماز پڑھ لوں...... اس وقت جو عبادت تھی میں وہ کر لوں...... بتوں کے سامنے سجدہ کر لوں...... کہا میں بت کے سامنے سجدہ ریز ہوا...... ابھی میں عبادت کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہی تھا...... ابوبکر ﷺ نے ایک پتھر اٹھایا...... بلکہ وہ باہر سے اٹھا کر لے آیا تھا...... اور میں نے کہا بیٹے یہ پتھر اندر نہ لے جاؤ اندر تو خدا ہیں تو ابوبکر ﷺ نے اس چھوٹے سے پتھر کو اٹھا کر جیب میں ڈالنا چاہا...... اتفاق کی بات تھی کہ جیب چھوٹی تھی، پتھر بھی چھوٹا تھا...... جیب میں فٹ نہ آیا...... تو ہاتھ میں لے کر یوں الٹا کر کے چھپا کر کہا ابو! تمہارے بت میرے پتھر کو نہیں دیکھ سکے...... یوں نہیں کہا کہ یہ ہمارے خدا تمہارے معبود جن کی تم پوجا کرتے ہو وہ میرا پتھر نہیں دیکھ سکے...... اسلام سے پہلے صدیق ﷺ فطرتاً مسلمان تھا...... اللہ نے اس کی فطرت میں رکھا تھا...... کہ وہ بتوں کی پوجا نہیں کرے گا...... اب صدیق ﷺ کے والد جب عبادت میں کھڑے ہو گئے...... ابوبکر صدیق ﷺ نے زور سے پتھر ایک بت کو مارا...... اس کی ناک پہ زور سے لگا...... ظاہر ہے وہ

پتھر تھا سامنے بھی پتھر تھا...... پتھر پہ پتھر زور سے لگا تو اس بت کی ناک ٹوٹ گئی...... پورے کعبہ میں کہرام مچ گیا...... کہ ابوقحافہ کے بیٹے نے ہمارے خدا کی ناک توڑ دی ہے جس قوم کے رب کی ناک ہی نہ رہے اس قوم کا کیا حال ہوگا......؟ کہرام مچ گیا کہ ہمارے رب کے ساتھ کیا ہوگیا ہے......؟ سارے مکہ کے سردار مشرک اکٹھے ہوئے ......ابوبکرؓ کے والد کو آ کر کہا اس لئے بیٹے کو کعبہ میں لائے تھے......؟ حضرت ابوبکرؓ کے والد نے ان سے معافی مانگی کہ بچہ ہے غلطی ہوگئی ہے معاف کردو!...... گھر آ کر بیوی کو کہا تو روزانہ کہتی تھی ...... لے جا میرے بیٹے کو خداؤں کا تعارف کرا...... تعارف کرا کے آیا ہوں ......اس نے وہاں بھی کرشمہ دکھایا ہے کہ فلاں خدا کی ناک توڑ آیا ہے۔(۱)

شیطان کا نبی ﷺ سے خوف زدہ رہنا:

حدیث میں ایک بڑا عجیب واقعہ آتا ہے......ایک مرتبہ شیطان نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا......شیطان، شیطان ہی ہوتا ہے......لیکن نبی ﷺ کے سامنے آئے تو اس کو کچھ حیا آ ہی جاتی ہے......آپؐ نے فرمایا...... یہ بتا تو سب پہ حملے کرتا ہے......کوئی ایسا بھی ہے جس سے تو ڈرتا ہو......اس نے کہا...... آپ اللہ کے نبی ﷺ ہیں ......آپ کا خوف میرے دل میں ہے......آپ کے سامنے آتا ہوں ...... مجھے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں ہوتی ......میں آپ کے ہم شکل بھی نہیں بن سکتا......میں اپنے آپ کو نبی بنا کر کسی کے سامنے پیش بھی نہیں کر سکتا......۔(۲) اور آپ کے یہ جو چار یار ہیں ان سے بھی خوف زدہ رہتا ہوں ان

---

(۱) سیرۃ حلبیہ ص ۳۰۵ ج ۱ پر اس سے ملتا جلتا واقعہ موجود ہے (۲) مشکوۃ ص ۳۹٤ ج ۲ عن ابی ھریرۃ صحیح بخاری ص ۱۰۳۵ ج ۲ رقم (٦٤٧٨) صحیح مسلم رقم (٤٢٠٧، ٤٢٠٦) (١٣٩٨١ ؛) جامع ترمذی (٢٢٠٦) ابی داؤد (٤٣١٤) ابن ماجہ (٣٨٩١، ٣٧٢٥) مسند احمد (٧٢١٨، ٧٣٠، ٧٠، ٢٨٧١، ٧٢٣٧، ٧٣٣٣، ٧٤٠٣، ٧٧٦١، ٧١٥٢...... مسند ابی یعلی ص ٤٨٦ ج ٥ رقم (٦٤٩٩) عن ابی ھریرۃ ص ٤٣٣ ج ٤ (٥٢٢٨) عن ابن مسعود ص ١٦٩ ج ٣ (٣٢٧١) عن انس

کو بہکانا چاہوں تو نہیں بہکا سکتا آپ نے فرمایا کیوں؟ کہا صدیق کو اس لئے کہ اس نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی گناہ نہیں کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو اس لئے کہ اس میں جلال اور غصہ زیادہ ہے اور وہ آپؐ کی دعا بن کے آیا ہے...... عثمان رضی اللہ عنہ کو اسلئے کہ وہ فطرتاً باحیا ہے...... علی رضی اللہ عنہ کو اس لئے کہ وہ معصومیت اور بچپن میں آپ ﷺ کی گود میں پلا ہے...... یہ آپ ﷺ کی تربیت کا اثر ہے کہ میں ان چاروں سے خوفزدہ رہتا ہوں۔

سب سے بڑے متقی:

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ صدیق رضی اللہ عنہ فطرتاً مسلمان ہے ...... فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ...... اللہ کہتا ہے صدیق رضی اللہ عنہ وہ ہے جو سب سے بڑا متقی ہے...... قرآن کہتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ ...... اللہ کے ہاں سب سے بڑی عزت والا، سب سے بڑے اکرام والا، سب سے بڑی تعظیم کے قابل وہ شخص ہے، جو سب سے بڑا متقی ہو...... اسی پر مولانا ادریس کاندھلوی نے اپنی کتاب معارف القرآن میں لکھا ہے کہ سب سے بڑے متقی چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں...... اس لئے سب سے بڑے اکرام کے قابل صدیق رضی اللہ عنہ ہیں...... اور اکرام کا سب سے بڑا منصب یہ ہوتا ہے کہ کسی کو آگے کر دیا جائے، آگے چلایا جائے، اگر استاد ہے تو آگے چلتا ہے، شاگرد پیچھے ہوتے ہیں...... مرشد آگے ہوتا ہے مرید پیچھے ہوتے ہیں...... سربراہ آگے ہو تو نوکر اور غلام پیچھے چلتے ہیں...... صدیق رضی اللہ عنہ امت میں سب سے بڑا متقی تھا...... اس لئے محمد ﷺ نے اسے مصلیٰ دیا...... سب کو پیچھے کھڑا کر دیا ہے ...... صدیق رضی اللہ عنہ اس قابل ہے کہ نبی ﷺ کے مصلیٰ پر آئے۔

سیدنا صدیق اور خلفائے اربعہ کی عمریں:

چوتھی صفت اگر ان تمام خوبیوں میں سب برابر ہوں...... علم بھی سب کا برابر ہے

......قرآن پڑھنے میں بھی سب برابر ہیں......تقویٰ بھی سب میں برابر ہو تو چوتھی چیز یہ دیکھی جائے گی کہ ان میں سب سے زیادہ عمر کے لحاظ سے کون بڑا ہے......خلفاء اربعہ صدیق، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم، ان چاروں میں عمر کے لحاظ سے اللہ کے نبی ﷺ کے قریب سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں......جس وقت رسول اللہ ﷺ کا وصال وانتقال ہوا......اس وقت حضرت صدیق اکبرؓ کی عمر ۶۱ سال تھی......رسول اللہؐ سے دو سال چھوٹے تھے......دو سال کے بعد فاروق اعظمؓ حکمران ہوئے......جس وقت ان کا انتقال ہوا تو ان کی عمر بھی ۶۳ سال تھی......اور آپ اس پر حیران ہوں گے کہ وہ اس وقت دس سال حکومت کر چکے تھے تو صدیق اکبرؓ سے عمر میں دس سال چھوٹے تھے......سیدنا عثمان حضرت عمر سے عمر میں تو بڑے تھے لیکن حضرت عثمان ابوبکر سے عمر میں چھوٹے تھے تقریباً پانچ یا چھ سال کا فرق ہے......اور جناب حضرت علیؓ ان کی عمر کا اندازہ یوں لگایئے! کہ جس وقت ابوبکرؓ نے کلمہ پڑھا......اس وقت ابوبکرؓ ۳۸ سال کے تھے......اور علیؓ بن ابی طالب ابوبکرؓ کے ساتھ ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے ہیں......حیدر کرارؓ کی عمر اس وقت اختلاف روایت کے سات سال، یا نو سال، یا گیارہ سال، اب آپ اندازہ کریں......! اگر ان کی عمر آٹھ سال ہو......اور سیدنا ابوبکرؓ کی عمر ۳۸ سال ہو تو تب بھی ۳۰ سال ابوبکرؓ سے حضرت علیؓ چھوٹے تھے......اور یہ بھی رب کا ایک نظام ہے......اللہ جب بھی کسی نبی کو نبوت عطا کرتے ہیں......دنیا کی زندگی میں تجرباتی طور پر اسے چالیس سال تک گزارتے ہیں......پھر نبوت عطا کرتے ہیں......اللہ کے نبی ﷺ کے بعد اگر حیدر کرارؓ منصب خلافت پر آتے......جیسے جاہل لوگ کہہ دیتے ہیں تو علیؓ کی عمر اس وقت ۲۸ سال سال تھی......اس وقت علیؓ کی عمر اتنی تھی۔

خلفائے راشدین کا منصب خلافت:

اور رسول اللہ ﷺ کی عمر جب آپ ﷺ کو نبوت ملی چالیس سال تھی...... مسلمان تو کچھ نہ کہے گا...... کوئی بدبخت ہی کہہ دے کہ اللہ نبی ﷺ کو تو چالیس سال تجرباتی زندگی میں گزروائے...... کیا خلیفہ اتنا باصلاحیت ہے کہ ۲۸ سال میں نبی ﷺ کا جانشین بن گیا......؟ اس لئے عقلاً ضروری ہے کہ جو نبی ﷺ کے منصب پر آئے...... کم از کم اس کی عمر بھی چالیس سال سے زیادہ ہونی چاہیے...... یہی وجہ ہے کہ جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ منصب امامت پر آئے ہیں...... نبی کے جانشین بنے ہیں...... اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی...... عمر رضی اللہ عنہ جب برسر اقتدار آئے ہیں...... تو ان کی عمر بھی چالیس سال سے زیادہ تھی...... عثمان جب حکومت پہ آئے ہیں تو ان کی عمر بھی چالیس سال سے زیادہ تھی اور جب علی رضی اللہ عنہ نے اب خلافت سنبھالی تو اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر بھی چالیس سال سے زیادہ تھی۔

دور خلافت تیس سال:

اور یہ یاد رکھئے......! یہ چاروں نبی ﷺ کے جانشین ہیں...... صدیق رضی اللہ عنہ بھی، عمر رضی اللہ عنہ بھی، عثمان رضی اللہ عنہ بھی، علی رضی اللہ عنہ بھی اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا...... میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی......(۱) جس میں دو سال صدیق رضی اللہ عنہ کے دس سال فاروق رضی اللہ عنہ کے کل ہو گئے بارہ سال اور بارہ سال عثمان رضی اللہ عنہ کے کتنے ہو گئے؟...... (چوبیس سال) اور پانچ سال سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اور اس میں کچھ مہینے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زائد ہیں...... اور کچھ مہینے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ہیں...... اور کچھ مہینے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ہیں...... اور ایسے ہی چھ مہینے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ہیں...... یہ ساری ترتیب اگر اکٹھی کر لی جائے تو تیس سال خلافت بنتی ہے...... تو نبی ﷺ کے بعد جو نبوت کی خلافت

---

(۱) الخلافة في امتي ثلاثون سنة ترمذي ص٤٦ ج٢ ابواب الفتن رقم الحديث(٢١٥٢) مسند احمد(٢٠٩١٤، ٢٠٩١٠) ابی داؤد باب السنة(٤٠٢٨، ٤٠٢٩)

ہے وہ تیس سال ہے......اس میں جو آیا وہ نبی کا خلیفہ ہے...... ابوبکر ﷺ نبی کا پہلا خلیفہ ہے......عمر ﷺ نبی کا دوسرا خلیفہ ہے......عثمان ﷺ نبی کا تیسرا خلیفہ ہے......علی ﷺ نبی کا چوتھا خلیفہ ہے...... ہیں یہ سارے نبی کے خلفاء

باطل لوگ اور خلافت علی:

لیکن ان میں اول دوم سوم چہارم کا فرق بھی ہے......اور جو شخص یہ کہے کہ معاذ اللہ نبی ﷺ کی جگہ پر علیؓ نے آنا تھا......مگر باغیوں نے قبضہ کرلیا......نبوت کا دور تئیس ۲۳ سال تھا......اب خلافت اس کے بعد آئی تھی......اس بد بخت و بدکرار بدعمل کے حوالہ جس بداعتقاد کا یہ گندا عقیدہ ہے......کہ نبی ﷺ کی جگہ پر صدیق، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم صحیح نہیں آئے یہ باغی تھے......تو آپ یوں سمجھئے! کہ وہ نبوت کے بعد بغاوت کا قائل ہے خلافت کا قائل نہیں ہے......اب وہ کہتا ہے چوبیس سال تک بغاوت رہی......پھر علی ﷺ خلافت پر آئے تو پکی بات ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد علی خلافت پر نہیں آئے......میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خلافت کا منصب صدیق ﷺ نے سنبھالا ہے علی ﷺ نے نہیں......ان کے وصال کے بعد تاریخ اس پر گواہ ہے......فاروق ﷺ نے سنبھالا ہے علی ﷺ نے نہیں......عمر ﷺ نے سنبھالا ہے علی ﷺ نے نہیں۔ ان تینوں کی خلافت کا دشمن بھی نہیں انکار کرسکتا......یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم اس کو خلافت حقہ کہتے ہیں......وہ اس کو بغاوت کہہ رہا ہے......اب اس نے علی ﷺ کو نبی ﷺ کا خلیفہ نہیں کہا......بلکہ اس نے علی ﷺ کو باغی کا خلیفہ کہا ہے......اور میں نے علی ﷺ کو محمد ﷺ کی نبوت کا خلیفہ کہا ہے......ہم اس تیس سال میں آنے والے ہر آدمی کو نبی کا خلیفہ کہتے ہیں......اس کے ہاں چوبیس سال بغاوت کے ہیں......چھ سال خلافت کے ہیں......تو گویا پہلے نمبر پہ علی ﷺ آئے نہیں چوتھے نمبر پر اس نے مانا نہیں تو علی ﷺ کی خلافت کا منکر وہ ہوا یا ہم......؟ (وہ) اور ہم علی ﷺ کی خلافت کو مانتے ہیں بلکہ جو

علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم نہ کرے ہم اس کو مسلمان کہنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حسن:

پانچویں چیز علم کے لحاظ سے، عمر کے لحاظ سے تقویٰ کے لحاظ سے، قرأت کے لحاظ سے برابر ہوں تو پانچواں عمل یہ ہے کہ ان میں جو سب سے زیادہ حسین ہو وہ مصلیٰ پر آئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ کا حسن کتنا تھا...... اس پر تفصیل میں نہیں جاتا...... صرف ایک قصہ کی طرف اشارہ کرتا ہوں ...... صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ...... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں حسن نبوت کا اتنا عکس تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر اکٹھے سفر کیا کرتے تھے...... اور ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ سورج کے سامنے آئینہ رکھ دیا جائے تو سورج کی شعاعیں بھی اس میں ہوں گی...... کرنیں بھی اس میں نظر آئیں گی...... یہ شیشہ کی صفائی کا کمال ہے اس میں سورج تو نہیں...... سورج کا عکس ضرور ہے...... ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی تو نہیں...... مگر اتنا صاف وشفاف شیشہ تھا...... کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تھا تو نبوت کا عکس صدیق رضی اللہ عنہ پر پڑتا تھا...... اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ طیبہ میں قبا کے مقام پر آکے بیٹھے ہیں...... اس جگہ پر آکے تشریف فرما ہوئے ...... مدینہ کے لوگ ملنے کے لئے آئے ...... استقبال کے لئے دونوں یار اکٹھے بیٹھے تھے...... آقا اور غلام اکٹھے بیٹھے تھے ...... نبی اور صدیق اکٹھے بیٹھے تھے ...... جو لوگ آتے وہ پہچان نہ سکتے تھے ...... ان میں نبی کون ہے اور صدیق کون ہے ......؟ بعض دفعہ جلدی میں مصافحہ کرتے ہوئے کوئی آدمی پہلے صدیق کو ملتا اور بعد میں محبوب کو ملتا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھانپ گئے ...... یہ یار لوگ پہچان نہیں رہے...... منصب نبوت کی ان کو سمجھ نہیں آرہی...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے...... اپنی چادر لے کر پیغمبر کے اوپر سائبان بنا کر کھڑے ہوگئے ...... تاکہ آنے والے لوگوں کو پتہ چلے کہ لوگو یہ غلام کھڑا ہے سامنے آقا

بیٹھے ہیں۔ ملاقات آ.قا ﷺ سے کرو (۱) بعد میں غلام سے ملنا...... حسن نبوت کا عکس صدیق ؓ پر اتنا تھا تو میرا دعویٰ یہ ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے گئے...... اللہ کے نبی کی پوری امت میں رب کی زمین پر ابوبکر ؓ سے بہتر نبی کا جانشین کوئی نہیں تھا ......اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ...... ''لوگو! صدیق کو کہو میرے مصلیٰ پر آئے۔ امامت کرائے''۔ أنا أولى ويأبى اللهُ والمُؤمنونَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ ...... ''اللہ انکار کرتا ہے، مومن انکار کرتے ہیں، نبی کے مصلیٰ پر صدیق کے بغیر اور کوئی شخص نہیں آتا''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں امامت کا حق:

بلکہ ایک روایت بڑی عجیب ہے آپ ﷺ نے فرمایا لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ ......او لوگو! تمہیں یہ بات زیب ہی نہیں دیتی کہ ان میں صدیق بھی موجود ہو اور ابوبکر کے ہوتے ہوئے وہ کسی غیر کو مصلیٰ پر کھڑا کریں یہ بات ان کو زیب نہیں دیتی ...... جب ابوبکر ؓ موجود ہیں تو محمد ﷺ کے مصلیٰ کا وارث بھی ابوبکر ؓ ہے...... یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا......سب دروازے جو مسجد کی طرف لگے ہوئے ہیں اندر کی طرف بند کر دو!......صرف مسجد کے دروازے سے آیا کرو! اپنے دروازوں سے مسجد میں نہ آیا کرو......صدیق اکبر ؓ کی کھڑکی کھلی رہنے دو......(۲) فرمایا صدیق یہاں سے سیدھا مسجد میں آیا کر......اور پھر یاد رکھو! اللہ کے نبی ﷺ نے جب صدیق ؓ کو مصلیٰ امامت دیا تو ابوبکر ؓ مصلیٰ پر کھڑے ہو گئے نماز پڑھانا شروع کی اللہ کے نبی نے وضو فرمایا تو تھوڑی سی طبیعت میں بشاشت آئی

---

(۱) صحیح بخاری ص ۵۵۵ ج ۱ رقم الحدیث (۳۶۱۶) ابوداؤد کتاب السنۃ رقم (۱۵۶۱) مسند احمد (۱۶۹۳، ۲۴۴۴۵، ۱۶۹۲) (۲) صحیح بخاری ص ۵۱۶ ج ۱ رقم الحدیث (۳۳۸۸) صحیح مسلم رقم (۴۲۹۰) ترمذی (۳۵۹۳) مسند احمد (۱۰۷۱۰) الدارمی ص ۵۲ ج ۱ رقم (۸۱)

جناب عباس وعلی رضی اللہ عنہما دونوں وہاں پر موجود ہیں...... حضور ﷺ نے فرمایا علی بھائی، چچا عباس مسجد چلو...... اب جب آقا نکل کر باہر آئے...... ایک طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں...... اور ایک طرف علی رضی اللہ عنہ ہیں...... اور دونوں کے کندھوں پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ رکھا ہوا ہے...... ہاتھ رکھ کر جب آپ مسجد کی طرف تشریف لائے۔

حضور ﷺ کا صدیق کو اپنا مصلیٰ دینا:

حدیث میں آتا ہے آپ ﷺ نے حجرہ اقدس کا پردہ ہٹایا...... اور صحابہؓ اگر چہ نماز میں تھے...... لیکن پیغمبر کی آمد کے انوارات روشنی اور چمک اتنی تھی...... کہ ایک دم مسجد میں خوشبو مہکی اور عجیب سے انوارات ظاہر ہوئے...... مگر صحابہ چونکہ نماز میں تھے...... ان میں بے چینی کی کیفیت تو طاری ہوئی کسی کی نماز ضائع نہیں ہوئی...... حضور ﷺ منبر کے قریب مصلیٰ کے پاس جب آئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ آئے ہیں میں پیچھے ہٹوں...... اب ابوبکر رضی اللہ عنہ مصلیٰ سے پیچھے ہٹنے لگے...... اسی وقت اللہ کے نبی نے ایک ہاتھ علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر دوسرا عباس رضی اللہ عنہ کے کندھے پر رکھا ہوا ہے...... ایک جملہ فرمایا عَلٰی مَکَانَکَ یَا اَبَابَکْر...... (۱) اپنی جگہ پر ٹھہر...... !صدیق رضی اللہ عنہ رُک گئے...... میرا سوال آپ سے ہے یہ جگہ نبی ﷺ کی ہے یا صدیق رضی اللہ عنہ کی؟ (نبی ﷺ) کہنا یوں چاہئے تھا...... عقل کہتی ہے میرا مصلیٰ ہے ٹھہرا رہ کوئی نہیں روک سکتا عَلٰی مَکَانَکَ...... ''اپنی جگہ ٹھہر''۔ اشارہ اس طرف تھا کہ صدیق رضی اللہ عنہ تو امامت کرا رہا ہے صحابہ رضی اللہ عنہ مقتدی ہیں...... علی رضی اللہ عنہ بھی نماز میں نہیں...... عباس رضی اللہ عنہ بھی نماز میں نہیں...... یہ نبی ﷺ کے ساتھ آرہے ہیں...... پیغمبر ﷺ دونوں کو گواہ بنا رہے ہیں...... عباس تو بھی گواہ ہو...... علی تو بھی گواہ ہو۔

---

(۱) صحیح بخاری ص ۶۴۰ ج ۲

میں نبی صدیق کو کہتا ہوں عَلٰی مَکَانِکَ ......اپنی جگہ ٹھہر یہ مصلیٰ تیرا ہے، جگہ تیری ہے اب تک میری تھی، آج کے بعد تیری ہے، آج تک امامت میری تھی اب تیری ہے......علی تو بھی گواہ ہو، عباس تو بھی گواہ ہو، محمد کا مصلیٰ صدیق کے حوالہ ہے، اب یہ میری جگہ نہیں تیری ہے، ٹھہر......! حضور ﷺ کو تکلیف زیادہ تھی، آپ بیٹھ گئے......صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک قدم کی مقدار پیچھے ہٹے تھے اللہ کے نبی ﷺ جب بیٹھے تو ایک قدم آگے ہو کر بیٹھ گئے...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو تلاوت شروع کی ہوئی تھی نماز میں، بعض روایات میں آتا ہے......کہ سورۃ "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھ رہے تھے......سورۃ "فاتحہ الحمد" پڑھ چکے تھے......اگلی سورت شروع کر چکے تھے......مگر پیغمبر ﷺ کے آنے پر صدیق رضی اللہ عنہ چپ ہو گئے......اب رسول اللہ ﷺ نے نیت باندھی......اللہ اکبر کہہ کر اللہ کے نبی ﷺ نے جس جگہ صدیق نے تلاوت چھوڑی تھی......اس سے آگے رسول اللہ ﷺ نے پڑھنا شروع کیا......ابو بکر رضی اللہ عنہ چپ کر کے ٹھہرے رہے......حضور ﷺ امامت کرتے تھے صدیق رضی اللہ عنہ کی، صدیق امامت کرتے تھے امت کی۔ حضور ﷺ آہستہ سے اللہ اکبر کہتے کہ آواز دھیمی تھی......صدیق رضی اللہ عنہ اونچی آواز سے کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے امامت کی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ......اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی پوری امت کی......پہلے امامت کا حکم دے دیا پھر کہا عَلٰی مَکَانِکَ......جگہ تیری ہے تو ٹھہر! اب دوسرا عمل یہ بھی کر دیا کہ میں اپنے ہوتے ہوئے صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے جا رہا ہوں۔

حضورؐ کے بعد امامت کا اہل:

یاد رکھنا! میں اس کی امامت کرتا ہوں......یہ تمہاری امامت کرتا ہے......اوئے خلافت بلافصل کی دلیل دیکھ......! مصلیٰ ایک ہی ہے دوسرا کوئی نہیں......ایک ہی جگہ پر نبی بھی صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہے......ایک قدم کے فاصلے سے نبی آگے ہے صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے ہے

......اشارہ اس طرف تھا کہ میرے بعد اس جگہ کا اہل ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور کوئی نہیں......اب حضور ﷺ نے امامت کرائی صدیق رضی اللہ عنہ کی اور صدیق رضی اللہ عنہ نے پوری امت کی۔

حضور ﷺ کا آخری عمل:

ایک سوال ہے کہ حضور ﷺ نے قرأت وہاں سے شروع کی ...... جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ختم کی تھی......(۱) حضور ﷺ اب نماز میں شریک ہوئے ہیں......حضور ﷺ نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی......اب پیغمبر ﷺ نماز میں شامل ہوگئے......"فاتحہ" نہیں پڑھی......نبیؐ کی نماز "فاتحہ" کے بغیر ہوئی یا نہیں؟ (ہوئی)

---

(۱) ابن ماجہ ص ۸۸، مسند احمد ص ۲۳۲ ج ۱، سنن کبریٰ ص ۸۱ ج ۳، طحاوی ص ۲۳۵ ج ۱، طبقات ابن سعد ص ۱۳۰ ج ۱۳، نصب الرایہ ص ۵۱ ج ۲، درایہ ۱۰۰، فتح الباری ص ۱۴۵ ج ۲، دارقطنی ص ۱۵۳، ازالۃ الخفاء ص ۷۸ ج ۱، یہ روایت بالکل صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مسند احمد اور ابن ماجہ کی سند قوی ہے (فتح الباری ص ۶۲۹ ج ۵) اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں یہاں ہم ابن ماجہ والی سند کے روایت کے متعلق ذکر کرتے ہیں۔ اس کو امام ابن ماجہ نے نقل کیا ہے، ان کے متعلق علامہ ذہبی فرماتے ہیں، الحافظ الکبیر، ابو یعلی الخلیلی ان کو ثقہ کبیر اور متفق علیہ کہتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۸۹ ج ۲) امام ابن ماجہ کہتے ہیں کہ ہم سے علی بن محمد نے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ ان کے متعلق علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ وہ الحافظ، الثبت، محدث اور عالم قزوین تھے (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۹ ج ۲) علی بن محمد کہتے ہیں کہ ہم سے وکیع نے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ ان کے متعلق علامہ ذہبی کہتے ہیں۔ الامام الحافظ الثبت، محدث العراق اور احد الاعلام تھے (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۸۲ ج ۱) حافظ ابن حجر ان کو ثقہ حافظ اور عابد لکھتے ہیں (تقریب ص ۳۸۵) وکیع اسرائیل سے روایت ہیں۔ ان کے متعلق ابن حجر کہتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ بلاوجہ لوگوں نے ان میں کلام کیا ہے (تقریب ص ۳۲) امام احمد، عجلی، یعقوب ابن شیبہ، ابو حاتم، ابن نمیر، ابن سعد اور نسائی سب ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں (تہذیب التہذیب ص ۲۶۲ ج ۱) علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ وہ الامام الحافظ، الحجۃ، صالح، خداترس اور علم کا ظرف تھے۔ جن لوگوں نے ان میں کلام کیا ہے ان کا قول مردود ہے۔ امام بخاری، امام مسلم نے ان سے احتجاج کیا ہے (تذکرۃ ص ۱۹۹ ج ۱) اسرائیل نے اس روایت کو اسحاق سے کیا ہے۔ علامہ ابن ناصر الدین ان کو بڑے حفاظ اور آئمہ دین میں شمار کرتے ہیں (شذرات الذہب ص ۱۷۴ ج ۱) امام نووی لکھتے ہیں ان کی توثیق جلالت اور ثناء پر سب کا اتفاق ہے (تہذیب الاسماء ص ۲۷۱ ج ۲) علامہ ذہبی ان کو الحافظ اور احد الاعلام لکھتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۰۸ ج ۱) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

زندگی کی آخری امامت آخری حالت پیغمبر ﷺ عمل سے بتا کر جا رہے ہیں..... خیال کرنا "مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ" ...... جب تمہارا کوئی امام ہو جب وہ پڑھے تو امام کی قرأت مقتدی کی ہو جاتی ہے..... اپنی نہ پڑھنی شروع کر دینا..... اپنے امام پر اعتماد کرنا ..... دیکھو! میں صدیق کے ساتھ آ کر شامل ہوا ہوں..... اس طرف بھی اشارہ تھا..... مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ پہ اعتماد ہے..... جو اس نے قرآن پڑھا ہے..... وہ صحیح اور درست پڑھا ہے...... وہ میرا پڑھا ہوا ہے..... میں اسے دوبارہ نہیں دہراتا کہ کہیں کل کو کوئی یہ نہ کہے..... دیکھو! سورۃ فاتحہ نبی نے اپنی پڑھی ہے..... میں نہیں دہراتا..... کل کو کوئی یہ نہ کہے کہ ابوبکر کو صحیح نہیں آتا تھا..... نبی ﷺ نے اس لئے دہرا دیا تھا..... نہیں میں صدیق رضی اللہ عنہ پہ اعتماد کر کے جا رہا ہوں اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا اس کے بغیر نماز ہو جائے گی...... اگر مجھ محمد کی نماز فاتحہ کے بغیر ہو گئی ہے..... معراج کی رات ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی نماز امام الانبیاء ﷺ کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے بغیر ہو گئی ہے۔

ابوحنیفہؒ کے مقلدو! انبیاء علیہم السلام کا عمل بتاتا ہے..... کہ امام کے پیچھے فاتحہ کی ضرورت نہیں نماز ہو جاتی ہے..... اور جو پاگل یہ فتویٰ دے کہ جو نہیں پڑھتا اس کی نہیں ہوتی

(سابقہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) امام احمد، ابن معین، نسائی، عجملی، اور ابو حاتم رحمہم اللہ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں (تہذیب التہذیب ص ٦٥ ج ٨) ابو اسحاق السبیعی اس روایت کو ارقم بن شرحبیل نقل کرتے ہیں۔ ان کے متعلق محدث ابوذرعہ اور ابن سعد ثقہ کہتے ہیں۔ اور ابن عبداللہ ان کو ثقہ اور جلیل القدر محدث کہتے ہیں۔ ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں (تہذیب التہذیب ص ١٩٨ ج ١) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے (تقریب ص ٢٥) ارقم بن شرحبیل صحابی رسول حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں۔

(١) ابن ماجہ باب اذا قرء الامام فانصتوا رقم (٨٤٠) فتح القدیر ص ٢٣٩ ج ١، شرح نقایہ ص ٨٣ ج ١، آثار السنن ص ٨٧ ج ١، روح المعانی ص ١٣٤ ج ٩، فتح الملہم ص ٢٤ ج ٢، حاشیہ طحاوی ص ١٢٨ ج ١، اعلاء السنن ص ٦٣ ج ٤، بغیہ الالمعی ص ٧ ج ٢، احسن الکلام ص ٣١٩ ج ١ طبع ہشتم اکتوبر ٢٠٠٢ء، تحقیق الکلام ص ١٤٨ ج ٢، انکار المنن ص ١٦٠، کتاب فردوس الاخبار ص ١٥٩ ج ٤، مسند احمد رقم (١٤١١٦)

اس سے میری بحث تو نہیں میں اسے کہتا ہوں کہ مجھے کہہ کہ تو نے نہیں پڑھی تیری نہیں ہوئی لیکن جب تو کہتا ہے جو نہیں پڑھتا اس کی نہیں ہوتی...... سوچ کے کہا کرو! کہیں تیرے فتوئی کی زد میں محمد رسول اللہ ﷺ نہ آ جائیں...... اور اگر تو نے نبی ﷺ کی نماز کو کہا نہیں ہوئی تو پھر کائنات میں تیری بھی کبھی نہیں ہوگی...... پھر تیری نماز کی بات نہیں بات تیرے ایمان کی ہے...... اپنے ایمان کی خیر منا......! جو یہ کہے کہ نبی کی نماز نہیں ہوئی۔

اللہ ہم سب کو پیغمبر ﷺ کے صفات و کمالات سمجھنے کی اور نبوت رحمت کائنات کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دور حکومت

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ الِلّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ والذی جآء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون ......(١) قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ٥ مروا ابابکر ان یصلی بالناس ......(٢) وقال النبی صلی الله علیه وسلم لا ینبغی لقوم فیهم ابوبکر ان یومهم غیره ......(٣) او کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم......صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

قابل صد تعظیم وتکریم! واجب الاحترام! بزرگو! دوستو! اور بھائیو! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کے کئی پہلو ہیں...... آج میں ایک ایسے عنوان پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں

(١) پارہ نمبر ٢٤ سورۃ نمبر ٣٩ آیت نمبر ٣٣ (٢) صحیح بخاری ص ٩٩ ج ١ عن عائشہ، ترمذی ص ٢٠٨، کنزالعمال ص ٢٥٠ ج ١١، فضائل الصحابہ امام احمد بن حنبل ص ١٠٨ ج ١، فتح الباری ص ١٢٤ ج ٢، ابن ماجہ ص ٨٨، مسند احمد ص ٢٠٩،٢٣٢ ج ١ (٣) مشکوۃ ص ٥٥٥ ج ٢، ترمذی ص ٢٠٨ ج ٢، کنزالعمال ص ٢١٣ ج ١٢، مسند ابی یعلی الموصلی ص ٣٣٦ ج ٤ مطبوعہ بیروت

جو اس موقع کی مناسبت سے بڑی اہمیت رکھتا ہے...... کہ صدیق اکبر ؓ بحیثیت حکمران کے کیا تھے......؟ کسی حکمران میں جو اعلیٰ سے اعلیٰ صفات ہونی چاہئے تھیں......؟ اللہ نے ان صفات کا عکس کامل ابوبکر صدیق ؓ میں رکھا تھا، بلکہ مرکز ان کو بنایا تھا...... اس کے عکس حکمرانوں میں آتے ہیں...... یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اپنی جانشینی کے لئے اشارتاً صراحتاً جس آدمی کا اللہ کے رسول ﷺ نے انتخاب کیا وہ سیدنا صدیق اکبر ؓ تھے۔

ابوبکر صدیق ؓ سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھی:

اور بہت سارے کام، چونکہ اللہ کے فیصلے سے ہوتے ہیں...... بندوں کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا...... یہ شروع سے تقدیر کا فیصلہ تھا کہ اللہ نے نبی ؐ اور صدیق ؓ کے درمیان ایک جوڑ پیدا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کے لئے جس آدمی نے آنا ہے...... وہ سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے...... تاکہ اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی کے تمام مراحل کو بغور دیکھے...... ان تمام واقعات پر وہ غور کرے کہ پیغمبر ﷺ سفر میں کیا کرتے ہیں......؟ حضر میں کیا کرتے ہیں......؟ دکھ میں کیا کرتے ہیں......؟ سکھ میں کیا کرتے ہیں......؟ یاروں کی محفل میں کیا کرتے ہیں......؟ اللہ کے نبی ﷺ دشمنوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں......؟ دینی معاملات میں اللہ کے نبی ﷺ کی کیا کیفیت ہوتی ہے......؟ ذاتی معاملات میں اللہ کے نبی ﷺ کی کیا حیثیت ہوتی ہے......؟ اپنے تعلقات میں پیغمبر ﷺ لوگوں کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں......؟ اغیار کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں......؟

یہ تمام نشیب و فراز نبی ﷺ کی زندگی میں وہ قریب رہ کر سیکھے...... اگر پیغمبر ﷺ کی جگہ پر اسے جانشین بننا پڑے تو وہ نبی ﷺ کے کمالات کا اتنا عکس کامل ہونا چاہئے...... جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے وہی کچھ وہ کر دکھا دے...... اس لئے پوری جماعت صحابہ ؓ میں

صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں ...... جن کو اللہ کے نبی ﷺ کا اتنا زیادہ قرب نصیب ہوا کہ سفر میں، حضر میں، دُکھ میں، سُکھ میں، راحت میں، بے چینی میں، حتیٰ کی مشکل سے مشکل ترین وقت میں، آپ کوئی لمحہ ایسا نہیں پیش کر سکتے جہاں نبی ﷺ کے ساتھ صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوں۔

نبی ﷺ وصدیق رضی اللہ عنہ کے جوڑ میں عجیب حسن:

مکہ کی زندگی میں نبی ﷺ وصدیق رضی اللہ عنہ کا جوڑ مدینہ کی زندگی میں نبی ﷺ وصدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت، نماز میں دیکھیں تو رفاقت ہے...... آج مزار میں دیکھیں تو رفاقت ہے...... سفر تجارت میں چلتے ہیں تو دونوں اکٹھے ہیں ...... اگر معاملات طے کرتے ہیں تو دونوں اکٹھے ہیں...... بدر میں جاتے ہیں تو دونوں اکٹھے ہیں...... احد میں پہنچتے ہیں تو دونوں اکٹھے ہیں...... اتنی ہم آہنگی ہوگئی تھی، اتنا جوڑ پیدا ہو گیا تھا، اتنا اتفاق ہو گیا تھا، بلکہ اس کو اتفاق یا جوڑ و ہم آہنگی میں نہیں کہتا...... اس سے بڑی بات کہہ دیتا ہوں کہ اللہ کی تقدیر کے فیصلے لیں ...... نبی وصدیق کے درمیان اتنا قرب ہے کہ جو رائے نبی ﷺ پیش کرتے ہیں...... اس جگہ بیٹھ کر وہی صدیق رضی اللہ عنہ رائے پیش کرتے ہیں ...... دوسری جگہ بیٹھ کر تو وہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا اظہار خیال کرتے ہیں...... انہی لفظوں میں رسول اللہ ﷺ ادھر اظہار خیال کرتے ہیں...... گویا دونوں کے درمیان ایسی موافقت، ایسی مطابقت، ایسا جوڑ، ایسا حسن اتفاق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت کے فیصلہ سے کر دیا تھا...... تا کہ ہر شخص کو پتہ چل جائے کہ نبی ﷺ کی مسند پر اگر کوئی شخص آ سکتا ہے تو وہ اکیلا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے...... یہ حق ہی اسی کا ہے...... اس موافقت ومطابقت کے عنوان پر میں کئی بار گفتگو کر چکا ہوں...... اس عنوان کو میں نہیں لیتا۔

کامیاب حکمران کی صفات:

آج میرا عنوان یہ ہے کہ نبی ﷺ کی مسند پر صدیق رضی اللہ عنہ آئے ...... اس وقت

امت کی ضرورت کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ کام سوائے صدیق ؓ کے اور کوئی نہیں کر سکتا...... اس لئے ابوبکر صدیق ؓ تشریف لائے ...... اور اس وقت جو کارہائے نمایاں صدیق اکبر ؓ نے انجام دیئے...... اگر ابوبکر ؓ کی جگہ پر کوئی اور ہوتا تو شاید اس طریقہ سے وہ کارہائے نمایاں سرانجام نہ دے سکتا...... امت کی سب سے بڑی ضرورت ہی اس وقت سیدنا صدیق اکبر ؓ تھے...... کامیاب حکمران وہ ہوتا ہے کہ اس پر کسی کو اختلاف نہ ہو...... ہر آدمی کے دل کی آواز ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ برسر اقتدار آنے کے بعد وہ حکمران سب سے زیادہ کامیاب ہے...... جو عوامی امور میں عوام میں اتنا ڈھل جائے کہ جو کام عوام کر رہی ہے، جو وہ کھا رہے ہیں، جو وہ پی رہے ہیں، جیسے وہ زندگی گزار رہے ہیں، اس کی زندگی اور ان کی زندگی میں برابری ہو تو ہر آدمی کہتا ہے...... اگر میں بھوکا ہوں تو امیر المومنین ؓ بھی تو بھوکا بیٹھا ہے...... اس لئے مجھے اپنے امیر سے کوئی شکوہ نہیں ہے...... یہ اس کے کامیاب حکمران ہونے کی علامت ہوتی ہے...... تیسری کامیابی کی یہ بھی بہت بڑی علامت اور دلیل ہے ...... کہ اس کے دور میں کوئی فتنہ، کوئی سرکش، کوئی دہشت گرد، کوئی بدمعاش، کوئی کسی قسم کا غلط اقدام کرے تو وہ فوراً اس کی سرکوبی کرے...... اور اس پر کنٹرول کرے...... یہ بھی اس کی کامیابی کی علامت ہوتی ہے۔

کامیاب حکمران بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے...... کہ اپنی سلطنت کی پوری حفاظت بھی کرے...... اور اس میں مزید اضافہ بھی کرے...... فتوحات بھی کرے...... آپ ان تمام چیزوں کی روشنی میں اگر سیرت صدیق اکبر ؓ کو دیکھیں گے...... آپ کو یہ نظر آئے گا کہ ابوبکر صدیق ؓ نے انتہائی مختصر سی مدت میں جتنے بڑے کارنامے سرانجام دیئے اتنا بڑا کام شاید کوئی نہ کر سکا ہو۔

حضور ﷺ کا صدیق اکبر کو نرالے انداز میں ساتھ رکھنا:

سب سے پہلا مسئلہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں پیش آیا...... اللہ کے نبی ﷺ کے وصال انتقال کے بعد وہ رسول اللہ کی جانشینی کا مسئلہ تھا...... مہاجرین و انصار میں اختلاف ہو گیا...... ہر ایک کی اپنی اپنی تجویز تھی...... اللہ کے محبوب ﷺ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتخاب کر دیتے، نام لے دیتے، حضور ﷺ یہ فرما دیتے کہ میں اپنی جگہ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منتخب کر کے جا رہا ہوں...... اس کو امیر المومنین ماننا شاید ہر کام میں اللہ کی طرف سے حکمت ہوتی ہے...... اگر ایسا ہو جاتا تو پھر یہ ضروری ہوتا کہ امیر المومنین ہی جس کو چنے وہ خلیفہ بن سکتا ہے اور آدمی خلیفہ نہیں بن سکتا...... پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ جس کو چنیں گے وہی خلافت کا حقدار ہوگا...... عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جس کو چنیں گے وہی خلافت کا حقدار ہوگا...... عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جس کو چنیں گے وہی خلافت کا حقدار ہوگا...... حیدر کرار رضی اللہ عنہ جس کا انتخاب کریں گے وہی خلافت کا حقدار ہوگا...... تو ان پانچ ادوار تک تو یہ موقف صحیح رہتا...... لیکن جب اگلی نسلیں آتیں...... ان میں ایک بڑا مسئلہ بن جاتا...... باپ نیک صالح ہے بیٹا بدکردار ہے...... فطرت کہتی ہے میں اپنے بیٹے کو بنا کر جاؤں...... طبیعت کہتی ہے اپنے قریبی دوست کو جانشین بنا دوں...... اس لئے اظہار رائے کسی سے نہ کی جائے...... کسی سے گفتگو نہ کرے...... کسی سے صلاح و مشورہ نہ کرے...... عوام الناس یا صاحب رائے لوگوں کے ساتھ اس مسئلہ میں کوئی گفتگو نہ کرے...... اپنی مرضی سے منتخب کرتا چلا جاتا تو امت میں بجائے محبت اور جوڑ کے اتنی نفرتیں پیدا ہو جاتیں...... اتنی کدورتیں پیدا ہو جاتیں...... اتنے اختلافات پیدا ہو جاتے کہ امت مسلمہ کا جوڑ دنیا میں مشکل ہو جاتا...... اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی رائے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسلط نہیں کیا...... بلکہ اللہ کے نبی ﷺ نے عملی زندگی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس انداز سے لوگوں کے سامنے پیش کیا کہ میرے بعد لوگ صدیق رضی اللہ عنہ کو منتخب کر لیں......

انتخاب پھر بھی انہوں نے کرنا ہے۔

پیغمبر ﷺ کا عملی طور پر بتانا:

چنانچہ ہر موڑ پر حضور ﷺ نے صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے کیا...... تو آخری لمحات میں بھی یہی کیا کہ مُرُوا اَبَابَکرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ......(۱) صدیق رضی اللہ عنہ کو کہو امت کو نماز پڑھائے......اور جب کہا گیا محبوب اِنَّہٗ رَجُلٌ رَقِیْقٌ ...... عائشہ صدیقہؓ نے کہا...... میرے ابا تو نرم مزاج ہیں...... وہ آپ ﷺ کی مسند کو خالی دیکھ کر برداشت نہیں کر سکیں گے...... آپ ﷺ ان کے متعلق کہتے ہیں تو محبوب نے بڑے جلال میں ایک جملہ ارشاد فرمایا...... کہ خبر دار! اَنَا اَوْلٰی وَیَأْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ ...... اللہ انکار کرتا ہے...... مومنین انکار کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی مسند پر سوائے صدیق رضی اللہ عنہ کے اور کوئی شخص نہیں آسکتا...... اس لئے میں اپنے مصلیٰ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے جا رہا ہوں...... اور جس وقت یہ خلافت کا جھگڑا آگے پیش آیا...... مہاجرین وانصار میں اختلاف ہوا...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فضائل انصار پیش کئے...... مہاجرین کی باتیں بھی بتائیں...... اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حتمی فیصلے پر یہ تجویز پیش ہوئی کہ امیر المومنین کا انتخاب مہاجرین میں سے کیا جائے...... اس لئے کہ محنت ان کی ہے...... کاوش ان کی ہے...... جدوجہد ان کی ہے...... وطن سے بے وطن یہ ہوئے ہیں...... دین کی خاطر بہت بڑی قربانیاں انہوں نے دی ہیں...... اس لئے پیغمبر ﷺ خود بھی مہاجر تھے...... اللہ کے نبی ﷺ ہجرت کر کے آئے ہیں...... ہم مہاجر کو خلیفہ منتخب کرتے ہیں...... جس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا...... اس انتخاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک جملہ کہا تھا...... اور بڑا تاریخی جملہ ہے...... آب زر سے لکھنے کے

(۱) ترمذی ص ۲۰۸ ج ۲، صحیح بخاری ص ۹۳، ۹۹ ج ۱، کنز العمال ص ۲۵۰ ج ۱۱

قابل ہے...... پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے...... فرمایا لوگو! میرے نبی محمد ﷺ نے جس کو مصلی امامت کے لئے، مصلی رسول ﷺ کے لئے جس آدمی کا انتخاب کیا...... رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں جس کو منصب امامت عطا کیا ہے...... میں اللہ کے نبی ﷺ کی جدائی کے بعد اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہتا...... پیغمبر نے اس کو مسجد کا مصلیٰ دیا تھا میں اس کو خلافت کا مصلیٰ دینا چاہتا ہوں عملی شکل میں بتایا...... (۱) کہ میری جگہ پر کون آئے گا۔

استحکام اسلام کے لئے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کا اعلان:

یہ ایک بڑا مسئلہ تھا...... ثقیفہ بنو ساعدہ ایک مشہور جگہ ہے...... تین دن تک وہاں میٹنگیں ہوئیں...... بد کردار لوگ الزام لگاتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کا جسم وہاں رکھا تھا......اور یہ لوگ حکومت کے چکر میں پڑے ہوئے تھے کہ اقتدار کس کو ملے......؟ یہ بات نہیں ہے...... فطرت کے تقاضے ہوتے ہیں جو پورے ہوتے ہیں...... اسے ہر آدمی نہیں سمجھ سکتا ...... جس وقت رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا...... نو لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت پھیلی ہوئی تھی...... آپ کا ہندوستان پاکستان بنگلہ دیش ملا لیا جائے...... اور اس جیسی آٹھ سات سلطنتیں اور ملالی جائیں...... تو یہ کل اتنا رقبہ بنے گا...... جتنا کہ اس وقت اسلامی سلطنت کا تھا...... اتنی بڑی سلطنت کا فرمانروا اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ، یہ اللہ کو پیارے ہوں...... فوراً اگر کسی کو جانشین منتخب نہ کیا جائے...... فوراً مجلس شوریٰ بیٹھ کر اس کا فیصلہ نہ کرے...... تو کہیں سے بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوں تو ملک کے ٹکڑے ہو جایا کرتے ہیں۔

(۱) مستدرك حاكم ص ٦٦ ج ٣، ابن خلدون ص ١٧٦ ج ١، البدايه والنهايه ص ٢٤٩ ج ٥، سنن كبرى بيهقى ص ١٣٤ ج ٨، طبرى ص ٢٠١ ج ٣، كنز العمال ص ١٤١ ج ٣، مسند احمد ص ١١٤ ج ١، طبقات ابن سعد ص ١٨٣ ج ٣، استيعاب ترجمه صديق اكبر ابن ابى الحديد باب بقية السقيفه واختلاف آراء الناس بعدانتى، فضائل ابى بكر الصديق طالب عشارى ص ٥،

آپ کو یاد ہو گا...... جب ضیاء الحق مرحوم کا حادثہ ہوا تو جنازہ تین دن کے بعد پڑھایا گیا تھا......اور حادثہ کے آدھا گھنٹے بعد مجلس شوریٰ کا اجلاس کر کے اعلان کر دیا گیا تھا کہ ان کے قائم مقام صدر اسحاق ہو گا......اس لئے کہ ہمارا بادشاہ فوت ہو گیا ہے......تا کہ کہیں کسی قسم کی کوئی بغاوت نہ ہو......سب سے پہلے اعلان یہ کیا گیا کہ قائم مقام صدر منتخب ہو چکا ہے...... یہاں تو کسی نے نہیں کہا کہ اس کی لاش پڑی ہے......وہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے وہ جل رہا ہے......اس کی طرف کوئی گیا نہیں......اور یہاں ان کو اقتدار کی اور کرسی کی پڑ گئی ......ارے تم چھوٹی سی مملکت کی حفاظت کے لئے پہلے یہ سوچتے ہو کہ وہ جانے والا تو چلا گیا ......اس نظام کو کون چلائے گا...... پہلے اس کا انتخاب کیا جائے......اصحاب رسول پیغمبر ﷺ کے تربیت یافتہ تھے......ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ محبوب ﷺ کے وصال کے بعد جن صحابہؓ نے دین کی عظمت کے لئے اپنی جان قربان کی ہے......وطن قربان کیا ہے...... پیغمبر ﷺ نے صحابہؓ کی تڑپتی ہوئی لاشوں کو دیکھا ہے......ان حالات میں اگر اللہ کے محبوب ﷺ کے وصال کے بعد امت کے جوڑ کی بات نہ ہوتی...... صحابہ رضی اللہ عنہم کو مجتمع نہ کیا جاتا ......خلافت کا مسئلہ حل نہ کیا جاتا...... پوری دنیا میں افراتفری پھیل جاتی......اسلام اپنی جگہ پر باقی نہ رہتا......استحکام اسلام کے لئے ضروری تھا کہ ابو بکرؓ کی خلافت کا اعلان پہلے ہونا چاہئے......وہ فیصلہ ہوا!...... خمینی مرا ایران میں تین دن اس کی میت پڑی رہی......اور جب انہوں نے وہاں اجلاس بلا کر سربراہ کا انتخاب کیا......آپ حیران ہوں گے کہ خمینی کا بیٹا ہے......غالباً احمد خمینی اس کا نام ہے......انہوں نے اجلاس میں اس کو بلایا تک نہیں...... اس کو شوریٰ کا ممبر ہی نہیں بنایا......اس کو کوئی منصب اور عہدہ بھی نہیں دیا......ٹھیک ہے خمینی کا بیٹا تھا......انقلاب خمینی نے برپا کیا تھا......اس کے بیٹے نے نہیں کیا تھا...... بھائی تم اپنی عملی زندگی میں تو وہی کردار ادا کرتے ہو......جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے

عملاً پہلو دکھایا تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ کے وصال کے بعد ضرورت اس بات کی ہے کہ امیر المومنین ؓ منتخب کیا جائے......اور وہ بھی ہو جو پیغمبر ﷺ کے قرب میں سب سے زیادہ رہا ہو ۔خاندان کی ضرورت نہیں...... برادری کی ضرورت نہیں......داماد کی ضرورت نہیں...... چچا کے بیٹے کی ضرورت نہیں......یہاں اگر بیٹا نہیں بن سکتا تو وہاں چچا کا بیٹا کیسے بن سکتا تھا؟ ......اس لئے اگر تم پندرہ سو سال بعد کسی کا انتخاب کرتے ہو......تو تمہارے سامنے بھی رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہے......تم اپنے کفر پر رہ کر نبی ﷺ کی منشاء کے خلاف اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت کو اپنائے بغیر اس مسئلہ میں پیغمبر ﷺ کی عملی زندگی کے اس پہلو پر عمل کئے بغیر اپنی حکومت کو مستحکم نہیں رکھ سکتے......ضرورت کے وقت تم اس طرف آتے ہو......اگر ہم اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں تو ہمیں مجرم کہہ دیا جاتا ہے......سب سے بنیادی مسئلہ مشکل ترین مسئلہ خلافت کا تھا وہ حل ہوا۔

سیدنا صدیق اکبر ؓ کا خطبہ:

اب امیر المومنین ؓ نے برسر اقتدار آنے کے بعد چند کام اور کئے......جن کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں......سب سے پہلے ایک خطبہ دیا......تفصیل کا وقت نہیں...... مختصراً دو جملوں میں اس کو بیان کرتا ہوں......سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا لوگو! میں تم میں سے ایک آدمی ہوں کوئی باہر کی مخلوق نہیں......تمہارے معاشرے کا ایک فرد ہوں......تم نے مجھے منتخب کیا ہے......آپ نے مجھے امیر المومنین خلیفۃ الرسول بنایا ہے......میں تم میں سے کسی پر کوئی ایسی فضیلت نہیں رکھتا......جو تم میں ادنیٰ ہے وہ میرے لئے اعلیٰ ہے......جو تم میں اعلیٰ بننے کی کوشش کرے گا وہ میرے لئے ادنیٰ ہے......جو تم میں کمزور ہے میرے نزدیک وہ قوی ہے......جو تم میں اپنے آپ کو قوی سمجھتا ہے میرے نزدیک وہ کمزور ہے...... میں اللہ کے دین کے استحکام کے لئے ہر وہ کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے

......اگر کوئی غریب آئے گا میں یقیناً اس کی حمایت کروں گا......کوئی ظلم کر کے آئے گا میں اس کی سرکوبی کروں گا......میں تمہارے سامنے امیر المومنین کی حیثیت سے اعلان کرنا چاہتا ہوں......میری زندگی کا کوئی عمل ایسا دیکھو! جو نبی کی شریعت کے خلاف ہو......جو پیغمبر کے مشن کے خلاف ہو...... مجھے اپنا سربراہ سمجھ کر نہیں...... بلکہ اپنے معاشرے کا ایک فرد سمجھ کر فوراً ٹوکنا......میرے گریبان سے پکڑنا......اگر تم میری رہنمائی نہیں کرو گے......قیامت کے دن اللہ کے دربار میں تم مجرم ہونگے......میرا ہاتھ تمہارے گریبان میں ہوگا؟......(۱)

آؤ دنیا کی تاریخ میں ایک سربراہ ایسا پیش کرو!...... جو منصب خلافت پہ آنے کے بعد اتنا عظیم خطبہ دے رہا ہو......اور یوں کہے کہ میں تم جیسا ہوں۔

مجلس شوریٰ کا حضرت ابوبکرؓ کا وظیفہ مقرر کرنا:

اور ایک عجیب واقعہ پیش آتا ہے......کہ منصب خلافت پہ بیٹھنے کے بعد دوسرا دن ہے......امیر المومنینؓ نے اپنے کندھے پر چند لنگیاں رکھیں......اور بازار کی طرف چل پڑے کہ یہ میں کپڑے فروخت کرنے جا رہا ہوں......حضرت علیؓ ملے......عمر بن خطابؓ دوسرے صحابہؓ ملے......انہوں نے کہا خیر ہے امیر المومنین کہاں جا رہے ہو؟......فرمایا! تجارت کرنے، کپڑے بیچنے، کہا گیا آپ تو امیر المومنین ہیں......ہم نے آپ کو خلیفۃ الرسول کے منصب پر بٹھایا ہے......فرمایا! خلیفۃ الرسول تو اپنی جگہ ہوں......میں نے اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہے......اپنا پیٹ پالنا ہے......اس کے لئے کیا میں کمائی نہ کروں......؟ انہوں نے کہا......ہم آپ کا وظیفہ متعین کرتے ہیں......آپ یہ کام نہ کریں......آپ کا خرچ بیت المال کے ذمہ ہوگا......چنانچہ بیت المال سے وظیفہ متعین ہوتا ہے۔

(۱) صفۃ الصفوۃ لابن جوزی ص ۲۶۰ ج ۱، کتاب الاموال لابی عبید ص ۵، طبقات ابن سعد ص ۱۸۳ ج ۳، کنز العمال ص ۲۶۰ ج ۱، السیرۃ النبویہ لابن ہشام ص ۵۵۵ ج ۴ مطبوعہ بیروت

روزانہ کی ایک مقدار طے ہوتی ہے...... وہ روزانہ اتنا آتا ہے...... کہ جس سے ایک دن بچوں کا پیٹ بھرتا ہے...... ابھی کچھ دن گزرے تھے...... کیونکہ پہلے دولت کی فراوانی تھی ...... خود بہت بڑے تاجر تھے...... اپنا کاروبار کیا کرتے تھے...... گھر میں ہر چیز سہولت سے آتی...... اور کھاتے کھلاتے تھے...... لیکن اب یہ منظر پیش آیا کہ امیر المومنین بنے...... اب جتنا حکومت دیتی تھی...... اسی پہ گزارہ کرتے تھے۔

اضافی رقم بیت المال میں جمع کرانا:

بیوی نے ایک دن کہا...... کئی دن گزر گئے ہیں...... بچوں کا دل چاہتا ہے کہ کوئی میٹھی چیز تیار کر کے کھائی جائے...... آپؓ نے فرمایا! میرے پاس اب اپنا ذاتی مال تو ہے نہیں...... بیت المال سے جو مجلس شوریٰ نے متعین کیا ہے میں اس پر گزارا کرتا ہوں...... میں اپنی طرف سے کسی قسم کا کوئی اضافی خرچ نہیں کر سکتا...... لہٰذا اسی پہ اوقات گزاری کرو ...... اور اگر تم چاہتے ہو...... اسی میں سے گنجائش کر کے بچا بچا کے دس بیس دن رکھو...... جب اس مقدار جتنی رقم اکٹھی ہو جائے تو اس سے کوئی میٹھی چیز کھا لینا...... بیوی اس میں کمی کرتی رہی اور جس دن اتنی مقدار کا مال جمع ہو گیا کہ آج اس سے میٹھی چیز تیار ہو سکتی ہے ...... تو کوئی اچھی سی شیرینی تیار کی جائے...... جو بچوں کو کھلا دی جائے...... جب یہ رقم جمع ہوئی تو حضرت اسماءؓ بنت عمیس صدیقؓ کی بیوی نے وہ رقم اٹھا کر صدیق اکبرؓ کو دی...... یہ رقم لیجئے!...... بازار سے سودا لا دیجئے!...... صدیق اکبرؓ نے کہا...... پیسے کہاں سے آئے ہیں...... امیر المومنینؓ! یہ وہی ہیں...... جو ہم نے بچا بچا کے اکٹھے کئے تھے...... فرمایا! اس کا مطلب ہے کہ اگر اتنی رقم ہمیں بیت المال سے نہ ملے...... تب بھی ہمارا گزارہ ہو سکتا ہے...... یہ رقم بیت المال کی ہے...... اٹھائی اور واپس کر دی...... جمع کرانے کے بعد امیر المومنینؓ نے حکم دیا...... کہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں...... میں نے پیغمبرؐ کے

دستر خوان پر کبھی دو کھانے نہیں دیکھے...... میں نے محبوبؐ کے دستر خوان پر سوکھی روٹیاں دیکھی تھیں...... جو دیکھے تھے...... پانی پر گزارہ کرتے دیکھا تھا...... میں نبی کا خلیفہ بن کر یہ کھانے کھاؤں...... صدیق برداشت نہیں کرسکتا...... آج کے بعد جو مجھے وظیفہ دیا جاتا ہے ...... اس میں اتنی رقم کی کمی کردی جائے۔......(۱) آؤ ایسا حکمران اللہ کی زمین پر ایک تو پیش کرو...... جو کسی سے اتنا مال نہیں لیتا...... وہ نبی ﷺ کی بیٹی کی جائیداد کیسے کھائے گا......؟ ظالمو! یہ کہتے ہوئے شرم کیا کرو...... وہ باغ کیسے کھا جاتا ہے۔

زمانہ خلافت میں خدمت خلق:

ایک بچی روتی ہوئی آئی چچا جان آپ تو امیر المومنین بن گئے ہیں ...... اور وہ رو رہی ہے...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... تو روتی کیوں ہے......؟ اس نے کہا ...... آپ ہماری بکریوں کا دودھ دوہتے تھے...... اب آپ سربراہ مملکت بن گئے ہیں...... انسانی ہمدردی کے تحت آپ ہماری خدمت کرتے تھے...... اب ہماری خدمت کون کرے گا ......؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بچی کے سر پر ہاتھ رکھا...... اور کہا بیٹی امیر المومنینؓ بننے کا معنی یہ نہیں ہے کہ میں انسانی ہمدردی اور خدمت چھوڑ دوں...... جیسے میں پہلے خدمت کرتا تھا...... اب بھی روزانہ تمہاری بکری کا دودھ نکالنے میں ہی آیا کروں گا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسا اعزاز:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خدمت انسانی کے اس پہلو کو جب میں نے دیکھا تو حیران ہوگیا...... ایک بڑھیا تھی بالکل غریب ضعیف اور کمزور سی عورت تھی...... شہر سے باہر رہتی تھی...... میں حیران تھا کہ اس کو یہاں کھانا کون

(۱) حیاۃ الصحابہ ص ۱۲۰ ج ۲ مترجم مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور

دے جاتا ہے......؟اس کے مکان کی صفائی کون کرتا ہے......؟اس کے مکان میں جھاڑو کون دیتا ہے......؟اس کو پانی کون بھر کر دیتا ہے......؟وہاں وہ خوشحال زندگی گزار رہی ہے ...... پہاڑ کے دامن میں ہے...... میں روزانہ سوچتا تھا...... میں نے اس کی ٹوہ لگانا شروع کی ...... اس بڑھیا نے مجھے کہا کہ ایک شخص آتا ہے ...... وہ رات کے آخری حصہ میں آتا ہے...... یہاں آ کر کام کر جاتا ہے...... میرے گھر کا جھاڑو بھی دے جاتا ہے...... پانی بھی بھر کر رکھ جاتا ہے...... سارا انتظام کر جاتا ہے...... مجھے کھانا بھی دے جاتا ہے...... میں یہاں سکون سے زندگی بسر کر رہی ہوں ...... حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں تلاش میں رہا...... حتیٰ کہ ایک دن میں آدھی رات کے بعد اٹھا کہ تہجد کا وقت ہے...... میں جاؤں اور اس آدمی کو تلاش کروں ...... جب میں اس مکان پر پہنچا...... جا کے کیا دیکھتا ہوں ...... ایک نقاب پوش صرف اس کی آنکھیں کھلی ہیں...... چہرہ اس نے چھپایا ہوا ہے......اور وہ اس بڑھیا کے گھر سے نکل کر باہر آ رہا ہے...... میں سمجھ گیا کہ یہ وہی آدمی ہے...... جو رات کے سناٹے میں جا کر اس کی عافیت دریافت کرتا ہے اس کے گھر کا جھاڑو دیتا ہے......اس کا پانی بھر کر رکھتا ہے......میں نے قریب ہو کر ان کو پکڑ لیا کہ میں نہیں جانے دوں گا...... چہرے سے کپڑا ہٹاؤ!...... جب نقاب ہٹایا گیا...... میں دیکھ کے حیران ہو گیا کہ وہ خلیفۃ الرسول ﷺ ابو بکر صدیقؓ ہے ...... عمرؓ کی چیخ نکلی ...... کہا ابو بکرؓ میں آپ سے کسی نیکی میں نہیں بڑھ سکا ...... مجھے جب اس بڑھیا نے آپ کی صفات بتائی تھیں ...... میں سمجھ گیا تھا کہ صدیقؓ کے سوا یہ کام اور کوئی نہیں کر سکتا......اتنا بڑا اعزاز اگر کوئی حاصل کر سکتا ہے تو وہ صرف صدیق اکبرؓ ہے۔

صدیق اکبرؓ کے دور میں چار اہم کام:

ابو بکرؓ کے دور حکومت میں چار اہم کام ہوئے ہیں......جن کی نشاندہی کرنا

چاہتا ہوں ...... سب سے پہلا عظیم کام یہ ہوا کہ یہ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد شام کی طرف اللہ کے نبی نے ایک لشکر کو روانہ کیا تھا...... حضورؐ کے بالکل آخری ایام تھے...... اللہ کے محبوب بیمار تھے...... مرض الوفات کے ایام تھے...... اس دوران حضورؐ نے ایک لشکر تیار کیا جس کو جیش اسامہ کہا جاتا ہے...... سترہ سال کا ایک نوجوان اسامہ بن زید ؓ اس لشکر کے امیر بنتے ہیں ...... نوجوانو! رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے یہ کمسن چھوٹے بچے اتنی بڑی صلاحیتیں کے مالک تھے کہ اسامہ امیر ہے...... اور عمر بن خطاب ؓ اس کے ماتحت مامور بن کے جا رہا ہے...... اسامہ بن زید ؓ یہ چھوٹا سا بچہ امیر ہے...... اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم مامور بن کے جا رہے ہیں...... اور حضور ﷺ نے جب اس لشکر کو روانہ کیا ...... ابھی یہ روانہ نہیں ہوا تھا...... اطلاع مل گئی کہ اللہ کے نبی کا انتقال ہو گیا ہے...... ظاہر ہے...... پوری امت جہاں جہاں مسلمان تھے...... سب آئے...... تین دن تک اللہ کے نبیؐ پر درود جنازہ کی شکل میں پڑھا گیا کہ دس دس آدمیوں کی ٹولی میں اندر جاتے...... جسم رسول ﷺ کے سامنے درود پڑھتے...... پھر واپس آ جاتے......(۱) تو وہ لشکر بھی واپس آ گیا...... تین دن کے اندر اندر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا مسئلہ حل ہوا...... اللہ کے محبوب ﷺ کا جسم اطہر روضۂ اطہر کے اندر دفن کیا گیا۔

سب سے پہلا کام:

تدفین کے بعد جب پہلا خطبہ صدیق اکبر ؓ نے دیا...... خطبہ دینے کے بعد پہلا اعلان کیا۔ "این اسامہ" اسامہؓ کہاں ہے......؟ اسامہ بن زید ؓ سترہ سال کا نوجوان کھڑا ہو گیا...... فرمایا! جو لشکر اللہ کے محبوب ﷺ نے تیار کیا تھا وہ لشکر کہاں ہے؟ کہا

(۱) البدایہ والنہایہ ص ۲۶۵ ج ۵ شمائل ترمذی بحوالہ سیرۃ مصطفی ص ۱۸۷ ج ۳ السیرۃ النبویہ لابن ہشام ص ۵۵٦ ج ٤ مطبوعہ بیروت

حضرت وہ فلاں فلاں لوگ ہیں......ان سب کو تیار کیا...... فرمایا! امیر المومنین ﷺ کی حیثیت سے حکم دیتا ہوں فوراً جاؤ...... جس محاذ پر پیغمبر ﷺ نے تم کو روانہ کیا تھا...... میں تمہیں شام کی طرف روانہ کرتا ہوں...... صحابہؓ حیران تھے...... چیخیں نکل گئیں...... حضرت! محبوب ﷺ کی جدائی کا صدمہ ہم سب پہ ہے...... کچھ دن تو ٹھہر جائیے!...... انتظار کیجئے!...... ہمیں مدینۃ الرسول ﷺ میں رہنے دیجئے!...... ایک دوسرے کو مل کے ہم ایک دوسرے کے غم کو ہلکا کر لیا کریں گے...... ابھی تو پیغمبر ﷺ کی جدائی کا صدمہ ہے...... آج آپ ہمیں مدینہ سے داغ مفارقت دینا چاہتے ہیں...... جدا کرنا چاہتے ہیں...... پتہ نہیں ہم میں سے کون وہاں شہید ہو جائے، کون زندہ بچے......؟ واپس نہ آئے...... اس لئے کچھ دن توقف کریں...... اور بڑے بڑے صحابہؓ نے کہا...... حضرت وہ اللہ کے نبی ﷺ بہتر حکمت جانتے تھے...... حضور ﷺ نے اسامہؓ کو امیر لشکر بنایا...... ہماری رائے یہی ہے۔ خالد بن ولید ﷺ کو امیر بنائیں ابو عبیدہ ﷺ بن الجراح کو امیر بنائیں...... سعد بن ابی وقاص ﷺ کو امیر بنائیں...... کسی بڑے جرنیل کو امیر بنا کے بھیجیں...... اسے فوج کا سربراہ بنا کر بھیجیں...... اس کمسن بچے کو نہ بھیجیں یہ بچہ جا کر کیا کرے گا؟...... بڑا آدمی جانا چاہئے...... حضرت ابو بکر ﷺ نے اسی وقت خطبہ دیا...... فرمایا! میں اللہ کے نبی ﷺ کی سنتوں کو جاری کرنے کے لئے آیا ہوں...... بدعات کو نافذ کرنے کے لئے نہیں آیا...... جس کو امیر نبی ﷺ نے بنایا تھا میں کون ہوتا ہوں جدا کرنے والا......؟ اس لشکر کو پیغمبر ﷺ نے روانہ کیا تھا...... میں کون ہوتا ہوں کہ اس لشکر کو روکوں......؟ جن سپاہیوں کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تھا...... میں کون ہوتا ہوں کہ ان میں ترمیم کروں......؟ لشکر بھی یہی جائے گا...... سپاہی بھی یہی جائیں گے...... امیر بھی یہی ہوگا...... اور پیغمبر ﷺ نے وصال کے وقت روانہ کیا تھا...... نبی ﷺ کا آخری وقت تھا...... پیغمبر ﷺ نے انتظار نہیں کیا کہ میری بیماری اور صحت کا مسئلہ ہے...... کیا پتہ ہے صدیق

کس لئے انتظار کرے......؟ صدیق پہلا کام وہ کرے گا جو نبی ﷺ نے زندگی کا آخری کام کیا تھا...... پہلے لشکر روانہ کروں گا...... بڑی منت وسماجت کے بعد امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جو اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے...... ان کو اس لشکر میں سے رکوالیا گیا...... باقی سب کو روانہ کیا گیا...... اور توجہ کرو!...... بڑا عجیب منظر تھا...... حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے پر سوار کیا...... خود زمین پر پیدل چل رہے تھے...... بالکل وہی منظر تھا...... جب آخری دنوں میں رسول اللہ ﷺ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کر رہے تھے...... معاذ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے گھوڑے پر سوار کیا...... خود حضور ﷺ پیدل تھے...... حدیث میں آتا ہے...... ایک ہاتھ سے پیغمبر ﷺ نے لگام کو تھاما...... ایک ہاتھ سے اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی رکاب کو تھاما...... حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو سواری پر سوار کیا...... اللہ کے محبوب ﷺ نے روانہ کیا...... اور عجیب جملے تھے...... فرمایا معاذ! اب جب تو واپس آئے گا تو ہوسکتا ہے کہ مجھے تو اس دھرتی پہ نہ دیکھ پائے...... آج تو میرا چہرہ جی بھر کے دیکھ لے...... یہ جملے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے دل پر اترتے جا رہے تھے۔ فبکی بکاءً شدیداً...... سخت روئے ہچکی بندھ گئی...... کہا محبوب آپ مجھے روانہ بھی کر رہے ہیں...... جدائی کے صدمہ کی آپ مجھے اطلاع بھی دے رہے ہیں یہ کیا ہو رہا ہے......؟ بالکل یہی منظر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیش کیا...... سترہ سال کے نوجوان کو گھوڑے پر سوار کیا...... اس کی لگام کو ہاتھ میں تھاما...... رکاب پر ہاتھ رکھا...... شہزادے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اوپر بٹھایا...... لشکر پیچھے ہے...... امیر المومنین خلیفۃ الرسول رضی اللہ عنہ اس کی لگام کو پکڑتا ہے...... گھوڑا تیز رفتار تھا...... وہ تیزی سے دوڑا...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ساتھ دوڑے...... حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ گھوڑے کو روک کر کہتے ہیں...... امیر المومنین مجھے شرم آتی ہے...... آپ تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں آپ پیدل ہوں اور میں سواری پر ہوں...... فرمایا! نہیں نہیں میں تجھے اس

لئے سوار کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے سوار کیا تھا...... اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ جو شخص کسی غازی یا مجاہد کے ساتھ ایک قدم بھی چلتا ہے...... اللہ ہر قدم پر سات سو نیکیاں اس کے حصہ میں لکھ دیتا ہے...... آج میں صدیق نیکی کا سب سے زیادہ متلاشی ہوں......(۱) جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی اور صدیقی رضی اللہ عنہ جرات:

اس کا نتیجہ کیا تھا......؟ یہ بات بھی بڑی عجیب ہے...... اس کا فائدہ یہ ہوا کہ کفر کی جو سازشیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں اٹھیں...... ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ اسلام کی تحریک کے سب سے بڑے محرک محمد رسول اللہ ﷺ ہیں...... جیسے کافر کہتے تھے اس کے جانے کے بعد اس کا نام کون لے گا......؟ ان کے ذہن میں یہ تھا کہ دین مٹ جائے گا...... لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کو روانہ کیا...... اس کا رُعب کفار پر یہ پڑا...... اور وہ پکار اٹھے کہ ہم تو سوچتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد یہ کام ختم ہو جائے گا...... مشن ختم ہو جائے گا...... یہ تو اور آگے بڑھا ہے...... یہ تو اتنا بڑا جرأت مند آدمی آیا ہے کہ اس نے تین دن بھی انتظار نہیں کیا...... ان لوگوں کو اس نے مدینہ نہیں رہنے دیا تو کفر کی کمر ٹوٹی کفر لرزہ براندام ہوا...... وہ پریشان ہوا کہ یہ کیا ہو گیا ہے......؟ وہ سوچتے تھے کہ ہم حاوی ہو جائیں گے...... یہ تو مسلمان اور آگے بڑھ رہے ہیں...... صدیق رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے یہ فائدہ ہوا...... اور اسلام کی فطرت میں بھی یہی ہے کہ جب بھی مسلمانوں کے کسی سربراہ پر ایسا وقت آئے...... اور اس کا جانشین پیچھے بنا دیا جائے...... اللہ وہ صلاحیتیں اس میں بیدار کرتے ہیں...... جو پہلے میں ہوتی ہیں...... تا کہ

(۱) طبری ص ٤٦١ ج ٢ ابن عساکر ص ١١٧ ج ١

دین کا کام اور آگے بڑھتا رہے...... کہنا یہ چاہتا ہوں کہ بات بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی ......ابوبکر ﷛ کے اس مشن کی وجہ سے کہ فوراً لشکر روانہ کیا تو کفر کی کمر ٹوٹ گئی۔

دوسری بات صدیق اکبرؓ نے کسی کی کوئی تجویز قبول نہ کی کہ نبی ﷺ کی سنت میں غیر نبیؑ کے کسی عمل کو قبول نہیں کروں گا۔ کہ حضور ﷺ نے اسامہ ﷛ کو امیر بنایا ہے میں اسی کو بناؤں گا...... یہ نبیؑ کا طریقہ ہے...... حضور ﷺ نے جس لشکر کو روانہ کیا ہے...... میں اسی لشکر کو روانہ کروں گا...... جن لوگوں کا رسول اللہ ﷺ نے انتخاب کیا ہے...... میں بھی ان لوگوں کا انتخاب کروں گا۔

جھوٹے نبیوں سے جنگ:

دوسرا اہم ترین معاملہ جو صدیق اکبر ﷛ کے دور میں پیش آیا...... وہ بڑا اہم مسئلہ تھا...... کہ اللہ کے نبی ﷺ کی ختم نبوت پر حملے شروع ہو گئے...... ایک بدمعاش مسیلمہ کذاب نے خود رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں دعویٰ نبوت کر دیا...... حضورؐ کے وصال کے بعد طلیحہ نامی اور اسود عنسی ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے...... اور اس میں حد ہو گئی کہ عرب میں ایک عورت تھی...... سجاح نامی اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا......(۱) یہ نبی تو بنے...... یہ نبیہ بھی بن کر آ گئی...... اس کو بھی شوق ہوا کہ میں بھی اس منصب کو حاصل کروں...... صدیق اکبر ﷛ نے جیش اسامہ ﷛ کو روانہ کرنے کے بعد حضرت صدیق اکبر ﷛ نے ان تینوں بڑے بڑے سرغنوں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور طلیحہ کے خلاف فوراً صحابہؓ کو بھیجا......

---

(۱) سجاح بنت حارث اس عورت کا تعلق بنو تمیم کی شاخ بنو یربوع سے تھا۔یہ عورت کے علاقہ الجزیرہ سے آئی تھی۔یہ دعوی نبوت کے بعد بڑی شان و شوکت کے ساتھ بہت سا لشکر لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئی بنی تغلب جو اسکے ننہیال تھے اور اسی قبیلہ میں اس کی شادی ہوئی تھی بنی تغلب عیسائی تھے۔ان کا سردار ھذیل بن عمران اپنا مذہب چھوڑ کر اور بنو تغلب کو ساتھ لے کر سجاح کا دست راست بن گیا۔لیکن بعد میں سجاح اور مسیلمہ کا نکاح ہو گیا۔اس طرح سجاح کی نبوت مسیلمہ کی نبوت میں مدغم ہو گئی۔یہ عیار عورت تھی۔

اور اس لشکر کے بھیجنے میں کسی نے رکاوٹ پیدا نہیں کی...... یہ بھی مسئلہ بڑا اہم ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ پیدا کرتا......اور کہتا کہ امیر المومنین لشکر آج نہ بھیجیں کل بھیج دینا...... ہر صحابیؓ یہ سمجھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی حفاظت اتنی ضروری ہے کہ نبوت ہے تو دین ہے......اگر نبی ﷺ کی نبوت نہ رہے تو دین ختم ہو جاتا ہے۔

نبوت کی حفاظت کرنے پر پورا دین موقوف:

نبی کے بدلنے سے پوری شریعت بدلتی ہے......حتیٰ کہ نبی کے بدلنے سے خدا بھی بدل جاتا ہے...... یہ ایک بڑی عجیب بات ہے...... کیا مطلب؟ جس کو آپ نے نبی مانا ......اب جو یہ کہے گا اس کو ماننا ہوگا......اب جس کو آپ نے نبی مانا ہے......وہ آپ کو کہے کہ سال کے بارہ مہینے نہیں اٹھارہ مہینے ہیں...... جیسے فرقہ ذکری والے کہتے ہیں کہ سال کے اٹھارہ مہینے ہیں......اور ہر مہینہ کے اٹھارہ دن ہیں......آج کوئی ان پاگلوں سے پوچھے! ان اٹھارہ مہینوں کے نام کیا ہیں...... کسی کو کچھ پتہ نہیں......اب یہ کیوں عقیدہ بنایا کہ ان کے نبی نے کہا......کیونکہ نبی جو کہتا ہے اس کو ماننا پڑتا ہے......جس کو نبی مانا ہے......اس نے اگر کہا نماز نہیں......اب امتی کو چھوڑنی پڑے گی...... نبی نے کہا اللہ ایک نہیں دو ہیں......تو خدا دو ماننے پڑیں گے......اس لئے نبوت کی حفاظت اللہ کی توحید سے بھی ضروری ہے......نبوت کی حفاظت موقوف ہے ہر دینی نظریئے سے، ہر حکم سے زیادہ ضروری ہے...... کہ جب نبی کی نبوت کی حفاظت رہے گی تو پورے احکامات شریعت کی حفاظت رہے گی......اس لئے ابوبکرؓ نے جب یہ قافلے روانہ کئے تو اس پر کسی نے انکار نہیں کیا......سب متفق ہوئے نتیجہ یہ نکلا کہ مسیلمہ کذاب قتل ہوا۔

کذاب اسود عنسی کا سجاح سے نکاح:

اور مسیلمہ کذاب کا بڑا عجیب واقعہ ہے...... کہ یہ جو مسیلمہ کذاب یہ بھی نبوت کا دعویدار تھا...... اور ایک عورت بھی نبوت کی دعویدار تھی...... ان دونوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ ہم دو آپس میں جڑ جائیں...... جس سے ہماری نبوت مستحکم ہوگی...... اور کہا اس کا طریقہ یہ ہے کہ تو مجھ سے نکاح کر لے...... تو اس نبی اور نبیہ کا آپس میں نکاح ہوا...... (۱) اور نکاح ہونے پر ان کا اتفاق ہوگیا کہ اب نبی ایک رہے گا اور وہ اس کے ماتحت رہے گی...... چنانچہ اس عورت کے جتنے معتقدین تھے...... وہ بھی اس کی طرف مائل ہوگئے...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو ختم کیا...... طلیحہ کے متعلق مشہور یہ ہے کہ وہ وہاں سے نکل کر بھاگا...... آخر میں اس نے توبہ کی اور اسلام قبول کیا۔

صدیقی ﷺ سنت کو زندہ کرنے کے مترادف:

صدیق اکبر ؓ نے یہ بہت بڑا معرکہ فتح کیا کہ ابھرتے ہوئے فتنہ کو ایک دم ختم کیا...... اگر اس وقت صدیق اکبر ؓ اس فتنہ کا قلع قمع نہ کرتے...... آج دنیا میں ہزاروں مرتد نبوت کے دعوے کرتے...... اور ان کے خلاف آپ کچھ بھی نہ کر سکتے...... آپ کی حکومت نے جو فیصلہ کیا کہ قادیانی کافر ہیں یہ صدیق اکبر ؓ کی اس پہلی سنت کو زندہ کیا ہے...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کارنامے کو سامنے رکھ کر رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی حفاظت ضروری ہے۔

منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ:

تیسرا ایک واقعہ پیش آیا...... صدیق اکبر ؓ کے دور میں کہ ایک فتنہ اٹھا...... جن

---

(۱) فتوح البلدان بلاذری ص ۱۰۸، طبری ص ۵۰۰ ج ۲، ابن اثیر ص ۱۳۸ ج ۲

کا نام منکرین زکوٰۃ تھا...... انہوں نے کہا ہم باقی سارا دین مانتے ہیں...... اللہ کو رب مانتے ہیں ...... محمد ﷺ کو نبی مانتے ہیں...... ہم نماز بھی پڑھتے ہیں...... حج بھی کرتے ہیں...... روزے بھی رکھتے ہیں...... تمام احکامات کی پابندی کرتے ہیں ...... لیکن ہمارے مذہب میں زکوٰۃ نہیں...... یہ ایک فتنہ تھا...... منکرین زکوٰۃ کا انہوں نے یہ مسئلہ کھڑا کیا۔

☆ صدیقؓ تیری عظمت کو سلام! صدیقؓ تیرے منصب خلافت کو سلام! صدیقؓ تیرے رسول اللہ ﷺ کی جانشینی پہ آنے کو سلام! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ختم نبوتؐ کے منکر کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کے منکر کا قلع قمع کیا...... آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہؓ کو جمع کیا اور فرمایا لوگو! آج زکوٰۃ کے منکرین اٹھ کھڑے ہوئے ہیں...... آج زکوٰۃ کا انکار ہو رہا ہے کل کوئی شخص نماز کا انکار کرے گا...... حج کا انکار کرے گا...... روزہ کا انکار کریگا...... میرے نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا الله ......(۱) اسلام کے بنیادی اصول پانچ ہیں...... ان میں سے کلمہ ہے، نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، اور فرمایا! خبردار ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنے والا، کافر ہے، مرتد ہے، اور دائرہ اسلام سے خارج ہے...... اور قرآن نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ ہم زمین پر جن کو سلطنت دیتے ہیں ...... حکومت عطا کرتے ہیں...... وہ پہلا کام یہ کرتے ہیں...... کہ اقاموا الصلوٰة......(۲) وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں ...... اگر میں اقامت صلوٰۃ اور استحکام زکوٰۃ کا قانون نافذ نہ کروں تو آئندہ کے لئے ہزاروں منکر پیدا ہو جائیں گے ...... اس لئے میرا فیصلہ یہ ہے...... میں لشکر روانہ کرنا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ کے منکرین کا قلع قمع کیا جائے ...... صحابہ کرامؓ

(۱) صحیح بخاری ص۶ ج۱ عن ابن عمر رقم (۷) صحیح مسلم (۲۱، ۲۰، ۱۹، ۲۲۱۱) ترمذی رقم ۲۵۳۴ باب الایمان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسائی رقم (۴۹۱۵) باب الایمان مسند احمد رقم (۴۵۶۷) ۶۰۱۹، ۵۷۴۳، ۵۴۰۴، ۱ ۔ (۲) پارہ نمبر ۱۷ سورۃ نمبر ۲۲ آیت نمبر ۴۰۔

میں سے کچھ لوگوں نے تجویز پیش کی...... حضرت! آپ کچھ دن ٹھہر جائیے...... اس لئے کہ آپ جیش اسامہ ؓ کو روانہ کر چکے ہیں...... آپ ؓ ختم نبوت ﷺ کے منکرین کے مقابلے میں تین چار لشکر روانہ کر چکے ہیں...... ایک ایسا مقام بھی آیا کہ وہاں پر قرآن کے ستر ہ قاری شہید کر دیئے گئے...... یہ بڑے اہم حادثات آپ کے دور میں پیش آ رہے ہیں...... اگر آج آپ اس لشکر کو روانہ کرتے ہیں تو مدینہ خالی ہو جائے گا یہاں پر کوئی لشکر حملہ کر دے پھر ہم لوگ کیا کریں گے......؟ اس وقت صدیق اکبر ؓ نے جرأت مندانہ اقدام کیا، ایک فیصلہ دیا، ایک فتویٰ دیا، ایک خطبہ دیا، کہا لوگو! تمہیں مدینہ کی حفاظت کی ضرورت ہے...... اور مجھے اس مدینہ کے سربراہ اور آمنہ ؓ کے در یتیم کے پورے دین کی حفاظت کی ضرورت ہے ......تم مدینہ کی بات کرتے ہو...... میرا عقیدہ یہ ہے کہ اگر دشمن ہم سے لپٹ جائے...... وہ ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے...... ہماری عورتیں بیوہ ہو جائیں...... ہمارے بچے یتیم ہو جائیں......اور اگر میں اس بات کو دیکھوں کہ پرندے آسمان سے اتر کر ہمارا گوشت نوچ رہے ہیں...... ہمارے جانوں کو کھا رہے ہیں...... ہماری لاشیں تڑپ رہی ہوں...... مدینہ کی گلیوں میں خون بہہ رہا ہو...... صدیق یہ سب کچھ برداشت کر سکتا ہے زکوٰۃ کے منکر کو خدا کی زمین پر برداشت نہیں کر سکتا...... عجیب خطبہ دیا...... حضرت عمر ؓ نے کہا حضرت کچھ توقف کریں...... بڑے جلال میں ایک جملہ کہا عمر ؓ! اَجَبَّارٌ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ اَیَنْقُصُ اَنَا حَیٌّ ......(۱) دور جاہلیت میں تو تو بڑا غیرت مند تھا اب اسلام میں تجھے کیا ہو گیا ہے......؟ اب تجھ میں اتنی لچک کیوں ہے......؟ یہ کہہ کر پھر بس نہیں کی...... اٹھے اور تلوار اٹھائی...... فرمایا! تم اب بھی چپ ہو...... صدیق ایک رات کا توقف نہیں کرتا کہ میں کل لشکر روانہ کروں گا...... میں خود

(۱) مشکوۃ المصابیح ص ۵۵۶ ج ۲، کنز العمال ص ۲۲۳ ج ۱۲، سیرۃ مصطفی ص ۳۶۴ ج ۱

جا تا ہوں......اٹھے تلوار اٹھائی...... مسجد کے دروازے تک پہنچے تھے کہ کروڑوں رحمتیں ہوں اے پیغمبر تیرے اس صحابی سیدنا علی بن ابی طالبؓ پر، حضرت علیؓ اٹھ کر سامنے آئے...... صدیق اکبرؓ کے ہاتھ سے تلوار لی کہا امیر المومنین آپؓ رسول اللہ ﷺ کی نشانی ہیں، آپ امت مسلمہ کے خلیفہ ہیں، آپ یہیں ٹھہریں......! آپؓ نہ جائیں! آپ حکم دیں زکوٰۃ کے منکر کی گردن علی قلم کرے گا...... یہ فیصلہ علیؓ کا تھا۔

فتنوں کی سرکوبی سے امن کی فضا:

میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ان فتنوں کی سرکوبی ہوئی اور امن آیا پر کچھ لوگ مرتد ہونے شروع ہو گئے......اور یہ قبائل کے لوگ تھے......ان میں صحابی کوئی نہیں تھا...... یہ بات یاد رکھنا کہ باہر جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم تبلیغ کرنے گئے تھے...... کچھ لوگ صحابہؓ کے رعب کی وجہ سے، ان کے جلال کی وجہ سے، اور اللہ کی غیبی نصرت کی وجہ سے، جو اسلام پھیلا وہ لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھ سکتے تھے......تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد یہ سوچ کر کہ صحابہؓ غمزدہ ہیں......ہم پیچھے ہٹ جائیں تو کون ہمارا مقابلہ کرے گا......؟ انہوں نے ارتداد شروع کر دیا......مرتد ہونا شروع ہو گئے......احکامات سے منحرف ہو کر اپنے دین کی طرف لوٹ گئے۔

فتنہ ارتداد کے متعلق صدیق اکبرؓ کا حکم:

صدیق اکبرؓ نے اپنے دور میں اہم ترین کاموں میں سے ایک اہم کام یہ کیا کہ آپؓ نے حکم دے دیا کہ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ اِرْتَدَّ فَاقْتُلُوْه...... ......(۱)، جو مرتد ہو جائے، دین بدل دے، رسول اللہ کی شریعت کا انکار کر دے، میں ہر علاقہ کے گورنر کو

(۱) طبری ص ۴۹۳ ج ۲، البدایہ والنہایہ ص ۳۱۲ ج ۶

حکم دیتا ہوں کہ اس کو قید میں ڈالے اور تین دن کی اس کو اجازت دے...... یا تین دن میں تو بہ تائب ہو کر اسلام کو قبول کر لے...... اور اگر نہیں قبول کرتا اس بدمعاش کو نبی ﷺ کی شریعت کے فیصلے کے مطابق تیسرے دن اس کی گردن قلم کر دی جائے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری ...... نہ یہ بدمعاش ہو گا نہ آگے ارتداد کا فتنہ پھیلے گا...... یہ فیصلہ بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا...... صدیق رضی اللہ عنہ کا مختصر دور حکومت دو سال تین مہینے ہے...... کارنامے دیکھئے......! یہاں اللہ کے فضل سے پانچ سال پورے نہیں ہونے پائے...... صدر کو قانون بنانا پڑتا ہے کہ اس نے یہ بدمعاشی کی ہے...... یہ دہشت گردی کی ہے، یہ کھایا ہے، وہ کھایا ہے، اس لئے اس کی چھٹی...... وہاں فی الفور فیصلہ، وہاں تمہاری دہشت گردی کی عدالتیں نہیں ہوتی تھیں...... وہاں صدیق رضی اللہ عنہ کی عدالت ہوتی تھی۔

تدوین قرآن کا کام صدیقی رضی اللہ عنہ دور میں:

ایک اور اہم ترین کام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا...... کہ جس وقت ۷۰ قاری شہید ہوئے ...... (۱) ایک جنگ کے موقع پر تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرآن کے حافظ تو ہمارے اندر ہیں...... لیکن قرآن مجید کتابی شکل میں مجتمع نہیں...... اس لئے مہربانی کیجئے! اس کو جمع کیجئے ...... پہلے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہی بات ارشاد فرمائی كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ...... کہ اللہ کے نبیؐ نے ایسا نہیں کیا تھا میں کیسے کروں......؟ (۲) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ زبانی یاد کرتے تھے اس لئے زبانی یاد کریں......! حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے ذی لائق تھے...... آپؓ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ تیری بات اپنی جگہ صحیح ہے...... لیکن جب عجمی لوگوں

---

(۱) صحیح بخاری ص ۷۴۵ ج ۲ (۲) اسد الغابہ ص ۱۶۳ ج ۲۔

میں اللہ کا دین پہنچے گا...... ان کی تو زبان نہیں ...... وہ کیسے قرآن کو زبانی یاد کریں گے ......؟اسی طرح اہل عرب میں ہر آدمی اس طریقہ سے نہیں یاد کرسکیں گے...... جب تحریر میں موجود ہوگا تو یاد کرنا آسان ہوگا...... لکھنے کا ثبوت تو اللہ کے نبیؐ سے ہے کہ جو صحابیؓ سامنے ہوتا تھا...... حضورﷺ اس کو وہی آیت لکھوا دیتے تھے تو لکھنا بھی موجود ہے......اور قرآن "الحمد سے والناس" تک اس ترتیب سے رسول اللہﷺ نے خود لکھوایا تھا...... حضورﷺ حکم کرتے تھے......اس سورت کو فلانی سورت کے بعد پڑھا جائے......اس آیت کو فلاں آیت کے بعد پڑھا جائے......اور اس رکوع کو اس رکوع کے بعد پڑھا جائے...... یہ جو موجودہ ترتیب ہے یہ ترتیب ابوبکرؓ کی نہیں ہے یہ رسول اللہﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب ہے...... صرف صدیقؓ نے یہ کیا کہ ایک پارہ اس کے پاس تھا...... ایک رکوع کسی دوسرے کے پاس تھا...... یاد سینکڑوں کو تھا...... لیکن تحریر میں علیحدہ علیحدہ تھا...... کسی صحابیؓ کو حضورﷺ نے لکھوایا......اس نے تبرک سمجھ کر وہ تحریر اپنے پاس رکھی...... کسی دوسرے کو نہیں دی......حضرت صدیق اکبرؓ نے سب سے لے کر اس تحریر کو مکمل کیا......اور پھر وہ مصحف حضرت عمرؓ کے ہاتھ آیا......(۱)

حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ جو قرآن کی حافظہ تھیں ......رسول اللہﷺ کی بیوی تھیں ...... عائشہ صدیقہؓ رسول اللہﷺ کی بیوی تھیں ...... قرآن کی حافظہ تھیں ......حضرت سیدہ فاطمہؓ قرآن کی حافظہ تھیں ...... اللہ کے نبیﷺ کی بیٹی تھیں ...... یہ تین عورتیں قرآن مجید کی اس دور میں بھی حافظہ تھیں......اور خلفاء راشدینؓ چاروں قرآن کے حافظ تھے...... بڑے بڑے صحابہ کرامؓ قرآن کے حافظ تھے......ابی بن کعب انصاریؓ بہت بڑے قرآن کے حافظ قاری تھے......ان تمام لوگوں نے بیٹھ کر قرآن کریم کے جمع و

(۱) صحیح البخاری ص ۶۷۶ ج ۲

تدوین کا کام کیا...... یہ اہم ترین ضروری کارنامہ ہے کہ قیامت تک جتنی امت پڑھتی رہے گی...... ایک ایک حرف کا اجر وثواب صدیق رضی اللہ عنہ کے حصہ میں لکھا جائے گا۔

صدیقی رضی اللہ عنہ دور میں فتوحات:

یہ تو تھے وہ اہم کارنامے، ایک اور کام کیا...... صرف یہاں تک نہیں فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا...... شام کی طرف فوجیں بڑھیں...... عراق کی طرف فوجیں بڑھیں...... مختلف علاقوں کی طرف فوجیں بڑھیں...... جس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت ہوئے...... اس وقت گیارہ لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت پھیلی ہوئی تھی...... دو سال کے مختصر عرصہ میں اتنی جنگیں لڑیں...... اور اتنے فتنوں کی سرکوبی کی اتنے لوگوں سے مقابلہ کیا...... امن اور سکون کو دنیا میں قائم کیا...... خلافت راشدہ کی یہ پہلی جھلک تھی...... جو صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کو نمونہ بنا کر آنے والے خلفاء کے سامنے پیش کیا...... اور قیامت تک کی انسانیت کو سبق دیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا...... نو لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت تھی...... اور جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت ہوئے...... گیارہ لاکھ مربع میل پر اسلام پھیل چکا تھا...... دو لاکھ مربع میل کا اضافہ صرف دو سال کے عرصہ میں ہوا...... ہم نے پچاس سال میں کتنا اضافہ کیا ہے...... اپنے ملک میں اس کا کوئی اندازہ ہے......؟ بھول نہ ہو تو مشرقی پاکستان کا رقبہ شاید اس سے بھی زیادہ ہے...... آدھے سے زیادہ گیا...... اس کے لئے بھی دعا کرو کہ اللہ اس کی حفاظت کرے...... اب امت کو ضرورت ہے تو صدیقی صفات کے خلیفہ کی ضرورت ہے...... جو برسر اقتدار آنے کے بعد قرآن کی حفاظت کرے...... یہاں قرآن کی حفاظت ختم ہے؟ مدرسے بند کر دو...... یہ قرآن کی حفاظت ہو رہی ہے...... ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو زکوۃ کے منکروں کو قتل کرے...... ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو ختم نبوت ﷺ کے منکر کو اس زمین سے ختم کر دے...... ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو

صدیقی صفت کو دہراتے ہوئے مرتدین کو کہے کہ تین دن تمہاری زندگی ہے تین دن تمہیں مہلت ہے چوتھے دن تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا...... اگر ایسا حکمران آئے گا خدا کی قسم صدیق رضی اللہ عنہ کی یاد زندہ ہوگی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

فضائل ومناقب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... ٥ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ...... وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ.......... مَا نَطَقَ الِلّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمْ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمَ...... ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمَ ...... ٥ فَسْئَلُوْا اَہْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ.......... قال النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ...... مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْراً یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ۔...... صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمَ ٥ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمَ ٥ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ ٥وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم...... اکابرین علماء کرام...... واجب الاحترام...... برادران اسلام...... قابل صد احتشام ...... بزرگو...... دوستو اور بھائیو......! آج کا یہ عظیم الشان اجتماع آپ کے اس ضلع بہاولنگر شہر کی یہ مشہور دینی درسگاہ جامعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زیرانتظام واہتمام دستار بندی کی تقریب کا جلسہ ہے...... تو میں سب سے پہلے جامعہ ھذا کی تمام انتظامیہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں...... کہ انہوں نے ایک اچھا اقدام کیا ہے...... بالخصوص وہ دوست لائق صد تحسین ہیں...... جو ان کے معاون ہیں...... اصل اللہ تبارک و تعالیٰ کام ان معاونین سے لیتے ہیں۔

سب سے زیادہ خوشی:

اور مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے...... کہ ادارے کا نام جامعہ عبداللہ بن مسعود انہوں نے منتخب کیا۔

تحریک مدح صحابہؓ کے بعد فضاء:

اس دور میں یہ فضاء مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک مدح صحابہ کے بعد پورے پاکستان میں ایسی چلی ہے...... کہ ہر جگہ دینی مدارس کا نام صحابہ کرام کے اسماء گرامی سے منسوب تقریباً اکثر ادارے قائم ہیں...... مثلاً جامعہ ابوبکر صدیق ﷺ...... جامعہ عمر بن خطاب ﷺ...... جامعہ عثمان ابن عفان ﷺ...... جامعہ علی ابن ابی طالب ﷺ...... جامعہ گلشن علی معاویہ...... جامعہ خالد بن ولید ﷺ...... جامعہ عبداللہ ابن زبیر ﷺ......، جامعہ عبداللہ ابن عمر ﷺ...... ہزار ہا مدارس کے مختلف نام ہیں...... انہیں ناموں میں سے ایک نام عبداللہ بن مسعود ﷺ ہے...... جس کی طرف یہ ادارہ منسوب ہے...... تو اس مناسبت سے آج میں چاہتا ہوں...... کہ آج آپ حضرات کے سامنے فضائل و مناقب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کیئے جائیں۔

مظلوم ترین صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اس دور میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم ترین صحابی ہیں...... کچھ ایسے بد بخت و بدذات لوگ بھی ہیں...... جو اپنے آپ کو مسلمانوں کی صف میں بھی شامل کرتے ہیں...... قرآن وحدیث کے تذکرے بھی کرتے ہیں...... اور ظلم کا عالم یہ ہے...... کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو معاف نہیں کرتے...... دنیا کی وہ تنقید جو آدمی اپنے باپ اور اپنے استاذ پر نہیں کرسکتا...... وہ نبی کے اس صحابی پر کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

میرے دوستو......! عبداللہ بن مسعودؓ امت کا وہ جلیل القدر صحابی ہے...... جو سب سے بڑا فقیہ ہے...... کتابوں میں لکھا ہے...... کہ ان کی عمر چھ یا سات سال کی تھی...... بعض روایات میں آٹھ، نو سال تک بھی آتی ہے...... اس وقت انہوں نے اسلام قبول کیا۔ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ کی آیت میں جہاں ابوبکرؓ پہلے اسلام قبول کرتے ہیں...... جہاں حیدر کرارؓ پہلے اسلام قبول کرتے ہیں...... جہاں خدیجہ الکبری پہلے اسلام قبول کرتی ہیں...... اب پانچویں یا چھٹے نمبر پر کلمہ پڑھنے والا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

قبول اسلام کا عجیب واقعہ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے...... کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچے تھے...... کم سنی میں انہوں نے اسلام قبول کیا...... ہوا اس طرح کہ آقاء دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر سے آرہے تھے...... سفر کے دوران آپ نے دیکھا...... کہ ایک چھوٹا سا بچہ ہے...... اور وہ بکریاں چرا رہا ہے...... اللہ کے نبی آئے...... ایک درخت کے نیچے تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے شدت کی پیاس لگی ہوئی تھی...... آپ نے فرمایا ابوبکر......! اس بچہ سے پتہ کرو...... اگر یہ بچہ ہمیں پانی دے دے تو کتنی اچھی بات ہے...... اس بچہ سے پتہ کیا گیا...... اس بچہ نے کہا...... کہ پانی تو میرے پاس نہیں ہے...... حضور نے فرمایا اچھا اس سے کہو...... کہ کسی بکری کا دودھ ہی ہمیں نکال کردے دے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے جا کر کہا کہ بچے تم کسی بکری کا دودھ

ہی ہمیں نکال کر دے دو...... میں اپنے اس مالک و آقا کو دودھ پلانا چاہتا ہوں...... جو یہ آقا میرے ساتھ آئے ہیں...... عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ملازم ہونے کی حیثیت سے ایک اپنے مالک کی بکریاں چرا رہے ہیں...... یہ عبداللہ بن مسعود اس کے نوکر ہیں غلام نہیں...... چونکہ غلام کا معنی ہوتا ہے خریدا ہوا...... نوکر کا معنی یہ ہوتا ہے کہ وقت کی اجرت لے یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وقت دیتے تھے...... دن کو اس کی نوکری کرتے تھے...... اور شام کو وہ اپنے گھر چلے جاتے...... اور بکریاں اس کی اس کے گھر بھیج دیتے تھے...... اس بچپنے کے عالم میں بکریاں چراتے ہوئے...... جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے دودھ کی ضرورت ہے...... اور میں نے اپنے مالک کو دودھ پلانا ہے...... اس وقت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے بکریاں تو دودھ والی موجود ہیں...... لیکن میں تمہیں دودھ دے اس لئے نہیں سکتا...... کہ بکریوں کا مالک کوئی اور ہے...... جب تک میں اپنے مالک سے اجازت نہ مانگوں تو تمہیں میں دودھ نہیں دے سکتا ہوں...... جس وقت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلمات کہے...... تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا محبوب نوجوان لڑکا تو یہ بات کہتا ہے...... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اچھا اس لڑکے کو جا کر کہو...... کہ اگر کوئی ایسی بکری ہو جو بالکل بانجھ ہو...... بوڑھی ہو...... اور اس میں دودھ بالکل نہ ہو...... ایسی بکری ہمیں کوئی دے دے۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ ایک لاغر دبلی اور کمزور سی بکری جس میں دودھ نہیں تھا...... وہ بکری عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑ کر دے دی...... ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں...... کہ میں وہ بکری حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت

میں لے آیا...... محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس بکری پر دست شفقت پھیرا...... اللہ کے نبی نے اس بکری کے لئے برکت کی دعا کی...... تو کیا دیکھتا ہوں...... کہ اس بکری کے تھن دودھ سے بھر جاتے ہیں...... ابوبکر صدیق فرماتے ہیں...... کہ میں اس بکری سے دودھ نکالتا ہوں...... وہ بچہ بھی میرے قریب آ کر کھڑا ہو جاتا ہے...... اور یہ منظر دیکھ رہا ہے...... کہ بکری تو میں نے ان کو وہ دی ہے...... جو کمزور دبلی اور پتلی ہے...... اور یہ دودھ نکالا جا رہا ہے...... جب دودھ نکالا تو اللہ کے نبی نے اس دودھ کو پیا...... پینے کے بعد اپنا جھوٹا مبارک دودھ بچا کر کے ابوبکر صدیق کو دیا...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں...... کہ میں نے وہ دودھ جی بھر کے پی لیا...... مگر وہ دودھ کا پیالہ بھرا ہوا تھا...... پھر جب مجھ سے وہ دودھ بچا...... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا...... اس بچہ کو بھی دودھ پلا دو...... یہ بچا ہوا دودھ اس بچہ کو دے دو...... اور کہا بیٹے! اب تو یہ دودھ پی لے...... یہ تیرا دودھ نہیں ہے...... یہ دودھ تیرے مالک کے حصہ کا بھی نہیں ہے...... یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مجھ پر عطا ہے...... میری وجہ سے اللہ نے مجھے یہ دودھ دیا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... میں نے وہ دودھ پیا...... دودھ پینے کے بعد اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہاں سے اٹھے...... میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا...... کہ ان کا تعارف کیا ہے؟...... نام کیا ہے؟...... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہتے ہیں...... یہ اللہ کے رسول اور آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں...... یہ مکہ کی دھرتی پہ آئے ہیں...... اور پوری کائنات کے لئے رسول بن کر آئے ہیں...... اور جس نے ان کا کلمہ پڑھا ہے...... یقیناً وہ کامیاب ہو گیا ہے...... جب محبوب چلنے لگے...... حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بکریوں کو چھوڑ کر پیچھے چل

پڑے……اور جا کر نبوت کے دامن سے چمٹ گئے……کہا محبوب! بکری آپ سے فیض حاصل کرے……محبوب تیرے ہاتھوں کا دھیا ہوا دودھ میں پیوں……میرے دل میں ایمان کی عظمت آگئی ہے……اب میں آپ کو چھوڑ کر واپس چلا جاؤں یہ نہیں ہوسکتا…… مجھے کلمہ پڑھایئے اپنے غلاموں میں شامل کیجئے……میں بکریاں بھی چھوڑتا ہوں……اپنے مالک کو بھی چھوڑتا ہوں……ہمیشہ تک کے لئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی قبول کر لیتا ہوں۔

آج جو بدبخت یہ کہتے ہیں……کہ عبداللہ ابن مسعود ﷺ کو تو نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ نہیں آتا تھا……اور ہمیں آتا ہے……اس کو پتہ نہیں چلتا تھا……اور ہمیں پتہ چلتا ہے……میں کہتا ہوں ظالمو جو کفر کی زندگی میں اتنا دیانتدار اور محتاط انسان ہے……کہ اپنے کافر مالک کی بکری کا دودھ بغیر اجازت کے نبی آخر الزماں ﷺ کو نہیں دیتا……وہ نبی کا کلمہ پڑھنے کے بعد پیغمبر کے ساتھ کیسے بددیانتی کرسکتا ہے؟۔

نبی ﷺ کی شریعت کے خلاف کیسے کوئی کام کرسکتا ہے……؟ابن مسعود ﷺ نبوت کے پاس آئے مکی زندگی کے تیرہ سال……اور مدنی زندگی کے دس سال……دن و رات سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گھر میں اس طریقے سے زندگی گزاری……کہ صحابہ ﷺ کہتے ہیں……کہ ہمیں یہ خیال گزرتا تھا……کہ یہ خاندان نبوت کا فرد ہے……؟یا پھر پیغمبر کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے……یہ رسول اللہ کا کوئی عزیز ہے……کہ گھر میں بے تکلف آتا جاتا ہے……جب تک مدینہ طیبہ میں پردے کا حکم نازل نہیں ہوا……اس وقت تک ہمیں پتہ نہیں چلا……کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کا رشتہ دار ہے……یا کوئی غیر آدمی ہے……پردے کا حکم آیا تو ہمیں پتہ چلا……کہ گھر

میں نہیں جاتا اس لئے کہ اب پردے کا حکم آیا ہے...... اس وقت ہمیں پتہ چلا...... کہ یہ تو کسی اور قبیلے کا ہے...... نبی کے قدموں میں آیا...... تو اتنی عظیم قربت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل گئی۔

حدیث کی کتابوں میں ایک جملہ ہے...... صاحب السواک والنعلین یہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہے...... کہ جس کے پاس پیغمبر کا مسواک مبارک نبوت کا جوتا مبارک اور اللہ کے نبی کی پگڑی مبارک رسول اللہ کے سفر کا سامان...... اسی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہوتا تھا...... محبوب جنگوں میں جاتے تھے...... ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ ہے...... سفر سے واپس آتے تھے...... ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ ہے...... پیغمبر ﷺ وضوء کرتے تھے...... ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ ہوتے تھے۔

میرے دوستو!...... آج میں فخر اور ناز سے کہتا ہوں...... کہ میں نے مفتی محمود سے حدیث پڑھی ہے۔

میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں...... کہ میں نے حضرت عبداللہ درخواستی سے حدیث پڑھی ہے...... قرآن کی تفسیر پڑھی ہے۔

میں فخر کر کے کہتا ہوں...... علامہ کشمیری سے میں نے ترمذی پڑھی ہے...... میں آج ناز کر کے کہتا ہوں...... کہ میں نے فلاں محدث کی زیارت کی ہے۔

میں آج بڑے فخر سے کہتا ہوں...... کہ میاں عبدالہادی دین پوری کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی ہے...... میں نے خواجہ خواجگاں حضرت خان محمد صاحب کے ساتھ بیٹھ کر فلاں سفر کیا ہے...... فلاں بڑے بزرگ کے ساتھ میں نے وقت گزارا ہے...... میں پندرہویں صدی کے ایک مولوی کے ساتھ...... یا ایک پیر کے ساتھ...... یا ایک عالم کے

ساتھ ایک دن گزار لوں...... میرے ناز اور فخر کی کوئی انتہاء نہیں رہتی...... اوئے جو شخص ۲۳ سال تک...... دن بھی...... رات بھی...... سفر بھی...... حضر بھی...... دکھ اور سکھ میں بھی...... پیغمبر کے ساتھ رہے...... میں آج کسی ولی کی جوتی سیدھی کرلوں...... بڑے ناز سے کہتا ہوں...... کہ مجھے حضرت درخواستی کی جوتی سیدھی کرنے کا شرف حاصل ہے...... مجھے حضرت دین پوری کی جوتی سیدھی کرنے کا شرف حاصل ہے۔

اور میرے دوستو!...... حدیث شریف میں آتا ہے...... کہ محبوب جب جوتا پہننے کے لئے پاؤں مبارک آگے بڑھاتے...... تو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے بیٹھ کر جوتا کھول کر پیغمبر کے قدموں میں دیتے تھے...... جس نے ۲۳ سال تک نبوت کے جوتے اٹھائے ہوں...... مسلمانو بتاؤ اس کے مقام کا عالم کیا ہوگا......؟ امت میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ صف اول کے نمازی تھے...... سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ سفر و حضر کے ساتھی تھے...... آپ مجھے ایمانداری سے بتائیں کہ جو پہلی صف میں امام کے پیچھے کھڑا ہو...... امام کی نماز کو وہ قریب سے دیکھے گا...... یا جو چوتھی صف میں ہو...... وہ قریب سے دیکھے گا......؟ (جو پہلی صف میں ہو)

سب سے زیادہ قربت اس وقت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے...... اور مسلمانو ایک عجیب بات کہتا ہوں...... توجہ کریں تاریخ میں تم نے یہ تو پڑھا ہوگا کہ بدر کے میدان میں ابو جہل کی گردن اڑانے والے...... اس کو جہنم رسید کرنے والے...... دو ننھے منھے بچے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے...... جن لوگوں نے میدان بدر میں جا کر جنگ لڑی...... اور اس ابو جہل کو جہنم رسید کیا...... لیکن یاد رکھنا جس وقت وہ نیچے گرا...... اس کی نعش تڑپ رہی تھی...... تو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی

خنجر اٹھا کر اس کے اوپر گئے ...... اور قریب جا کر جب اسے قتل کرنے لگے ...... تو اس نے کہا محمد کے صحابی عبداللہ بن مسعود ...... دو وہ بھی بچے تھے ...... تیسرا تو بھی نوجوان مجھے قتل کرنے لگا ہے ...... اگر تو نے مجھے قتل کرنا ہے ...... تو میری گردن نیچے کر کے کاٹنا تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ یہ گردن سردار کی ہے۔

مسلمانوں کی مخالفت کرنے والے سب سے بڑے فرعون ...... ابو جہل کی گردن قلم کرنے کا اگر کسی کو اعزاز ملا ہے ...... تو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا ہے۔

ابو جہل کی نسل خفا ہے ...... تو عبداللہ ابن مسعود ﷺ کی وجہ سے خفاء ہے۔

حدیث کی کتابوں میں آتا ہے ...... چار صحابہ کا حضور ﷺ نے نام لیا ...... اور فرمایا کہ لوگو ......! اگر مجھ محمد کے بعد قرآن کی تصحیح کسی سے کرانی ہو ...... تو ادائیگی تلفظ کسی سے سیکھنے ہوں ...... قرآن پڑھنے کا کسی سے انداز سیکھنا ہو ...... تو چار آدمیوں سے سیکھنا ان میں سے ...... سب سے پہلا نام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لیا ...... اور دوسرا نام ابی ابن کعب انصاری کا لیا ...... اور یہ کیوں لیا ......؟ اس لئے کہ جو شاگرد ہر وقت استاد کے ساتھ ہو ...... استاد تلاوت نماز میں کرتا ہے ...... یہ شاگرد پہلی صف میں پیچھے کھڑے ہو کر سن رہا ہوتا ہے ...... وہ عام محفل میں پڑھتا ہے ...... تو یہ شاگرد ساتھ بیٹھ کر سن رہا ہوتا ہے ...... اپنے استاد کے لہجے کو جیسے یہ اپنا سکتا ہے ...... ویسے اور کوئی نہیں اپنا سکتا ...... ایسے ہی رسول اللہ کے لہجے کو جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ اپنا سکتا ہے ...... آج کا کوئی کم بخت ان پر اعتراض کرنے والا نہیں اپنا سکتا۔

اور مشکوۃ شریف میں یہ روایت موجود ہے ...... کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ...... لوگو ابن مسعودؓ جو تمہیں دے ...... اس کو لے لینا ...... اس لئے کہ وہ ہر وہ چیز

تمہیں دے گا...... جو میں نے اسے دی ہے...... وہ اپنی طرف سے کوئی مسئلہ بیان نہیں کرے گا...... سیدنا عبداللہ بن مسعود جب تک مدینہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زندگی میں رہے...... مفتی صحابہ بن کر رہے...... یعنی جو رسول اللہ کی زندگی میں فتوی دیا کرتے تھے...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق وعمر کی موجودگی میں فتوے دیتے تھے۔

میرے دوستو......! جس وقت کوفہ میں نئے لوگ اسلام میں داخل ہوئے...... اورانہوں نے کہا کہ ہمیں کوئی ایسا عالم دے دیا جائے...... جو ہمیں قرآن بھی صحیح پڑھائے شریعت کے مسائل بھی صحیح بتائے...... سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا...... اور کوفہ کے گورنر کو لکھ کر کہا کہ اہل کوفہ کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہمیت سمجھا دینا...... اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا...... کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کے مدینہ کے لئے مفید ترین انسان سمجھتا ہوں...... کہ پیغمبر کی قربت اس کو سب سے زیادہ نصیب ہے...... لیکن یہ یاد رکھو مدینہ میں چونکہ اور صحابہ بھی موجود ہیں...... میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر 100/ فیصد اعتماد کر کے اہل کوفہ کو اپنی ذات پر ترجیح دے کے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔

- جو قرآن تمہیں یہ ابن مسعود ﷺ پڑھائے...... اس پر بھی اعتماد کرنا۔
- جو نماز تمہیں ابن مسعود ﷺ پڑھائے اس پر بھی اعتماد کرنا......
- جو مسئلہ تمہیں بتائے اس پر بھی اعتماد کرنا......

کیونکہ نبی نے بھی اس پر اعتماد کیا ہے...... میں عمر بھی اس پر اعتماد کرتا ہوں......

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں آکر...... فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

دور میں اس شہر کو آباد کیا۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کو مرکز بنایا...... وہاں سے علم کی اشاعت ہوئی...... اللہ کی تقدیر کا فیصلہ تھا...... اللہ نے اس جگہ کو آباد کیا...... سیدنا علی ابن ابی طالب نے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا...... عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کو آباد کیا...... اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں علم پھیلایا...... اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس علم کی روشنی سے ہمکنار فرمائے...... اللہ تعالیٰ اس جامعہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطاء کرے...... ہم عبداللہ ابن مسعود کی روحانی اولاد ہیں...... ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے وفات کے وقت کہا تھا...... کہ اولاد کے پاس کیا چھوڑ کر جا رہے ہو...... حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان کو جواب میں فرمایا...... کہ میری اولاد کو فقر و فاقہ کی کوئی پریشانی نہیں ہے...... میں نے اپنی اولاد کو سورۃ واقعہ سکھادی ہے...... یہ قرآن کا اہتمام کرتے رہیں گے...... اللہ تعالیٰ کی نعمت ان پر شامل ہوگی۔

مسلمانو ابن مسعود ﷺ کے علم کے متوالو...... اس علم کو دنیا میں پھیلانے والو...... جب تک تمہارا اس نسبت سے تعلق رہے...... اللہ تمہیں عظمت دے گا...... اللہ میرا اور آپ کا حامی و ناصر ہو...... (آمین یارب العالمین)

وَآخِرُ دَعوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥

گستاخ نبی ﷺ کی شرعی سزا

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمُ...... قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ......(۱) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

انتہائی لائق صد تعظیم وتکریم......اکابر علماء کرام!

واجب الاحترام...... برادران اسلام!

قابل قدر بزرگو......دوستو اور بھائیو!

،،عظمت امام الانبیاء ﷺ کے مقدس عنوان سے معنون یہ اجتماع ہے......اس اجتماع کا مقصد یہ ہے کہ رحمت کونین ﷺ کی عظمت سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے......اور بتایا جائے......کہ گستاخ رسول کی شرعی سزا کی حیثیت کیا ہے......

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۱۲ ج ۱ صحیح بخاری ص ۷ ج ۱

اسلام میں اس کے لئے قانون کیا ہے......اس حوالہ سے عوام الناس کو دینی مواد دیا جائے۔

عظمت خاتم الانبیاءﷺ:

قابل قدر دوستو...... جہاں تک رحمت کونین کی عظمت کا تعلق ہے......آپ کے مقام کو سمجھنے کا تعلق امام الانبیاءﷺ کے تقدس کو سمجھنے کا تعلق اس پر پوری امت کا اتفاق ہے......اور عقیدہ ہے...... کہ اللہ تعالی نے پوری مخلوق میں سب سے زیادہ عظمت خاتم الانبیاءؐ کو عطاء فرمائی ہے۔

مصطفیٰﷺ کی ایک زلف کی عظمت:

ہمارے اکابرین علماء دیوبند میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس پر ایک مثال دے کر فرمایا کرتے تھے...... کہ لوگو زمین وآسمان کے چودہ طبق کاغذ بن جائیں......سمندر سیاہی بن جائیں......درخت قلمیں بن جائیں......آسمان سے فرشتے اتریں...... اور لکھنے بیٹھ جائیں...... عقیدہ یہ کہ آسمان وزمین کے کاغذ پر ہوجائیں گے......سمندر خشک ہوجائیں گے...... قلمیں ٹوٹ کر گھس کر ختم ہوجائیں...... لکھنے والے تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے...... کروڑوں قیامتیں برپا ہوسکتیں ہیں...... مصطفیٰﷺ کی ایک زلف کا شان ختم نہیں ہوسکتا۔

محبوبﷺ کی شان کی ابتداء وانتہاء:

چہ جائیکہ کوئی آدمی یہ دعوی کرے...... کہ میں اللہ کے نبی ﷺ کی تعریف کرسکتا ہوں......کوئی یہ کہے...... کہ میں محبوبﷺ کی تعریف کا حق ادا کرسکتا ہوں...... دنیا کی خطابتیں جواب دے دیتی ہیں...... قلم کی تحریریں جواب دیدیتی ہیں......انسانوں کے تخیل ختم ہوجاتے ہیں......لیکن پیغمبرﷺ کی عظمت کی انتہا نہیں...... بلکہ شاہ صاحب کے بقول کہ یہ ایک ایسی ہستی ہے......جس کی شان کی ابتداء تو بتائی جاسکتی ہے......اس کی انتہاء خدا ہی جانتا ہے۔

محبوب ﷺ کے کمالات:

اب میں نے اس حوالہ سے گفتگو نہیں کرنی...... کیونکہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا ہر مسلمان کے ذہن میں ایک خاکہ موجود ہے......ایک تصور موجود ہے...... اماں عائشہ صدیقہ کے بقول کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن ،،(۱) پورا قرآن محبوب ﷺ کی سیرت ہے...... ہر ایک نے محبوب ﷺ کو جس انداز سے سمجھا ہے......اس انداز میں بیان کیا ہے......اور یہ کہہ کر کہ یہ تو میری عقل کی انتہاء ہے...... پتہ نہیں اصل کمالات کتنے ہیں...... محبوب ﷺ کی سیرت پر حضور ﷺ کی سیرت پر محبوب ﷺ کے کمالات پر رحمت کونین ﷺ کے خصائل پر حضور ﷺ کی صفات پر بڑے بڑے صاحب قلم لوگ آئے...... بڑے بڑے صحافی آئے...... بڑے بڑے لکھنے والے آئے......علامہ جلال الدین سیوطی نے دو جلدوں میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے......جس کا نام ،،الخصائص الکبری،، ہے......جس میں رحمت کونین ﷺ کی تین ہزار خصوصیات نقل کی ہیں...... وہ خصوصیات بھی لکھی ہیں...... کہ جو پیغمبر ﷺ کی خصوصیات آسمانوں پر ہیں......جو نبی ﷺ کی زبان سے خصوصیات ظاہر ہوئی ہیں...... جو نبی کی نگاہ سے کمالات ظاہر ہوئے...... جو محبوب ﷺ کے ہاتھوں سے کمالات ظاہر ہوئے...... جو محبوب ﷺ نے زمین پر بیٹھ کر آسمانوں پر کمالات ظاہر کئے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر:

اسی طریقہ سے علامہ عبدالرحمان جامی ،، نے شواہد النبوۃ ،، کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے...... اس میں ہزاروں کمالات کا تذکرہ کیا ہے......مولانا معین قاسمی نے معارج النبوۃ،، کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے...... تین جلدوں پر مشتمل ہے......

---

(۱) تفسیر المدارک ص ۷۱۲ ج ۲ تفسیر ابن کثیر ص ۶۲۹ ج ٤ مسند احمد ص ۲۱٦ ج ٦ مشکوۃ المصابیح

اس نے بھی ہزاروں کمالات کا تذکرہ کیا ہے......شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ،، مدارج النبوۃ ،، کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے...... ہزاروں کمالات اس میں محبوب کے لکھے ہیں......آپ کی عظمتوں کا احاطہ کائنات میں کوئی نہیں کرسکتا......بس اتنا ہی کہا جاسکتا ہے

بعد از خدا بزرگ قصہ توئی مختصر

اللہ پر ربوبیت ختم اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت ختم:

اللہ پر ربوبیت ختم ہے......محبوب ﷺ پر نبوت ختم ہے......وہ رب العالمین ہیں......یہ رحمۃ للعلمین ہیں......وہ رب العلی ہیں......یہ شمس الضحیٰ ہیں......اس کی ربوبیت ہے......اس کی نبوت ہے......اسکی الوہیت ہے......اسکی رسالت ہے......وہ رب العرش العظیم ہے......یہ رحمۃ للعلمین ہے......کروڑوں قیامتیں برپا ہوسکتی ہیں...... اب خدا بن کے الوہیت کے تخت پر کوئی نہیں آسکتا......قیامت تک نبی بن کر نبوت کے تخت پر کوئی آنہیں سکتا۔

اپنے محبوب سے محبت:

جو مسئلہ اسوقت میں نے آپ کے سامنے عرض کرنا ہے......وہ یہ کہ جو رب کو اتنا محبوب ہے......کہ جسے رب نے مقصود کائنات بنایا...... جو اتنا محبوب ہے...... کہ اللہ نے اس کو پوری کائنات کو سبب بنا کر سب کچھ عطاء کیا......دنیا میں ہر آدمی کو اپنا محبوب بہت محبوب ہوتا ہے......اگر اس کے محبوب کے خلاف کوئی زبان کھولے......تو کوئی برداشت نہیں کرتا۔

توجہ کریں......کہ اپنی مخالفت کو آدمی برداشت کرسکتا ہے......مگر اپنے محبوب کی مخالفت برداشت نہیں کرسکتا......میرے محبوب کو کوئی آدمی گالی دے میں کہوں گا مجھے گالی دے......میرے محبوب کو کچھ نہ کہہ...... مجھے کچھ کہنا ہے کہہ......میرے محبوب کا نام نہ

لینا...... جب میرے اور آپ کی یہ حالت ہے۔

اپنے محبوب کے گستاخ سے بدلہ:

میں آپ کو سمجھانا یہ چاہتا ہوں...... کہ اللہ کو اپنا محبوب کتنا پیارا ہے...... کہ جب رب کے سامنے اللہ کے نبی ﷺ کے گستاخ نے جب کوئی گستاخی کی...... تو رب نے کیسے بدلہ لیا...... محبوب کی شان اقدس میں جب بھی کسی بدبخت نے گستاخی کی...... صحابہ نے اس سے کیسا بدلہ لیا......؟ امت کا عقیدہ اس سلسلے میں کیا ہے......(۱) کہ اس گستاخ سے کیسے انتقام لینا چاہیے...... عظمت، فضیلت تقدس، منقبت، یہ ساری باتیں قابل قبول ہیں...... یہاں سب سے بڑی چیز سمجھنے کی ہے...... کہ محبوب ﷺ کے ساتھ رب کو کتنا تعلق ہے...... جب اللہ اپنے محبوب کے خلاف برداشت نہیں کرتا...... کوئی کلمہ پڑھنے والا بھی محبوب ﷺ کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرسکتا۔

عظمت نبوت خدا کی نظر میں:

دیکھیں علماء نے لکھا ہے...... کہ اللہ نے جب بھی کسی کافر کو سزا دی ہے...... بڑے حوصلہ اور توجہ سے سننا...... عقیدہ توحید کے انکار پر سزا نہیں دی...... اس لئے نہیں سزا دی...... کہ اس نے شرک کیا ہے...... یعنی رب کے مقابلہ میں مشرکین مکہ نے تین سو ساٹھ بت بنائے......، انکو معبود کہا...... مشکل کشا کہا...... حاجت روا کہا...... خالق کہا...... داتا کہا...... بہت کچھ اللہ برداشت کرتے رہے...... قوم نوح شرک میں مبتلا ہوئی...... انہوں نے پانچ بت بنائے...... ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر، ان پانچ بتوں کی پوجا کرتے۔

---

(۱) گستاخ نبی واجب القتل ہے عن علی قال: قال رسول اللہ ﷺ من سب الانبیاء قتل ومن سب اصحابی جلد (رواہ الطبرانی الصواعق المحرقة للشیخ ابن حجر الهیتمی المکی ص ۳طبع مصر۔ کذافی حاشیہ البخاری ص ۶۱۴ ج ۲ایسے آدمی سے تجارتی تعلقات ختم کرنے چاہئے۔ دلائل کے لئے دیکھئے صحیح مسلم ص ۹۳ ج ۲۔ مرقاة المفاتیح شرح مشکوۃ ص ۵۱۲ ج ۸۔ الصارم المسلول لابن تیمیہ ص ۶۶

ان کو مشکل کشا کہتے......تو اللہ برداشت کرتے رہے......حتی کہ نمرود نے ربوبیت کا دعوی کیا......اس نے لوگوں کو اپنی پوجا پر لگایا......اللہ نے اس کو برداشت کیا فرعون نے ربوبیت کا دعوی کیا......انا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کا اعلان کیا......رب تعالی اسکو برداشت کرتا رہا......یعنی لوگ رب بن کر لوگوں کے سامنے پیش ہوئے......لوگوں نے پتھروں کے خدا بنائے......لکڑی کی پوجا کی......آگ کی پوجا کی......شجر وحجر کی پوجا کی......رب نے سب کچھ برداشت کیا......ان کو دنیا میں سزا نہیں دی......اللہ نے جب بھی کسی کو سزا دی ہے......اس وقت دی ہے جب کسی کمینے نے نبی کی گستاخی کی ہے۔

ربوبیت کے دعویداروں کو سزا:

پورے شرح صدر سے بات کر رہا ہوں......قوم نوح کو عذاب اس وقت ملا......جب انہوں نے پیغمبر ﷺ کی گستاخی وتوہین کی ہے......نمرود ربوبیت کا دعوے دار تھا......اللہ نے اس کو سزا اس وقت دی......جب اس نے حضرت ابراہیمؑ کی توہین کی ہے......فرعون خدائی کا دعویدار تھا......اللہ نے پہلے اس کو کچھ نہ کہا......اللہ نے سزا اس کو اسوقت دی ہے......جب وہ نبی کے پیچھے لگا ہے......حضرت موسی کی توہین کی ہے......ہر کسی کو سزا اس وقت ملی ہے......جب اس نے پیغمبر ﷺ کی توہین کی ہے......نبوت کا احترام سب سے بنیادی چیز ہے......رب نبی ﷺ کی توہین اس لئے برداشت نہیں کرتا......رب کا تعارف ہوتا ہی نبی کی وجہ سے ہے......اگر نبی نہ ہوتا......تو ہمیں خدا کا ہونا کون بتاتا......اسکی ربوبیت کے تذکرے کون کرتا......اس کی عبادت کے تذکرے کون کرتا......اسکی حاکمیت کے تذکرے کون کرتا......اس رب العالمین کے تذکرے کون کرتا......وہ نبی آکے بتاتا ہے......یہی وجہ ہے......کہ اللہ کو اپنے محبوب ﷺ سے سب سے زیادہ محبت ہے۔

محبوب کی توہین کرنے والے کی نسل:

اللہ نے جب یہ سلسلہ نبوت شروع کیا...... تو خاتم الانبیاء، امام الانبیاء، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو سب کے آخر میں بھیجا ہے...... اور جب محبوب کو بھیجا ہے...... تو اللہ نے سب سے پہلے اپنے محبوب سے اپنی توحید کا اعلان کرایا...... اَيُّهَا النَّاسُ قُولُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ تُفْلِحُوْن ...... جب رب کو کوئی نہیں جانتا تھا...... شجر و حجر کی پوجا کی جاتی تھی...... پتھروں کے سامنے سر جھکایا جاتا تھا...... ہر ایک کو معبود سمجھا جاتا تھا...... اس وقت پیغمبر ﷺ نے فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر جب رب کی توحید کا نعرہ لگایا...... اب دشمن بے شک رب کے تھے...... لیکن رب کی توحید کا اعلان نبی کی زبان سے ہوا ہے...... لوگو رب کے نبی کی توہین کی ہے...... پیغمبر ﷺ کی رسالت کا مذاق اڑایا ہے...... ابولہب بد بخت نے پیغمبر ﷺ کی طرف پتھر پھینک کر کہا...... تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا ......(1) (نعوذ باللہ) محمد ﷺ تو نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا...... تین سو ساٹھ بتوں سے ہٹا کر ایک رب کا راستہ دکھانا چاہتا ہے...... ہم تیری بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ اس کمینے نے پتھر اٹھایا...... یوں حضور ﷺ کی طرف پھینکا...... اور منہ سے تھوک نکال کر اللہ کے نبی کے چہرے کی طرف کیا۔

علماء نے لکھا ہے...... وہی تھوک انگارہ بن کر اس کے منہ پر پڑا...... اس بد بخت کی زبان سے جملے نکلے...... تبا لک یا محمد...... میں اس کا معنی آپ کو نہیں سمجھا سکتا...... اس نے اتنا گستاخی کا جملہ کہا...... کہ محمد (معاذ اللہ) تو نہ رہے...... اس لئے تو نے اکٹھا کیا ہے...... کہ تین سو ساٹھ بتوں سے ہٹا کر ایک رب کا راستہ دکھاتا ہے...... رب نے کہا

---

(1) صحیح بخاری ص ۷۴۳ ج ۲۔ تفسیر جلالین ص ۵۰۸ ج ۲ تفسیر المدارک ص ۸۳۹ ج ۲ تفسیر ابن کثیر ص ۹۰۰ ج ۴

بد بخت تو نے میرے محبوب کی توہین کی ہے......اس وقت قرآن مجید اترا...... تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا اَغنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِي جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ...... پوری سورت اتری میں یہ کہہ دوں......تو بے جانہ ہوگا......اس بد بخت نے ایک دفعہ کہا......خدا نے کہا بھی سہی...... ابولہب نے پیغمبر کو کہا تو سہی......مگر پیغمبر کا کر کچھ نہ سکا......خدا نے کہا بھی سہی......ابولہب کو تباہ و برباد بھی کیا......اس کی نسل کو برباد بھی کیا......قیامت تک قرآن کا حصہ بنا کر اس پر خدا نے لعنت ہمیشہ کیلئے برسادی۔

ابولہب نبی ﷺ کا گستاخ تباہ و برباد:

مسئلہ سمجھو......وہی ابولہب شرک کرتا تھا......اگلا جملہ بھی کہہ دوں......ولادت کے جشن بھی منا تا تھا...... بہت بڑا میلادی تھا ......تنقید نہیں ہے...... تحقیق بات کر رہا ہوں......لیکن جب اس بد بخت سے اللہ کے نبی کی گستاخی ہوتی ہے......تو رب کی غیرت جوش میں آتی ہے......آدمی کہہ دیتا ہے......اچھا یار تو مجھے جو کچھ کہتا رہا......تو میں چپ رہا......اب تم نے میری عزت پر ہاتھ ڈال دیا ہے......میرے گھر پہ اتر آیا ہے......میرے محبوب کو تو نے کہا ہے......اللہ نے فرمایا...... تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ......ایک نہیں دو تین اس جیسے واقعات قرآن کریم میں سے آپ حضرات کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں......ابولہب تباہ ہوا......اس کی موت اس حالت میں آتی ہے......جسم کا ایک ایک حصہ گل گل کر سڑ سڑ کر یوں زمین پر گرا......اور تباہ و برباد ہوا...... نبی ﷺ کے گستاخ کو خدا نے یوں سزا دی ہے۔

گستاخ رسول کیلئے محبوب کی بد دعا:

ابولہب کے دو لڑکے تھے......ان میں سے ایک کو اللہ نے توبہ کی توفیق بخشی......

دوسرا کمینہ جب حضور سرورِ کائنات ﷺ کے سامنے گیا...... یہ بڑا تفصیلی واقعہ ہے...... پھر واپس آکر ابولہب کو بتایا...... آج میں محمد ﷺ کے ساتھ بڑی تنقید اور مذاق کر کے آیا ہوں...... اور میں ایسا جملہ کہہ کر آیا ہوں...... جو کبھی کسی نے نہ کہا ہو...... اس نے پوچھا...... کہ تم نے کیا کہا...... اس نے کہا...... میں نے محمد ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر (معاذ اللہ) ان پر تھوکا ہے...... جملہ سناتا تھا...... ابولہب تھا تو بڑا کافر......! لیکن اس کو بھی میرے نبی ﷺ کی زبان پر ایسا اعتماد تھا...... اس نے کہا...... تو نے ایسا کیا ہے...... محمد ﷺ نے تو کچھ نہیں کہا تھا...... اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا تھا...... اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ،، اے اللہ اس پر کوئی کتا مسلط کر جو اس کو پھاڑ ڈالے،، (۱)

ابولہب کی چیخ نکل گئی...... کہنے لگا میں دشمن ضرور ہوں...... لیکن محمد ﷺ کی زبان سے نکلا ہوا جملہ کبھی غلط نہیں ہوتا...... مجھے یقین ہے...... کہ تیری موت بڑی خطرناک ہوگی...... ہر وقت اپنے بیٹے کی حفاظت کرتا تھا۔

کتابوں میں لکھا ہے اس کے دوست آئے...... کہنے لگے...... ہم سفر پر جا رہے ہیں...... بیٹے کو ہمارے ساتھ بھیجو...... اس نے کہا مجھے خطرہ ہے...... کہ اس کو کوئی درندہ نہ پھاڑ ڈالے...... میں تمہارے ساتھ نہیں بھیجتا...... انہوں نے کہا ہم اس کی حفاظت کیا کریں گے...... ساتھ لے گئے رات کو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اسے درمیان میں سلایا...... اس کے اردگرد اس کے سارے دوست پہرہ دیتے رہے...... رات کا آخری حصہ آیا...... ٹھنڈی ہوا چلی...... نیند غالب آئی...... سب کو نیند آگئی...... شیر آیا...... وہ سب کے چہرے سونگھتا ہوا...... سب کے اوپر سے چڑھا...... جتنے لوگ سوئے ہوئے تھے...... اس نے سب کے چہرے سونگھے۔

---

(۱) تفسیر انوار البیان ص ۴۷۵ ج ۹

خنزیر کے منہ سے نبوت کی گستاخی کی بو:

توبہ کرنا کافر کفر کرے برداشت ہے...... شرک کرے برداشت ہے...... لیکن گستاخی رسول ﷺ اتنا بڑا جرم ہے...... کہ جانور کو بھی پتہ چلتا ہے...... کہ خنزیر کے منہ سے گستاخی کی بو آتی ہے...... اوپر چڑھا...... وہ سب لڑکے کافر تھے...... ان میں سے کوئی مسلمان نہیں تھا...... اس شیر نے سب کے منہ سونگھے یہ کافر ہیں...... مگر گستاخ نہیں آگے بڑھا...... اس نے اسکو سونگھا...... تو پتہ چلا...... کہ یہی گستاخ ہے۔

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ اس نے زور سے پنجہ اس کے منہ پر مارا...... چہرہ مسخ ہوگیا...... خون کے فوارے نکل گئے...... اس نے وہیں سے اٹھا کر اوپر سے نیچے زمین پر مارا...... لڑھکتا ہوا جب پہاڑ سے نیچے زمین پر پہنچا...... اس وقت تک اس کے جسم کی کوئی ہڈی باقی نہ بچی...... (۱) کتوں نے اس کو کھایا...... اس کی لاش دفن ہونے کے قابل نہیں تھی...... یہی گستاخی کی سزا ہے...... جو خدا اس جہاں میں دے رہا ہے۔

نبی ﷺ کی مخالفت:

اللہ کے نبی ﷺ صحابہ کی محفل میں بیٹھے ہیں...... عجیب وغریب واقعات پیش آئے...... یہی ابولہب کی بیوی بد بخت خاتون رحمت کونین ﷺ پر تنقید کرتی تھی...... مذاق کرتی تھی...... کانٹے اٹھا کر آپ ﷺ کے راستہ میں بچھایا کرتی تھی...... اسی کے متعلق آتا ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے...... اور مسلسل کئی دنوں سے وحی نازل نہیں ہو رہی تھی...... یہ سورۃ والضحیٰ کے شان نزول میں علماء نے واقعہ لکھا ہے...... اس عورت نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے آکر اتنا جملہ کہا...... جو شیطان تجھ پر وحی بھیجتا تھا...... اب تجھ سے ناراض ہوگیا ہے...... اس لئے وحی نہیں آتی......

---

(۱) دلائل النبوۃ ص ۱۶۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد

حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور ﷺ کا دل ابھر گیا...... رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ...... حضور نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا...... اللہ ان لوگوں نے مجھے ساحر کہا...... مجنون کہا...... دیوانہ کہا مذمم کہا...... راستہ میں کانٹے بچھائے ...... جسم اطہر پر اوجھڑی ڈالی...... میں نے یہ سب کچھ برداشت کیا ہے...... اب یہ تیری ذات کے متعلق کہے مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا...... نبی رب کے خلاف برداشت نہیں کرتا...... اس طرح رب بھی نبی کے خلاف برداشت نہیں کرتا...... اس وقت قرآن اترا(۱) وَالضُّحٰی ۔ اللہ نے محبوب ﷺ کی عظمتیں بیان کی ہیں ...... چہرے کی قسم اٹھائی زلفوں کی قسم اٹھائی...... نبی ﷺ کے تقدس کو بیان کیا...... اور پھر پیغمبر ﷺ کے کمالات کا ذکر کیا...... اور اس بد بخت عورت کو جس نے یہ جملے کہے تھے...... اسکی گردن میں رسی ڈال کر اسے اس انداز سے موت دی ہے...... کہ دنیا کی تاریخ اسے یاد رکھے ہوئے ہے...... سورت،، تَبَّتْ یَدَا ،، کی تفسیر پڑھ کر دیکھئے...... کہ کس انداز سے وہ کمینی جہنم رسید ہوتی ہے...... میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں...... جس نے بھی گستاخی کی ہے...... رب نے اسے دنیا میں سزا دی ہے۔

نبی ﷺ کا دشمن بے نام ونشان:

حضور ﷺ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا ہے...... ایک کمینہ آ کر کہتا ہے،...... قَدْ اَبْتَرَ مُحَمَّدًا (ﷺ)،، (معاذ اللہ) محمد ﷺ مقطوع النسل ہو گیا......(۲) بیٹے سے نسل ہوتی ہے...... اسکی تو نرینہ اولاد ہی نہیں ہے...... اس کم بخت کو پتہ نہیں...... قیامت تک سادات آتے رہیں گے۔

---

(۱) سورۃ و الضحی کے نزول میں مختلف روایات موجود ہیں فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ یہ بات ابو لہب کی بیوی ام جمیل نے کہی تھی (انوار البیان ص ۴۱۲ ج ۹) (۲) انوار البیان ص ۴٦۷ ج ۳۔ اس بد بخت کا نام عاص بن وائل ہے (تفسیر المدارک ص ۸۳٦ ج ۲) تفسیر کثیر میں مختلف اقوال ہیں وہاں عاص بن وائل کا نام بھی مذکور ہے عقبہ بن معیط کا نام بھی ہے کعب بن اشرف یہودی کا نام بھی ہے اور ابو جہل کا نام بھی لکھا ہے (ابن کثیر ص ۸۹۱ ج ٤

اور نبی ﷺ کے خاندان کے لوگ اپنے محبوب ﷺ کی عظمت کو یوں بیان کرتے رہیں گے......اس نے ایک جملہ کہا......رب نے قرآن اتار کر رحمت کونین ﷺ کو تسلی دی......اس کی تکذیب کر کے اس کی تباہی کا اعلان بھی کیا...... اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ، ......محبوب ﷺ آپ تو کوثر کے مالک ہیں......حوض کوثر بھی آپ کے لئے ہے......خیر کثیر بھی آپ کے لئے ہے......انعام کثیر بھی آپ کے لئے ہے رحمت کثیر بھی آپ کے لئے ہے......عظمت کثیر بھی آپ کے لئے ہے......جماعت کثیر بھی آپ کے لئے ہے......ہم ساری عظمتیں آپ کو دے رہے ہیں......اور آپ کا دشمن کا معاملہ...... اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ......اسے بے نام ونشان کر دینگے......اس کی نسلیں مٹادیں گے......میں اسے تباہ برباد کر دوں گا......آج تاریخ گواہ ہے......کہ ابوجہل کی نسل کا کوئی آدمی دنیا میں ایسا نہیں جو کہے میرا نسب ابوجہل سے ملتا ہے......کوئی ایسا نہیں جو کہے......میرا نسب کعب ابن اشرف سے ملتا ہے......کوئی ایسا نہیں جو کہے......میرا نسب کافروں سے ملتا ہے......اللہ نے کافروں کو بے نام ونشان کیا ہے......محمد ﷺ کے غلاموں کو دونوں جہانوں میں آباد و کامیاب کر دیا ہے......سب سے پہلی بات رب کی غیرت ہے......کہ رب نہیں برداشت کرتے......کہ کوئی شخص میرے نبی ﷺ کے خلاف کوئی جملہ کہے......اللہ بڑا غیور ہے......محبوب تو محبوب ہی ہیں......رب تو محبوب کی نسبت سے محبوب کے یاروں کی بھی وکالت کرتا ہے......محبوب کی نسبت سے محبوب کی بیویوں کی بھی وکالت کرتا ہے......محبوب کی نسبت سے محبوب کی اہل بیت کی بھی وکالت کرتا ہے۔

محبوب سے گفتگو کے آداب:

پھر رب خود بتاتا ہے...... کہ میرے محبوب سے گفتگو کے آداب کیا ہیں......قرآن میں سورۃ ،، القلم ،، میں ایک واقعہ ہے...... پوری تفصیل سے عرض نہیں

کرنا چاہتا ہوں...... صرف نمونے آپ کو بتا رہا ہوں...... (۱) ولید نامی ایک کا فر بدمعاش تھا ...... اس نے نبی کریم ﷺ کو اتنا کہا...... اِنَّكَ مَجْنُوْن ......،، (معاذ اللہ) محمد تو پاگل و دیوانہ ہے...... رب نے یہ سورت اتاری ہے...... محبوب کو تسلی دی...... کہ پیارے آپ مجنون نہیں...... ہم نے تو آپ کو لامتناہی اجر عطاء کیا ہے...... اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ......،، آپ کو اخلاق سب سے بڑے عطاء کئے...... اور جس کمینہ نے یہ جملہ کہا...... اس پر اللہ کا غصہ نہیں ٹھنڈا ہوا...... رب نے اس کو نو گالیاں دی ہیں...... قرآن میں اللہ کہتا ہے...... وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ...... آپ حیران ہو جائیں گے...... رب کا غصہ ایک بات کہہ کر بھی ٹھنڈا نہیں ہوا...... اللہ نے کہا محبوب جو تیری شان میں گستاخی کرے...... جو تجھے مجنون کہے...... جو تیرے متعلق یہ جملہ کہے...... مجھ رب کا فیصلہ ہے...... یہ حلاف،، جھوٹی قسمیں اٹھانے والا ...... مَهِيْنٍ، کمینہ اور ذلیل انسان ہے...... هَمَّازٍ، بڑا طعنے جو ہے ...... مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ،، چلتے پھرتے چغل خوریاں کرنے والا ہے...... مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ،، نیکی سے دور ہے، لوگوں کو ہدایت کے راستے سے ہٹانے والا ہے...... معتد،، بہت زیادتیاں کرنے والا ہے...... اَثِيْمٍ،، سب سے بڑا گناہگار اور بدمعاش ہے...... عُتُلٍّ،، تند خو ہے...... بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ، رب کا غصہ پھر بھی ٹھنڈا نہیں ہوا...... رب نے کہا ساری بدمعاشیوں کے باوجود سب سے بڑی بات یہ ہے...... کہ جو تیرا گستاخ ہے...... وہ حرام زادہ ہے...... اس سے بڑی گالی اور کوئی نہیں جو کوئی اور کسی کو کہے...... کہ تو تو حرام زادہ ہے

نبی ﷺ کی گستاخی کرنے والا:

علماء موجود ہیں...... میں عَلٰی وَجْهِ الْبَصِيْرَتْ کہتا ہوں...... جو پیغمبر ﷺ کا گستاخ ہے...... وہ حرام زادہ ہے...... اس کے نسب پر کبھی اعتماد نہ کرو......

(۱) یہ ولید بن المغیرہ کے نام سے مشہور تھا انوار البیان ص ۲۶۳ ج۹ تفسیر جلالین ص۴۶۸ ج۲ تفسیر مدارک ص ۷۱۲ ج۲

اور آپ حیران ہونگے ...... یہی ولید جس کمینے نے حضور ﷺ کی گستاخی کی اور قرآن نے اتنے سخت جملے کہے...... جب قرآن نے یہ کہا...... کہ تو حرام زادہ ہے...... یہ اٹھا...... اور سیدھا اپنی ماں کے پاس چلا گیا...... تلوار اس کے ہاتھ میں تھی...... اس نے کہا......، آج محمد ﷺ نے مجھے بہت ساری گالیاں دی ہیں...... لیکن جتنی گالیاں دی ہیں...... وہ مجھ پر سچی ہیں...... اس نے اپنے متعلق سوچا...... اور اپنی ماں کو کہا نبی ﷺ نے جو کچھ میرے بارے میں کہا...... سب کچھ صحیح ہیں کہ واقعی میں جھوٹی قسمیں اٹھاتا ہوں...... واقعی میں معاشرے میں بڑا ذلیل آدمی ہوں...... واقعی میں چغل خور ہوں...... واقعی میں بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہوں...... یہ ساری باتیں مجھ میں ہیں...... لیکن محمد ﷺ نے مجھے کہا ہے...... کہ تو حرام زادہ ہے...... تیرا نسب مشکوک ہے...... تو حرامی ہے...... زانی عورت کا بیٹا ہے...... میرا تو باپ ہے...... تو سچ بتا...... یہ تلوار میرے ہاتھ میں ہے...... میں بیشک کافر ہوں......! میں محمد ﷺ کو نہیں مانتا...... لیکن اس پر اتنا یقین ہے...... کہ اس کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں نکلا...... اس لئے تو سچ بتا میں کیسا ہوں...... اور اگر تو نہیں بتاتی...... تو میں تیری گردن قلم کردوں گا...... اس کی ماں نے اسے کہا واقعی تو حرامی ہے...... کہ تیرا باپ کسی کام کا نہیں تھا...... مال بہت زیادہ تھا...... اس نے مجھے اجازت دے دی تھی...... کہ تو نوکر کے ساتھ منہ کالا کرے...... اس لئے تو حرامی پیدا ہوا......(۱) جو آج تو محمد ﷺ کی مخالفت میں ہے...... اس کی وجہ سے قرآن نے بھی تجھے حرامی کہہ دیا ہے...... میں بتانا چاہتا ہوں...... کہ رب کا غصہ نبی ﷺ کے گستاخ پر نہیں ٹھنڈا ہوتا۔

---

(۱) روی انہ دخل علی امۃ وقال ان محمدا وصفنی بعشر صفات، وجدت تسعافی فانا الزنیم فلا علم لی بہ فان اخبرتنی بحقیقتہ والا ضربت عنقک فقالت ان اباک عنین وخفت ان یموت فیصل مالہ الی غیر ولدہ فدعوت راعیا الی نفسی فانت من ذلک الراعی (تفسیر المدارک ص ۷۱۲ ج ۲)

اپنے محبوب کا دفاع:

علماء بیٹھے ہیں...... صلح حدیبیہ ہو رہی تھی...... یہ سارے واقعات ہیں...... میں آپ کو اس لئے سنا رہا ہوں...... تاکہ بتا سکو...... کہ قرآن وسنت کی روشنی میں گستاخ رسول ﷺ کی سزا کیا ہے...... صلح حدیبیہ میں معاہدہ ہو رہا تھا...... گفتگو ہو رہی تھی...... نبی کریم ﷺ بات کر رہے تھے......اور مشرکین مکہ کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفیؓ جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے......(۱) یہ نمائندگی کرنے کے لئے تشریف لائے...... بات ہو رہی ہے ...... گفتگو ہو رہی ہے...... معاہدہ لکھا جا رہا ہے......دور ان گفتگو(میری طرف دیکھنا) معاہدہ ہو رہا ہے......اس نے رسول ﷺ کی طرف دیکھ کر باتوں باتوں میں کہا...... میں نے آپ کو نہیں کہا......آپ میری بات نہیں سمجھتے......اس نے حضور ﷺ کے چہرے کی طرف ہاتھ کر کے کہا......میں جو آپ کو کہہ رہا ہوں...... اس نے ہاتھ آگے بڑھایا...... تو حضرت ابو بکر صدیق اٹھے...... حضرت ابو بکر کے چہرے پہ غصہ وجلال کی کیفیت تھی...... زور سے اس کے ہاتھ پر مار کے کہا...... ہاتھ پیچھے ہٹاؤ......صرف یہ کہنا کافی نہیں...... بعد میں حضرت ابو بکر صدیق نے جو اس کو جملہ کہا......وہ بڑا عجیب ہے......لات وعزیٰ کی شرم گاہ کو چوسنے والی قوم میرے نبی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہو......بتوں کے پجاریو میرے نبی کی طرف تم ہاتھ بڑھاتے ہو...... یہ کہہ کر اس کا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا......اسی طرح حضرت عمر نے یہودی ومنافق کو کہا تھا......جس کو میرے نبی ﷺ کا فیصلہ منظور نہیں......اس کا فیصلہ عمر تلوار سے کرے گا۔علماء کا اس پر اتفاق ہے...... جو مسلمان مرتد ہو جائے...... اسلام سے پھر جائے...... اس کے لئے تو اجازت ہے...... کہ تین دن اس کو پکڑو باندھو...... بٹھاؤ سمجھاؤ......اس کے سوالات کا علماء سے تشفی بخش جواب دلاؤ......

---

(۱) سیرت مصطفی ص ۳۵٤ ج۲

تا کہ وہ اس عرصہ میں مطمئن ہو سکے...... اگر توحید کا انکار کرے...... تو اس کو سمجھاؤ...... اگر فرشتوں کا انکار کرے...... تو اس کو سمجھاؤ...... جس کسی مسئلے کا انکار کرے...... تو اس کو سمجھاؤ...... لیکن انکار پر سمجھاؤ...... کسی مسئلہ کا منکر ہوا ہے...... تو اس کو سمجھاؤ...... اور اگر وہ پیغمبر ﷺ کی گستاخی کر کے وہ مرتد ہوا ہے...... تو پھر یہ مرتد نہیں...... بلکہ زندیق ہے...... پھر اسلام کا فیصلہ یہ ہے...... کہ ایسے کمینے کو سمجھانے کی ضرورت نہیں...... اس کو توبہ کے لئے ٹھہرانے کی بھی ضرورت نہیں...... اگر یہ صدق دل سے توبہ بھی کرے...... تب بھی پیغمبر ﷺ کی گستاخی کرنے والا ہے...... اسلامی نقطۂ نظر سے اسلامی حکومت کے ذمہ ہے ...... کہ اس پر شرعی سزا نافذ کرے...... کہ اس کو معاشرے کے سامنے قتل کر دو...... اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو...... اگر کسی کی معافی اللہ کے ہاں قابل قبول ہے...... رب جانے اس کا بندہ جانے...... لیکن اس ذلیل کو ایک سیکنڈ جینے کی اجازت نہیں ہے...... اس گستاخ رسول کو سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے...... منکر کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔(۱)

گستاخوں کا قتل عام:

قابل قدر دوستو......! صرف ایمانی غیرت کی ضرورت ہے...... نبی کریم ﷺ نے اپنے کئی گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا...... جس وقت مکہ فتح ہوا...... آپ ﷺ نے فرمایا ...... جو حرم کعبہ میں آجائے اس کو امان ہے...... جو اپنے گھر کے دروازے بند کر دے اس کو امان ہے...... جو ابو سفیان کے گھر چلا جائے اس کو امان ہے...... چھ سات بدمعاش ایسے تھے...... جو اللہ کے نبی ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے...... گستاخی کرتے تھے...... تنقید کرتے تھے ...... نبی کریم ﷺ نے ان کا نام لے کر فرمایا...... کہیں چھپے ہوئے ہوں۔

---

(۱) حضرت مفتی عبدالروف صاحب سکھروی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کو گالیاں دینے والا مباح الدم ہے یعنی اس کا خون بہانا جائز ہے اور حق کا علمبردار سزاؤں کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ ثواب کا حق دار ہو جاتا ہے "مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (البلاغ" ربیع الاول ۱۴۲۷ ہجری بمطابق ۲۰۰۶ء

تو ان کو پکڑو اور مارو...... ایک گستاخ کعبۃ اللہ کے اندر کعبۃ اللہ کے غلاف میں چھپ گیا ...... حضور ﷺ نے فرمایا...... رب کے گھر کے اندر چھپا ہوا ہے...... غلاف کعبہ کے نیچے ہے ...... اس کو وہیں گھسیٹو...... اس کو مارو...... اس کا سر قلم کرو...... جو آدمی اس کو قتل کرے گا...... میں محمد ﷺ اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

مسلمانوں کی عظمت کی وابستگی:

کعب ابن اشرف یہودی یہ بھی بڑا کمینہ تھا...... یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرتا تھا...... حضور ﷺ نے فرمایا جو اس کو قتل کرے گا...... میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں......(1) عصماء نامی ایک عورت تھی...... اس کو مسلمانوں کی جہادی تربیت سے بڑا دکھ ہوتا تھا...... اسلامی فتوحات کی وجہ سے وہ بڑی پریشان ہوتی تھی......(2) اب بھی ان کی نسل جہادی کام سے بڑی پریشان ہوتی ہے...... جہاد ہو...... تو ان کو بڑا غصہ آتا ہے۔

مسلمانو......! جس دن سے تم نے جہاد چھوڑا ہے...... اس دن سے کفر تمہارے پیچھے ہے...... اس دن سے تمہاری سلطنت تہہ وبالا کی گئی ہے...... جہاد کو ختم کرا کے اسلامی حکومت کو ختم کیا گیا ہے...... جہاد پر پابندی لگا کر قرآنی آیات کو تمہارے تعلیمی نظام سے نکالنے کی کوشش کی گئی ہے...... جہاد کی پابندی کو ظاہر کر کے جناب جہاد کے نام کو دہشت گردی کا نام دے کر تمہیں اس بات سے خاموش کرایا گیا ہے...... کہ اب کتا جو چاہے کرے...... جیسے چاہے بھونکے...... آج سے کچھ دن پہلے امریکہ نے بدمعاشی کی ہے...... قرآن مجید کی توہین کی گئی...... ان پر غلاظت و پیشاب ڈالا گیا......

---

(1) صحیح بخاری ص۵۷۶ ج ۲ فتح الباری ص ۲۶۲ ج ۷

(2) سیرت مصطفی ص ۱۶۵ ج ۲ زرقانی ص ۴۵۳ ج ۱ الصارم المسلول علی شاتم الرسول للحافظ ابن تیمیہ از ص ۹۴ تا ص ۱۰۳ ۔ طبقات ابن سعد ص ۱۸ ج ۲ عیون الاثر ص ۲۹۳ ج ۲

اس وقت تمہارا ایمان دیکھا گیا......تم نے دو دن احتجاج کیا......اور اس کے بعد پھر اپنے کاروبار میں لگ گئے......اپنی دوکانوں میں لگ گئے...... اپنی تجارتوں میں لگ گئے ......قرآن کے نسخے تمہیں بھول گئے......اب پیغمبر ﷺ کی ذات کی باری آتی ہے......جس نبی ﷺ پر قرآن اترا ہے......جس پیغمبر ﷺ کی وجہ سے ایمان ملا ہے......جس رسالت مآب ﷺ کی وجہ سے رب رحمان ملا ہے......جس سے میری آپ کی زندگیاں وابستہ ہیں...... اب اس پیغمبر ﷺ کی توہین کر کے وہ دیکھنا چاہتے ہیں......کہ ان میں کتنی قوت ایمانی باقی ہے۔

مسلمانو ہوش کرو......!اگر آج آپ نہ جاگے......تو پھر کبھی نہیں جی سکو گے...... اگر غیرت ایمانی تم میں ہے......حق نواز کے اگر رضا کار ہو......عطاء اللہ شاہ بخاری کے رضا کار ہو......درخواستی کے غلام ہو......نانوتوی کے فرزند ہو......گنگوہی کے خادم ہو......شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی روحانی اولاد ہو......صدیق وعمر کے نام لیوا ہو پیغمبر ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے ہو تو گستاخ رسول ﷺ کو جب تک سزا نہ دی جائے......اپنی تحریک کو ختم مت کرنا۔

احتجاج ہمارا ایمانی حق:

آج کا جلسہ آخری نہیں ابتداء ہے......یہ مت سمجھو......کہ ہم خاموش ہو کے بیٹھ جائیں گے......متحد و متفق ہو کر اس تحریک کو آگے بڑھائیں گے......مسئلہ کی بات یاد رکھو اسلامی سلطنت یہ مسلمانوں کا ملک ہے......میرے اور آپ کے بڑوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے......املاک کو نقصان پہنچانے کی شرعاً بھی اجازت نہیں ہے......حکمران جتنی بڑی بے غیرتی کریں......نااہلی کا ثبوت دیں......لیکن یہ چیزیں ان کی ملکیت نہیں......ملک کی ملکیت ہیں......عوام کی ملکیت ہیں......مسلمانوں کی ملکیت ہیں......کسی کو ان املاک کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں......لیکن احتجاج ہمارا جمہوری حق ہے......یہ ہم سے کوئی

نہیں چھین سکتا۔(۱)

دشمن کیلئے نرمی کی گنجائش:

اگراورتحریکوں کی طرح ٹھنڈے پڑجاؤ......تو اس جلسہ کی کوئی ضرورت نہیں...... اوراگرآج سے ابتداء ہے......اس کو آگے بڑھاؤ پھیلاؤ......اخبار کے ذریعے سے......، اپنی تقریروں کے ذریعے سے......اپنی تحریروں کے ذریعے سے......اوراپنی عملی زندگی کے ذریعے سے...... تاکہ کسی حالت میں بھی ٹھنڈے نہ ہونے پائیں...... اگر ٹھنڈے پڑگئے......تو دشمن پھر کوئی داؤ چلائے گا۔

مشہور مثال:

اس میں اپنی غیرت کا ثبوت دو......ہمارے ہاں مثال مشہور ہے...... جب چور کسی گھر میں چوری کرنے جائے......تو چور پہلے ایک پتھر پھینکتا ہے......دیکھتا ہے......کہ گھر والے سوئے ہوئے ہیں...... یا جاگ رہے ہیں......اگر شور ہوجائے......کون ہے کہاں سے پتھر آیا ہے......اٹھو چور چور چور سارے اٹھتے ہیں......اور بھاگ پڑتے ہیں......وہ چور بھی بھاگ گیا......اس نے سمجھا کے جاگ گئے......ایک مارا پتھر تو چپ دوسرا پتھر پھینکا کوئی نہیں اٹھا......دیوار پر چڑھ کر اس نے ایک اینٹ نیچے ڈال دی......پھر بھی نہیں اٹھا ......اسکو تسلی ہوگئی ......کوئی نہیں...... یہاں تو سارے سوئے ہوئے ہیں......پھر وہ اندر گھستا ہے......اورمنزل مقصود تک پہنچتا ہے......تمہارے ملک میں چور نے سب سے پہلے پتھر پھینکے اپنی اولاد کے ذریعہ سے آئمہ مجتہدین فقہاء اور محدثین پر تنقید کرکے سترہ حدیثیں ابوحنیفہ کونہیں آتی......فلاں تو ایسا تھا......فلاں تو ایسا تھا......ہم نے اس کو سمجھا۔

---

(۱)حضرت خطیب اسلام کی اس بات کی تائید حضرت مفتی عبدالرؤف سکھروی کے اس فتوی سے ہوتی ہے جو انہوں نے ''البلاغ'' رسالہ میں لکھا ہے (دیکھئے ماہانہ ''البلاغ'' ربیع الاول ۱۴۲۷ ھجری بمطابق ۲۰۰۶ء

کہ آپس کا اختلاف ہے...... زیادہ بحث کی تو مولانا محمد امین اوکاڑوی کا مسئلہ ہے...... ہمارا نہیں دشمن نے کہا اچھا ہے...... ٹھنڈی نیند سونے دو...... اس نے پھر پتھر پھینکا...... وہ ایسے نہیں پھینکا...... اس نے اس سے تو بھی بڑا پتھر پھینکا...... اور کہا یہ تو قرآن شریف خلفاء کی لکھی ہوئی کتاب ہے...... تمہارے ملک میں وہ بے غیرت کتابیں چھپی ہیں...... ہم نے خاموشی اختیار کی...... کہ مولانا عبدالستار تونسوی اور مولانا حق نواز (رحمۃ اللہ علیہ) کا کیس ہے...... ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے...... پھر اس بے غیرت نے پتھر پھینکا...... (معاف کرنا) قرآن مجید کی توہین کا واقعہ آپ کے سامنے آیا...... جلوس نکلے...... احتجاج ہوا...... پھر امت خاموش ہوگئی...... اب بات صرف یہاں تک نہیں...... کہ وہ معافی مانگیں...... تم نے ہمارے مجاہد مجرم بنا کے ان کے حوالے کئے ہیں...... وہ بے غیرت حقیقی مجرم ہیں...... ان کو اسلامی سلطنت کے حوالے کیا جائے...... ہم نہیں کہتے پاکستان بھیجو...... سعودی عرب کے حوالے کرو...... وہاں کے علماء کے حوالے کرو...... حرمین شریفین کے اکابر علماء نے سب سے پہلے فتویٰ دیا ہے...... ان کو ان کے سپرد کیا جائے...... عرب میں ان کو شرعی سزا دینی چاہیے۔

کفریہ طاقتوں کا گھٹنے ٹیکنا:

دوسری بات ہم اہل عرب سے بھی کہتے ہیں...... وہ تو ہمارے ہیں...... ہمارے قابل قدر عرب کے سربراہو...... اگر تم صرف ان کا تیل بند کردو...... ان کو ماں کی چھٹی کا دودھ یاد آجائے...... کسی کتے کو پھر بھونکنے کی جسارت نہیں ہوگی...... تم ان پر اپنے تیل کے خزانے کھولے ہوئے بیٹھے ہو...... پھر وہ کتا جیسے چاہے گا...... بھونکے گا...... اہل عرب سے ہمارا مطالبہ ہے...... کہ اگر وہ امریکہ کا ڈنمارک کا ان تمام ممالک کا جنہوں نے یہ بدمعاشی کی ہے...... ان کا تیل بند کردیں...... تو یقینی بات ہے...... کہ انکی آنکھ کھل جائیں گی۔

اور یقیناً مسلمانوں کے قدموں پر پڑیں گے......اور تیسری اہم بات یہ ہے......کہ جیسے ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا ہے......ایسے ہی ان کی عدالت کا بھی بائیکاٹ کرو۔ اللہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا (الحدیث)

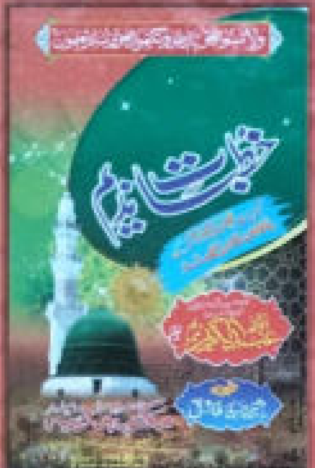

خطبات ندیم ایک نظر میں

جس کا مطالعہ یقیناً آپ کی علمی و عملی زندگی میں انقلاب لائے گا

علماء کیلیے علمی جواہر پاروں کا نایاب خزینہ ہے۔

طلباء کیلیے نکات و لطائف کا بحرِ بیکراں ہے۔

خطباء کیلیے مواعظِ حسنہ کا انمول خزانہ ہے۔

ادباء کیلیے ادبیات کا نادر مجموعہ ہے۔

صلحاء کیلیے زہد و تقویٰ کے رہنما اصولوں کا معدن ہے۔

اور ہر مسلمان کیلیے اسلامی تہذیب و تمدن کا بہترین ترجمان ہے

مکتبہ مدنیہ

بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور:

0301-7512074
0300-4944562